تجلیاتِ حسنِ ازل

۵ شعرا کے دینی کلام پر مشتمل

(انتخابِ محامد، نعوت، مناقب)

مرتب :

شمسؔ افتخاری

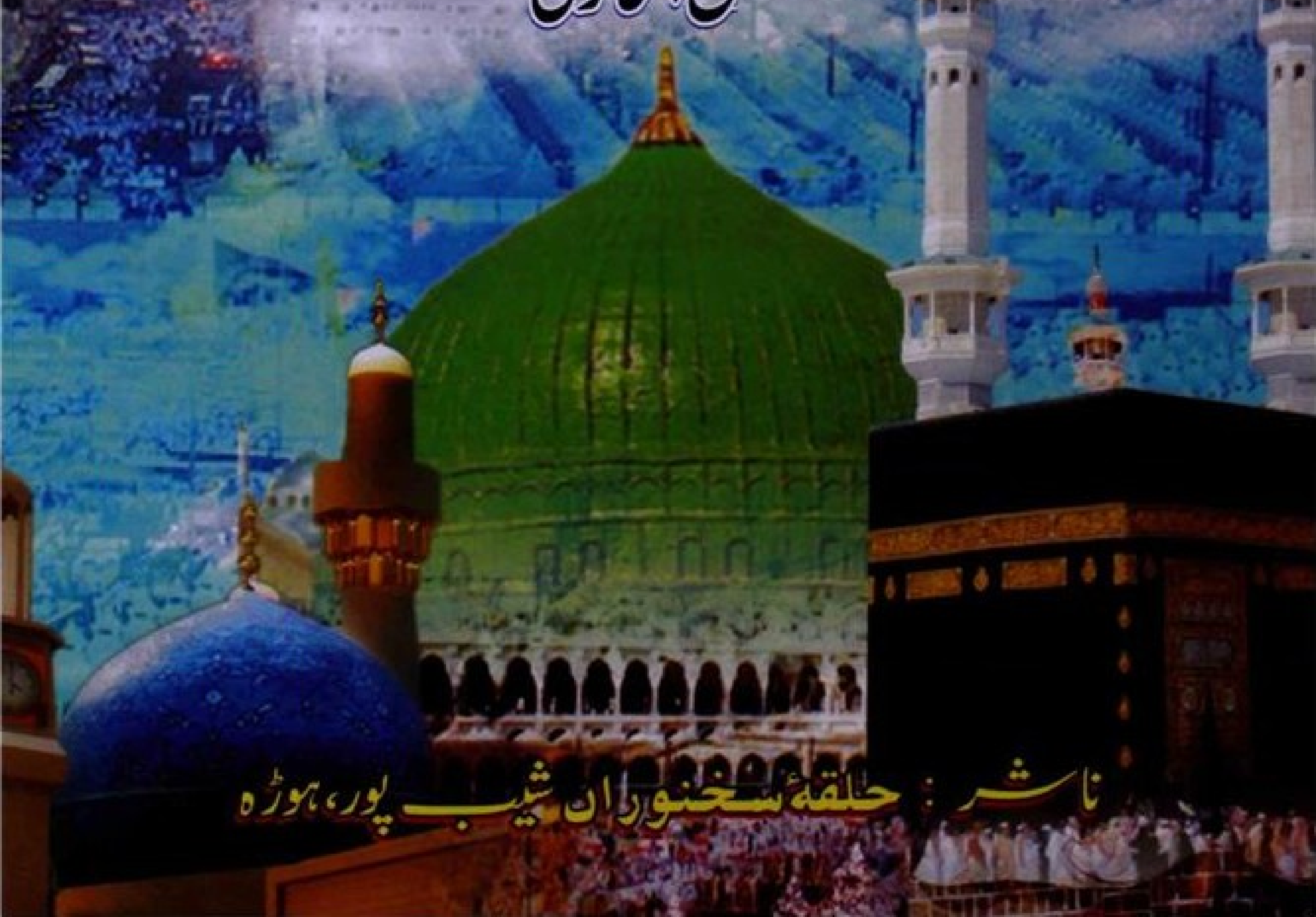

ناشر : حلقۂ سخنورانِ شیب پور، ہوڑہ

اہلِ اردو کے ہر علاقے کی طرح ضلع ہوڑہ میں بھی شاعروں کی کمی نہیں رہی۔ متعدد کہنہ مشق و نو مشق نعت گو ہمیشہ اُن کے ہم قدم رہے ہیں۔ اُنہی میں سے پانچ شاعروں کا منتخب دینی کلام 'تجلیاتِ حسنِ ازل' میں شامل کیا گیا ہے۔ جہاں تک کلام کے انتخاب کا تعلق ہے، اس میں نعت کو اوّلیت دی گئی ہے۔ مگر حمد یا منقبت کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ مجموعے میں نعتیہ کلام کے ساتھ، دو چار کی تعداد ہی میں سہی، حمدیں اور منقبتیں بھی موجود ہیں۔

ہوڑہ رائٹرز ایسوی ایشن کے اعزاز یافتہ شاعر و ادیب شمس افتخاری اس کتاب کے مرتب ہیں۔ اس سے پہلے ان کی ترتیب دادہ دو کتابیں 'سرمایۂ سخنوراں' اور 'ڈاکٹر الف انصاری: حیات اور کارنامے' شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب کے سلسلے میں انتخابِ کلام سے لے کر ترتیب و اشاعت تک کے تمام مرحلے انہوں نے اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں طے کیے ہیں۔ مجموعے میں ہر شاعر کے لیے ۳۲ صفحے مختص ہیں۔ چنانچہ اِن ۳۲ صفحوں میں اتنی تخلیقات کی شمولیت ہو گئی ہے کہ ہر شاعر کی نعت گوئی اور دیگر دینی کلام کے معیار کا اندازہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔

تجلّیاتِ حسنِ ازل

۵ شعراء کے دینی کلام پر مشتمل
(انتخابِ محامد، نعوت اور مناقب)

مرتب

شمس افتخاری

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

اسم کتاب : تجلیاتِ حسنِ ازل

تہذیب وترتیب : شمس افتخاری

شعراء : جابر حسین حبیبی (مرحوم)، اصغر ندیم (مرحوم)، وفا صدیقی، ذیشان متھراوی اور شمس افتخاری

سن اشاعت : ۲۰۱۶ء

تعداد : ۵۰۰

قیمت : ۲۰۰/روپے

کمپیوٹر کمپوزنگ : مشتاق دربھنگوی (Mob:9674576690)

سرورق : اقبال احمد (9331094800)

طباعت : ڈائمنڈ آرٹ پریس، کلکتہ۔69

ناشر : حلقہ سخنوراں، 64پی ایم بستی، تھرڈ بائی لین، شیب پور، ہوڑہ۔۲ (مغربی بنگال)

TAJALLIAT-E-HUSN-E-AZAL

A collection of religious poetry means Hamd, Naat & Manqabat

Compiled by
SHAMS IFTEKHARI

Price: 200/-

Edition: 2016 Library Edition: Rs 250/-

انتساب

اُن اشخاصِ نیک خصلت

کے نام

جن کے دلوں میں

ایمان کی حرارت

آج بھی

باقی ہے

فہرست

مضامین/ کلام	شاعر/ نثر نگار	صفحہ
☆ اشاعت کا دوسرا قدم	شمس افتخاری	۵
☆ گلشنِ مدحتِ رسول کا گلِ رعنا	ایم۔ نصراللہ نصر	۸
☆ کلام	جابر حسین حبیبی (مرحوم)	۱۱
☆ اصغر ندیم کی نعت گوئی	حلیم صابر	۴۲
☆ کلام	اصغر ندیم (مرحوم)	۴۶
☆ وفا صدیقی بحیثیت نعت گو شاعر	اسماعیل پرواز	۷۷
☆ کلام	وفا صدیقی	۸۳
☆ ذیشان متھراوی کی نعت گوئی	شمس افتخاری	۱۱۴
☆ کلام	ذیشان متھراوی	۱۲۳
☆ شمس افتخاری کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر الف انصاری	۱۵۴
☆ کلام	شمس افتخاری	۱۶۲

....

اشاعت کا دوسرا قدم

''تجلیات حسنِ ازل'' اشاعت کا دوسرا قدم ہے۔ پہلا قدم ۲۰۰۲ء میں اٹھایا گیا تھا یعنی ''حلقۂ سخنوراں''، شیب پور، ہوڑہ کے بینر تلے، ''سرمایۂ سخنوراں'' کے نام سے ۱۱ر شعرائے کرام کی ۱۵، ۱۵ر غزلوں کا انتخاب تزک و احتشام سے شائع کیا گیا تھا اور جسے ارباب حل و عقد نے اپنی پسند کی سند سے نوازا بھی تھا۔ ملک گیر سطح پر مختلف النوع مؤقر رسائل و جرائد و اخبارات میں خوش کن اور حوصلہ آمیز تبصرے بھی ''سرمایۂ سخنوراں'' پر شائع ہوئے تھے۔ ''سرمایۂ سخنوراں'' کے بارہ برسوں بعد رائے زنی ہوئی کہ اشاعت کا دوسرا قدم اٹھایا جائے اور اس مرتبہ ہر شاعر کی نگارشات کی تعداد ۱۵، ۱۵ نہ ہو بلکہ ۳۰، ۳۰ ہو۔ ہر شاعر کو کم از کم ۳۱، ۳۱ صفحات مختص کئے جائیں اور یہ انتخاب منظوم دینی کلام پر مشتمل ہو۔ انتخاب میں شامل ہونے کے لئے پانچ سخنوراں یعنی جابر حسین جیبی (مرحوم)، اصغر ندیم (مرحوم)، وفا صدیقی، ذیشان متھراوی اور راقم الحروف نے ہامی بھری۔ کچھ سخنوروں نے انکار کیا، معذرت چاہی۔ معذرت چاہنے والے سخنوروں کے نام لکھنے سے میں قصداً گریز کر رہا ہوں۔

''تجلیات حسنِ ازل'' میں مذکورہ بالا ۵ر شعراء کے حمدیہ، نعتیہ اور منقبتی کلام ہی شامل ہیں زیادہ تر ایسے ہیں جو دل کو چھوتے ہیں۔ سبب یہ ہے کہ وہ دل سے کہے گئے ہیں، کسی کے عشق میں ڈوب کر کہے گئے ہیں۔ ان شعراء کے کلام دلپذیر میں راسخ العقیدگی اور حسنِ عقیدت کی جلوہ گری دیدنی ہے۔ ان پانچ شعراء میں دو یعنی جابر حسین جیبی اور اصغر ندیم اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ دونوں صوم وصلوٰۃ کے پابند، شریف النفس اور حد درجہ منکسر المزاج انسان تھے اور جو بقیدِ حیات ہیں، وہ بھی از حد مخلص و خاکسار ہیں وہ چاہے وفا صدیقی ہوں یا ذیشان متھراوی، دونوں صاحب ایمان ہیں۔ خشیتِ ایزدی اور انسیتِ رسول ان کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے کلامِ دلپذیر میں راسخ العقیدگی اور حسنِ عقیدت کی جلوہ گری قابلِ ستائش ہے۔ جی تو چاہتا ہے کہ ہر شاعر کے کلام میں جو شعری اور فنی خصوصیات پنہاں ہیں، میں انہیں اجاگر کروں مگر یہ سوچ، خامہ کو جنبش دینے سے روک رہی ہے کہ اس کتاب میں پانچ معروف نثر نگاروں کے پانچ وقیع مضامین، پانچ شاعروں کے تعلق سے پہلے سے اس کتاب میں موجود ہیں۔ جناب ایم۔ نصر اللہ نے جابر حسین جیبی کی نعتیہ شاعری کے تعلق سے مختصر مگر خوبصورت مضمون رقم کیا ہے۔ جناب حلیم صابر نے اصغر ندیم کے تعلق سے دلچسپ نگارش پیش کی ہے۔ جناب اسماعیل پرواز نے اپنے

طویل مضمون کی بدولت، وفا صدیقی کی شخصیت اور شاعری کا خوبصورت جائزہ لیا ہے اور ان کے ادبی مقام کے تعین کی کوشش بھی کی ہے۔ خاکسار نے ذیشان متھراوی کی مقبولیت، شخصیت اور شعری خصوصیات کو اپنے مضمون میں اجاگر کرنے کی سعی کی ہے اور ڈاکٹر الف۔ انصاری نے راقم کے فن اور شخصیت پر عمدگی سے بحث کی ہے۔ اس لئے میں اپنے جی کو مار رہا ہوں۔

''تجلیاتِ حسنِ ازل'' کا ناشر ''حلقۂ سخنوراں'' ہے تاہم اس پر جو اخراجات آئے ہیں۔ انہیں کتاب میں شامل ہر شاعر نے مساویانہ برداشت کیا ہے۔ جابر حسین حبیبی کا حصہ، ذیشان متھراوی نے ادا کیا ہے اور اصغر ندیم کا خرچ ان کے فرزند انور سادات نے برداشت کیا ہے۔ کتاب کی پروف ریڈنگ، وفا صدیقی، ذیشان متھراوی اور خاکسار نے مل کر کی ہے باوجود اس کے ہماری نظروں سے بچ کر کچھ غلطیاں اگر راہ پا گئی ہوں تو ان غلطیوں کو میرے سر ڈال دیا جائے، باقی دونوں صاحبان محبت کو کچھ نہ کہا جائے۔

''تجلیاتِ حسنِ ازل'' کے حاشیے پر حضرت قیصر شمیم کی قیمتی آراء ہمارے لئے اثاثہ کا حکم رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر شبیر ابروی کی نپی تلی، دلچسپ اور صداقت پر مبنی آراء جو تجلیاتِ حسنِ ازل کے تعلق سے رقم کی گئی ہیں اس کے لئے اُن کا بہت بہت شکریہ۔ ہم اس کے لئے ان کے دل سے ممنون ہیں۔ جناب حلیم صابر، ڈاکٹر الف انصاری، جناب اسماعیل پرواز اور جناب ایم۔ نصر اللہ نے اس کتاب کے لئے دلپذیر مضامین لکھ کر وقعتِ کتاب میں اضافہ کیا ہے، ہم ان کے بھی سراپا شکر گزار ہیں، جناب مشتاق دربھنگوی نے کتاب کی عمدہ کمپوزنگ کی ہے۔ اس کے لئے ہم ان کے بھی بیحد سپاس گزار ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ''بزم شہرِ نشاط'' (کلکتہ) کے صدر محترم بلال حسن، جن کے نیک مشورے ہمیشہ ہمارے کام آتے ہیں، ہم ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ عنبر شمیم، کلیم حاذق، شرر راستی، ایم۔ علی، حاجی مختار احمد، محمد رونق عزیز، اظہر انصاری، فہیم انور، جاوید مجیدی، ڈاکٹر نور بھارتی، ڈاکٹر مشتاق انجم، ابراہیم آتش، ظفر سراج، سید حسین مظہر، سلیم عباس، مخدوم ارشد، محمد افضل خان، ڈاکٹر واصف اختر، شبیر ذوالمنان اور یعقوب انور کے بھی ممنونِ کرم ہیں کہ ان کا ساتھ ہماری مسرت کی ضمانت ہے۔ جملہ احباب اور مخلصین کے بھی ہم ممنون ہیں۔

''تجلیاتِ حسنِ ازل'' باذوق قارئین کی عدالت میں حاضر ہے۔ پڑھیں اور اپنی قیمتی آراء سے نوازیں، عین نوازش ہوگی۔

شمس افتخاری

سنیچر، ۲۳، اکتوبر ۲۰۱۵ء

سوانحی خاکہ

نام	:	عبدالجبار
قلمی نام	:	جابر حسین حبیبی
والدین	:	عبدالستار، حمیدن بی بی
تاریخِ ولادت	:	۱۹۴۱ء
جائے ولادت	:	پیل خانہ، ہوڑہ
جائے وفات	:	۱۷؍جنوری 2015ء
تعلیمی صلاحیت	:	میٹرک
آغازِ شاعری	:	۱۹۸۴ء
شرفِ تلمذ	:	عنبر شمیم
پہلی تخلیق کی اشاعت	:	''اخبارِ مشرق'' کلکتہ
اصنافِ سخن	:	حمد، نعت، منقبت، غزل، نظم، قطعہ اور ماہیا

گلشنِ مدحتِ رسول کا گلِ رعنا

دل کے رونے کا اک انداز ہے خموش گی
اشک آئے سرِمژگاں یہ ضروری تو نہیں

جی ہاں! انسان کی یہ فطرت رہی ہے کہ وہ اپنے غم کا اظہار بشکلِ بانگِ درا بھی کرتا ہے اور چپکے چپکے رو کر بھی۔ جابر حسین حبیبی اس شخصیت کا نام ہے جس نے کبھی اپنے دکھ درد کا اظہار بہ آواز بلند نہیں کیا۔ ہزار غم کے باوجود ہمہ وقت خندہ لب نظر آئے۔ نہایت ہی مخلص اور منکسر المزاج انسان ہیں۔ دریادلی کا یہ عالم ہے کہ اگر ان کے یہاں حاضری ہو جائے تو جیسے وہ دل نکال کر رکھ دیں۔ شعر و شاعری سے حد درجہ شغف و عقیدت رکھتے ہیں۔ حمد و نعت اور منقبت کے علاوہ کبھی کبھار غزلیں بھی کہہ لیتے ہیں۔ بہت کم آمیز اور کم گو ہیں۔ ان دنوں بسترِ علالت پر دراز ہیں۔ جس کا عرصہ طویل ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی التجا ہے۔ اللہ جلد از جلد شفا و صحت کلی عطا کرے۔ آمین!

جہاں تک ان کی حمد و نعت گوئی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ان کا قصیدہ تو نہیں پڑھا جا سکتا مگر شوق شاعری نے انہیں اس قابل ضرور کر دیا ہے کہ موصوف ان صنف میں خامہ فرسائی کر سکیں اور انہوں نے کیا بھی ہے۔ ایک زمانہ تھا جس مدحتِ رسول میں وہ جھوم جھوم کر نعتیں پڑھا کرتے۔ شعری محفلوں میں بھی گاہے گاہے نظر آتے۔ آج ان کی دنیا بدل چکی ہے پھر بھی مدحتِ رسول کی رٹ لگی ہوئی ہے۔

فنی استحکام کی کمی کے باوجود ان کی نعتوں میں جذبۂ عشقِ رسول کی موجیں امڈی پڑتی ہیں اور منفرد اشعار سے مزین حمد و نعت ان کی ذہنی بالیدگی کا احساس ضرور دلاتے ہیں۔ جن میں افکار کی بلندی اور خیالات کی وسعت جا بجا نظر آتی ہے۔ بعض اشعار میں گہرائی و گیرائی کی کرنیں بھی پھوٹتی نظر آتی ہیں۔ حمد کے چند اشعار ملاحظہ کریں:

شاہ عرب کو پہلے انوار سے بنایا، کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا
کُن سے بنا کے عالم، عالم کو پھر سجایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

سر پر حسیں فلک کا اک سائباں لگا کر قدموں تلے بچھائی تو نے زمیں کی چادر
اس طرح جشنِ میلادِ مصطفےٰ منایا، کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

مذکورہ اشعار کی مرصع سازی اور پیکر تراشی دیکھی جا سکتی ہے۔ مشاقیت اور محبوبیت کے سارے نقوش نمایاں ہیں۔ شاعری کے تقاضے بھی پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ شعری محاسن کی رنگینیاں بھی نمایاں ہیں۔ شعر کہنے کا ہنر کتنا پیارا اور دلکش ہے۔ وحدت کی انگنائی میں عندلیب خوشنوا کا رقصِ بے مثال قابلِ دید ہے۔ شعر سازی میں رعایتِ لفظی اور تکرارِ لفظی کی صناعی بھی عکس ریز ہے۔

نعت گوئی میں بھی انہوں نے فنِ شاعری کا پاس رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ ہاں عشقِ رسول میں کہیں کہیں پاؤں ضرور لڑکھڑائے ہیں مگر سنبھلنے کی ادا بھی خوب ہے۔ حبِ رسول نے اس کی ایسی پردہ پوشی کی ہے کہ عشق کی رو میں ناقدانہ نظریں بھی ادھر بھول کر نہیں جاتیں بلکہ عقیدت واحترام کی نورانی فضا میں آنکھیں پُر نور ہو کر رہ جاتی ہیں۔ مثالیں دیکھیں:

در حضور پہ دل کو جھکانے آیا ہوں
لگی ہے آگ جو اندر بجھانے آیا ہوں
دیارِ یار کی مٹی کو آج اے جابر
بنا کے آنکھ کا کاجل لگانے آیا ہوں

ترے نور سے ہے روشن شب و روز کے نظارے
یہ چمک دمک جہاں کو ترے حسن سے ملی ہے
ترے در کا ذرہ ذرہ ہے بمثل مہر و انجم
کہ بہشت سے حسیں تر ترے شہر کی گلی ہے

تمہارے نور سے عالم وجود میں آیا
جہاں میں کوئی بھی ثانی کہاں تمہارا ہے
قمر بھی شق ہوا فوراً فلک پہ اے جابر
مرے نبی کا اشارہ بھی کیا اشارہ ہے

جہاں تک عشقِ نبی کا سوال ہے جابر حسین حبیبی کی پوری ذات اس بحرِ بے پناہ میں شناوری کرتی نظر آتی ہے۔ ہر چند کہ ان کے نعتیہ اشعار میں منقبت کے اشعار زیادہ ہیں پھر بھی حبِ رسول کی ضیاباری کی قلت کا احساس نہیں ہوتا۔ موصوف نے مدحتِ رسول میں اپنی ہستی کو مٹا دینے کی قسم کھا رکھی ہے۔ تڑپ اور دیدار کی خواہش نے اشعار میں شدت اور تیور کو خوب خوب نمایاں کیا ہے۔ اللہ ان اشعار کے صدقے میں جناب جابر حسین حبیبی کو شفائے کلی عطا کرے۔ ان کی گویائی کو بحال کرے اور معذوری و مجبوری سے نجات دے آمین۔

بنی ہے کتنوں کی بگڑی تمہاری چوکھٹ پر
کہ میں بھی سویا مقدر جگانے آیا ہوں
کبھی روضۂ مبارک کو میں دیکھ لوں جابر
مرے نامراد دل کی یہ تمنا آخری ہے
اب تو جابر پہ کرم اتنا تو کردے مولا
موت سے پہلے مدینے کا سفر ہو جائے

اللہ موصوف کی ساری تمنائیں پوری کرے۔ آمین

نوٹ: درج بالا مضمون اس وقت لکھا گیا جب جابر حسین حبیبی بقیدِ حیات تھے۔

ایم نصر اللہ نصرؔ، ہوڑہ
(Mob:09339976034)

حمد

شاہِ عرب کو پہلے انوار سے بنایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا
کُن سے بنا کے عالم، عالم کو پھر سجایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

سر پر حسیں فلک کا اک سائباں لگا کر قدموں تلے بچھا کر تو نے زمیں کی چادر
اس طرح جشنِ میلادِ مصطفیٰ منایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

ڈالا جبینِ آدم میں نورِ شاہِ بطحا پھر ہر ملک سے بے شک سجدہ اسے کرایا
اس طرح تو نے رتبہ انسان کا بڑھایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

اپنے خلیل پر بھی آتش کو سرد کر کے تو نے اسے یقیناً گلزار میں بدل کر
کیا خوب یہ کرشمہ نمرود کو دکھایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

دریائے نیل میں بھی اک راستہ بنا کر موسیٰ کو تو نے اپنے اس طرح سے نکالا
فرعون کو ڈبا کر نام و نشاں مٹایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

سرکارِ دو جہاں کو معراج میں بلا کر جتنے حجاب حائل تھے درمیاں ہٹا کر
دیدار اپنا اپنے محبوب کا کرایا کیا شان ہے خدایا کیا شان ہے خدایا

نعت پاک

در حضورؐ پہ دل کو جھکانے آیا ہوں
لگی ہے آگ جو اندر بجھانے آیا ہوں

تمہارے روضۂ انور پہ سر کے بل چل کر
سیاہ دل ہے جسے جگمگانے آیا ہوں

چھپا کے گوہرِ نایاب اپنی آنکھوں میں
ترے مزار پہ آقا چڑھانے آیا ہوں

زمانے والوں نے کیا کیا ستم نہیں ڈھائے
خبر ہے آپ کو پھر بھی سنانے آیا ہوں

بنی ہے کتنوں کی بگڑی تمہاری چوکھٹ پر
کہ میں بھی سویا مقدر جگانے آیا ہوں

غموں کی دھوپ سے میں تنگ آ کے اے آقا
تمہارے سائے تلے سر چھپانے آیا ہوں

دیار نور کی مٹی کو آج اے جابرؔ
بنا کے آنکھ کا کاجل لگانے آیا ہوں

نعت پاک

گلاب و بیلا و جوہی نہ لالہ زار میں ہے
بہار حسن جو طیبہ نگر کے خار میں ہے

یہ عظمتِ شہِ عالم کے خلد بھی گویا
کنیز بن کے شہِ دین کے دیار میں ہے

نبی ہیں نور تو پھر اُن کے نور کا جلوہ
جبل میں، دشت میں، صحرا میں، ریگزار میں ہے

نہ رنگ و بو میں سکوں ہے نہ باغِ جنت میں
سکونِ قلب اگر ہے تو کوئے یار میں ہے

شمال و مشرق و مغرب جنوب میں دیکھا
نہ پایا حسن کہیں بھی جو روئے یار میں ہے

غریبِ وقت کی محرومیاں مٹا دینا
مرے رسول مکرم کے اختیار میں ہے

سنا ہے جب سے وہ آتے ہیں قبر میں لوگو!
مری نظر اب اسی دن کے انتظار میں ہے

نہ شمس میں ہے نہ تاروں نہ چاند میں جابر!
ضیا جو صاحبِ لولاک کے مزار میں ہے

نعت پاک

ترا غم رہے سلامت کہ یہ اصل زندگی ہے
ترے نقشِ پا پہ چلنا یہی میری بندگی ہے

ترے نور سے ہے روشن شب و روز کے نظارے
یہ چمک دمک جہاں کو ترے حسن سے ملی ہے

ترے در کا ذرہ ذرہ ہے بمثل مہر و انجم
کہ بہشت سے حسیں تر ترے شہر کی گلی ہے

نہ بہشت کی تمنا نہ غرض ہے کچھ جہاں سے
تری یاد جب سے آقا مرے دل میں بس گئی ہے

ترے در کا جو گدا ہے وہ جہاں کا بادشا ہے
جنہیں تو نے ہے نوازا کہاں اُس میں کچھ کمی ہے

مجھے چشمِ تر عطا کر مرے دل کو جگمگا دے
ترے جیسا اِس جہاں میں کہاں دوسرا سخی ہے

کبھی روضۂ مبارک کو میں دیکھ لوں اے جابر!
مرے نامراد دل کی یہ تمنا آخری ہے

نعتِ پاک

خلد کا سبب ہے گر دوستی محمدؐ کی
باعثِ جہنم ہے دشمنی محمدؐ کی

تیرگی مجھے لوگو! اب ڈرا نہ پائے گی
کیونکہ ہے مرے دل میں روشنی محمدؐ کی

کائناتِ عالم کے ایک ایک ذرّے پر
دیکھئے ابھی تک ہے حاکمی محمدؐ کی

کردگارِ عالم نے مل کے خود شبِ معراج
کردی ہے عیاں سب پر برتری محمدؐ کی

وہ بھٹک نہیں سکتا راہ حق سے اے لوگو!
دل سے مان لی جس نے رہبری محمدؐ کی

چاند ہوگیا ٹکڑے شمس بھی پلٹ آیا
انگلیوں نے جنبش کی جس گھڑی محمدؐ کی

سر پہ رکھ کے جھومیں گے خوب اُس کو چومیں گے
نعلِ پاک گر مجھ کو مل گئی محمدؐ کی

چاہتے ہو گر رب کی تم رضا تو اے جابر!
مدحتیں کرو دل سے ہر گھڑی محمدؐ کی

نعتِ پاک

قسم خدا کی نبیؐ نے جنہیں سنوارا ہے
کوئی ہے شمس و قمر تو کوئی ستارہ ہے

تمہارے نور سے عالم وجود میں آیا
جہاں میں کوئی بھی ثانی کہاں تمہارا ہے

خدا نے لکھا ہے قرآں میں صاف صاف یہی
حبیب جو بھی تمہارا ہے وہ ہمارا ہے

دعائیں اُن کو بھی دی ہیں رسول اکرمؐ نے
جنہوں نے کنکر و پتھر چلا کے مارا ہے

نماز میں بھی خدا نے نبیؐ سے فرمایا
بدل لو رخ کو ارادہ جدھر تمہارا ہے

کہا بلال نے ہنستے ہوئے امیّہ سے
نبیؐ کے نام پہ ہر اک ستم گوارا ہے

بلال حبشی ہوتے ہوئے اذاں کوئی
پکارے لاکھ خدا کو کہاں گوارا ہے

قمر بھی شق ہوا فوراً فلک پہ اے جابر!
مرے نبیؐ کا اشارا بھی کیا اشارا ہے

نعتِ پاک

شیر کا کیوں نہ بھلا اُس کا جگر ہوجائے
جس پہ سرکارِ دو عالم کی نظر ہوجائے

نقش ہوجائے اگر دل پہ مرے نام نبیؐ
خلد میں پھر تو یقیناً مرا گھر ہوجائے

مالکِ کل ہیں نبیؐ رب کی عطا سے بے شک
کیوں نہ پھر ٹکڑے اشارے سے قمر ہوجائے

آج بھی فتح وظفر اُس کے قدم چومیں گے
جانشیں گر کوئی ضرّار و عمر ہوجائے

دل تیرہ پہ مرے ایک نظر ہو آقا
روشنی بھر دے کچھ اتنی کہ سحر ہوجائے

وہ تو سرکار دو عالم کا ہے سچا عاشق
دشمنِ دیں کے مقابل جو سپر ہوجائے

یہ ہے اعجاز مرے پیارے نبیؐ کا منکر
وہ جدھر پھیر دیں رخ قبلہ اُدھر ہوجائے

اب تو جابرؔ پہ کرم اتنا تو کردے مولیٰ!
موت سے پہلے مدینے کا سفر ہوجائے

نعت پاک

جو بھی کرے گا دل سے اطاعت رسولؐ کی
ہوگی اُسے نصیب شفاعت رسولؐ کی

ہے کامیاب دونوں جہاں میں فقط وہی
تا عمر جس نے چھوڑی نہ سنت رسولؐ کی

عظمت رسولِ پاک کی قرآں سے پوچھ لو
قرآں بتائے گا تمہیں عظمت رسولؐ کی

رب ہے محبّ تو رب کے علاوہ اے دوستو!
سمجھے گا کوئی کیسے حقیقت رسولؐ کی

کتنا حسیں ہے چہرۂ محبوبِ کبریا
شرمائے مہ بھی دیکھ کے صورت رسولؐ کی

تا عمر اُس پہ لعنتیں کرتا رہوں گا میں
جس کے بھی دل میں ہوگی عداوت رسولؐ کی

محفوظ وہ رہے گا جہنم کی آگ سے
سینے میں جس کے ہوگی محبت رسولؐ کی

جابرؔ نبیؐ سے اپنا تعلق نہ توڑنا
محشر میں کام آئے گی نسبت رسولؐ کی

نعت پاک

نبی کے عشق سے جس کا بھی دل معمور ہو جائے
تو اُس کا دل قسم اللہ کی پُرنور ہو جائے

نبیؐ جس پر کرم فرما دیں وہ مغفور ہو جائے
وہ جس سے پھیر لیں رخ اُس سے رحمت دور ہو جائے

نبیؐ کے ذکر سے سنّی کا دل مسرور ہو جائے
منافق سن لے گر تو اُس کا دل رنجور ہو جائے

نبیؐ کے عشق کے شربت میں کچھ ایسا نشہ ہے کہ
جو قطرہ بھر بھی پی لے وہ نشے میں چور ہو جائے

غریبِ وقت ہوں تو کیا پہنچ جاؤں گا میں طیبہ
مری عرضی شہِ دیں کو اگر منظور ہو جائے

جفا، ظلم و ستم جتنے بھی ڈھا لے یہ جہاں لیکن
نبیؐ کا شیر نر ممکن نہیں مجبور ہو جائے

پسند اللہ کو نعتِ نبیؐ ہے پھر تو اے جابرؔ!
پڑھے جو نعتِ سرور کیوں نہ وہ مشہور ہو جائے

نعت پاک

گلی کوچے مکاں کو پہلے ہم دلہن بناتے ہیں
تو پھر جا کر کہیں میلاد کی محفل سجاتے ہیں

نبیؐ کے عشق کی خوشبو سے دل جس کا معطر ہے
وہی کرتے چراغاں ہیں وہی خوشیاں مناتے ہیں

ہمارے عشق کو اس سے حلاوت ملتی ہے ہردم
جبھی تو یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں

درودِ پاک کے پانی سے دھوکر ہم زباں اپنی
ادب سے پھر محمد مصطفٰےؐ کے گیت گاتے ہیں

زمیں ہو آسماں ہو یا کہ ہو مہر و مہ و انجم
شہِ کونین کے انوار سے سب جگمگاتے ہیں

فرشتے آسمانوں سے شہِ عالم کے روضے پر
زیارت کے لئے شہرِ مدینہ آتے جاتے ہیں

ربیع النور کی خوشیاں منانے والوں پر جابرؔ!
نبیؐ سے جلنے والے شرک کے فتوے لگاتے ہیں

نعت پاک

نبیؐ کے قدم سے جہاں جگمگایا
مٹا کفر داغ جگر مسکرایا

شہِ انبیاء نے محبت سے اپنی
چراغِ ہدایت دلوں میں جلایا

نہیں خلق میں اُن کا کوئی معلم
خدا نے محمدؐ کو خود ہی پڑھایا

ادب سے ملائک نے معراج کی شب
جو گزرے شہِ دیں تو سر کو جھکایا

نہیں اس کا اترا نشہ زندگی بھر
نگاہوں سے جس کو نبیؐ نے پلایا

لبِ مصطفیٰؐ کا یہ اعجاز دیکھو
کہ مٹھی میں کنکر نے کلمہ سنایا

لبِ مصطفیٰؐ سے جو نکلی دعا تو
بشکلِ عمر کفر ایمان لایا

ہے امّی لقب جن کا جابرؔ حبیبی
زمانے کو علم و ادب ہے سکھایا

نعت پاک

جس نے بھی عشق میں ہستی کو سنوارا ہوگا
بس حقیقت میں اسی دل میں اجالا ہوگا

رب سے ملنے چلے معراج کے دولہا جس دم
عرش کو خوب مرے رب نے سجایا ہوگا

موت محبوب سے ملنے کا بہانہ ہے فقط
آئیں گے قبر میں جس دم تو نظارہ ہوگا

مصطفےٰؐ اُس کی مدد کو ضرور آئے ہوں گے
جب مصیبت میں کسی نے بھی پکارا ہوگا

پھر دوبارہ میں بنا لوں گا وہیں پر مسجد
میرے سرکار کا جب ایک اشارا ہوگا

اُن کی آنکھوں میں بصیرت کے سمندر ہوں گے
خاک طیبہ کو جو آنکھوں میں لگایا ہوگا

جن کا دل عظمتِ سرکار کا قائل ہی نہیں
ایسے لوگوں کا جہنم میں ٹھکانا ہوگا

اُس کو مُردہ بھی تصور نہیں کرنا جابرؔ!
رب کے فرمان پہ سر جس نے کٹایا ہوگا

نعت پاک

جو گیا روضۂ انور کی زیارت کے لئے
حشر میں ہوں گے نبیؐ اُس کی شفاعت کے لئے

اُن کی طاعت کو کہا رب نے اطاعت اپنی
پھر دیا حکم شہِ دیں کی اطاعت کے لئے

جب ہوئے مسجدِ اقصیٰ میں نبیؐ صف آرا
چن لیا رب نے محمدؐ کو امامت کے لئے

جس گھڑی کفر و ضلالت کا اندھیرا تھا یہاں
مصطفےٰ آئے زمانے میں ہدایت کے لئے

چاند ٹکڑے ہوا سورج بھی پلٹ کر آیا
منتظر تھے سبھی احمد کی اجازت کے لئے

آگئے نرغے میں دشمن کے شہِ دیں جس دم
ہر صحابی ہوئے بیتاب حفاظت کے لئے

وہ جہنم میں تو جائیں گے یقیناً جابرؔ!
جو بشر کہتے ہیں توہینِ رسالت کے لئے

نعت پاک

عشقِ شہِ احمد کے آثار نظر آئے
جو لوگ تھے مُردہ دل بیدار نظر آئے

جس جس کو پلائی ہے آقا نے مئے وحدت
الفت میں شہِ دیں کے سرشار نظر آئے

احکامِ شریعت پر جب آنچ کبھی آئی
سر دینے کو مومن سب تیار نظر آئے

کرتے ہیں غلامی جو دل سے شہِ والا کی
ہر دور میں ملّت کے سردار نظر آئے

کردار مجاہد کو جب غور سے دیکھا تو
سرکار دو عالم کے کردار نظر آئے

دشمن بھی جو آئے تو محروم نہیں رکھا
دیوانے شہِ دیں کے دلدار نظر آئے

ہو اُن کا اشارا تو یہ کام نہیں مشکل
جابرؔ کو مدینے کا دربار نظر آئے

نعت پاک

پڑھ کر درود پاک جو دل سے دعا کرے
پھر کیوں نہ اُس کی حاجتیں پوری خدا کرے

عاشق وہی ہے اور وہی ہے نمازِ عشق
تلوار کے جو سائے میں سجدہ ادا کرے

اس سر کو سر بلندی ملے گی یقین ہے
فرمانِ مصطفیٰ پہ جو خود کو فدا کرے

ہے مردِ حق وہی کہ بلا خوف و بے خطر
ظالم کے سامنے بھی فقط سچ کہا کرے

روزِ ازل میں وعدہ کیا تھا خدا سے جو
بندے کو چاہئے کہ وہ وعدہ وفا کرے

اس قافلہ حسینی کے اک ایک فرد پر
"ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے"

غوث و رضا کا فیض و کرم چاہتا ہے جو
دل سے نیاز و فاتحہ اُن کا کیا کرے

جابؔر کی آرزو ہے کہ مسلک رضا کے ساتھ
اللہ اس کی روح کو تن سے جدا کرے

نعت پاک

جو بھی غلام سید ابرار ہوگیا
فضلِ خدا سے صاحبِ کردار ہوگیا

الفت میں شاہِ دیں کے جو سرشار ہوگیا
کردارِ مصطفےٰ کا وہ شہکار ہوگیا

یہ سب مرے نبیؐ کا ہے اعجاز دوستو
خالد کوئی بنا کوئی ضرّار ہوگیا

مٹھی میں بوجہل کے تھا بے جان سنگ جو
پایا اشارہ شہ کا تو بیدار ہوگیا

جس کو ملی ہے دولتِ عشقِ شہِ اُمم
دنیا کے مال و زر سے وہ بیزار ہوگیا

پھرتا رہا جو کو بہ کو عشقِ رسولؐ میں
آیا ہے جب لحد میں تو دیدار ہوگیا

جابرؔ عزیز جس کو ہے اسلام کی بقا
وہ دینِ حق پہ مرنے کو تیار ہوگیا

نعت پاک

اگر دیدار کرنا ہے نبیؐ کے روئے انور کا
تو کرلینا نظارا تم کلامِ ربِّ اکبر کا

نہ مکھی جسم پر بیٹھی نہ سایہ جسم اطہر کا
جہاں میں کوئی بھی ثانی نہیں میرے پیمبر کا

نبیؐ کے پائے اقدس پر رگڑ کر اپنی پیشانی
بتایا مرتبہ جبریل نے محبوب داور کا

پلٹ کر آگیا سورج قمر بھی ہوگیا ٹکڑے
اشارہ ہوگیا جس وقت انگشتِ پیمبر کا

نگاہ لطف ایسی ، بادشاہِ وقت پر بھاری
رہا ہے اور رہے گا جو گدا ہے آپ کے در کا

نبی ہیں قاسم نعمت جبھی تو سارے عالم کو
"اسی سرکار سے ملتا ہے جو کچھ ہے مقدر کا"

کبھی ویران ہوسکتا نہیں اسلام کا گلشن
کہ خوں اس میں رواں ہے سرفروشانِ بہتّر کا

صحابی اور نبیؐ کو چھوڑ کر کوئی بھی اے جابرؔ!
لگا پایا نہ اندازہ شہِ جیلاں کے پاور کا

نعت پاک

مولیٰ سے دعا ہے یہی اے میرے گناہو!
جب آئے قضا لب پہ مرے صل علیٰ ہو

جس شخص نے زخمی کیا اُس کو بھی دعائیں
دے دے کے کہا آپؐ نے جا تیرا بھلا ہو

دنیا میں سخاوت کا چلن تم سے ہے قائم
تم حق کی نوا ، حق کی نوا ، حق کی نوا ہو

جل جائے گی خود نارِ سقر اُس کی تپش سے
وہ دل کہ جو عشقِ شہِ بطحا میں جلا ہو

باطل کے اندھیروں سے وہ گھبرا نہیں سکتا
جس دل میں شہِ دیں کی غلامی کی ضیا ہو

روشن نہ ہو کیوں منزلِ حق مومنِ حق پر
تم راہ نما ، راہ نما ، راہ نما ہو

ہیں آپ سخاوت میں جہاں بھر سے نرالے
"خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو"

جابؔر نہ کہیں کیوں اسے ہم دیں کا مجاہد
تا عمر دیں کے واسطے جو لڑتا رہا ہو

نعت پاک

زمانہ ہوگیا روشن نبیؐ کے روئے انور سے
ہوئی طاہر زمیں خیر الوریٰ کے پائے اطہر سے

شفق کو ، چاند کو ، تاروں کو ، مہر و انجم کو
ضیا کی بھیک ملی ہے مرے پیمبر سے

نبیؐ کے جسم کی خوشبو زیادہ بہتر ہے
گلاب و سنبل و چمپا سے مشک و عنبر سے

ہر ایک گوشۂ تاریک میری ہستی کا
چمک رہا ہے حدیثِ نبیؐ کے انور سے

گہر نکلتے ہیں آنکھوں کی سیپ سے ان کے
ہے جن کے دل کو محبت خدا کے دلبر سے

بتاؤ کون سا دل ہے کہ جس میں نور نہیں
''وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اُس در سے''

بنی ہے بگڑی ، نصیبہ چمک گیا اُس کا
لپٹ گیا ہے جو آکر مزارِ انور سے

زباں سے کچھ نہ کہو تم یہاں پہ اے جابرؔ!
اگر کہو تو فقط اپنے دیدۂ تر سے

نعت پاک

دلِ عاشق وفورِ عشق سے سرشار ہوتے ہیں
سبب یہ ہے کہ اُن میں سید ابرار ہوتے ہیں

اطاعت دل سے کرتے ہیں جو سرکار مدینہ کی
حقیت میں وہی بس قوم کے سردار ہوتے ہیں

غلامانِ محمد عظمتِ سرکار کی خاطر
ہمیشہ سر کٹانے کے لئے تیار ہوتے ہیں

زمانے کی کوئی طاقت مٹا سکتی نہیں ہم کو
کہ ہم سب کے نگہباں احمد مختار ہوتے ہیں

پہن لیں بیڑیاں ہنس کر نہ دیکھا غیر کی جانب
''جو اُن کے در کے منگتے ہیں بڑے خوددار ہوتے ہیں''

جو دل سے کرتے ہیں تعظیم سرکار دو عالم کی
قیامت میں شفاعت کے وہی حقدار ہوتے ہیں

بچاتے رہنا تم ایمان اُن کے پھندوں سے جابرؔ!
لٹیرے دین و ایماں کے بڑے مکار ہوتے ہیں

نعت پاک

جس دم کلام پاک تلاوت کریں گے ہم
اُس دم رخِ نبیؐ کی زیارت کریں گے ہم

دل سے اگر رسول کی طاعت کریں گے ہم
دنیا میں عیش ، خلد میں راحت کریں گے ہم

ہے عشق کا تقاضہ! دیارِ حبیب سے
جب تک چلے گی سانس محبت کریں گے ہم

مدحت ہے جب حضورؐ کی وجہِ نجاتِ غم
پھر کیوں نہ ذکرِ شانِ رسالت کریں گے ہم

وہ ذات ایک ذات فقط سید الوریٰ
فریاد جن سے روزِ قیامت کریں گے ہم

بگڑے معاشرے کو بدلنے کے واسطے
ہر ہر قدم پہ جلسۂ سیرت کریں گے ہم

رکھتا ہے دل میں شاہِ مدینہ سے جو عناد
وہ دوزخی ہے اُس پہ ملامت کریں گے ہم

جابرؔ بسائے دل میں شہِ انبیاء کا عشق
"شہرِ شہِ اُمم کی زیارت کریں گے ہم"

نعت پاک

وہ امام انبیاء ہے وہ نجات عاصیاں ہے
مرے مصطفےٰ کا ثانی کوئی دوسرا کہاں ہے

تجھے کیا بتاؤں میں کیا مرے دل کی داستاں ہے
کہ تو جانتا ہے سب کچھ مرے دل میں جو نہاں ہے

اُسے ڈر نہیں کسی کا جو سراپا عشق ٹھہرا
اسے خوف کیا ہو نجدی جو نبیؐ کا مدح خواں ہے

ترے عشق نے نوازا ہے مقام سربلندی
تجھے میں بھلا دوں کیسے تری یاد میری جاں ہے

کوئی رحمتِ دو عالم کی عنایتیں تو دیکھے
وہ نوازتا ہے دشمن کو بھی ایسا مہرباں ہے

ہے گناہ گار لیکن ہے ترا غلام جابرؔ!
ذرا اک نظر ہو اِس پر کہ غریب و ناتواں ہے

نعت پاک

نقش جس کے قلب پر خیر الوریٰ کا نام ہے
بس وہی دل ہے کہ جس میں عظمتِ اسلام ہے

سرورِ عالم کی الفت کے بنا اے نجدیو!
سب عبادت ہے اکارت بد ترا انجام ہے

حکمرانی سارے عالم پر کیا کرتا ہے وہ
شربتِ عشقِ نبیؐ پیتا جو صبح و شام ہے

دین و ایماں کے لٹیروں سے بچا کر اے خدا
اُن کی راہوں پر چلا جن پر ترا انعام ہے

کام تھا میرا تمہارے در پہ آنا آگیا
میری بگڑی کو بنانا اب تمہارا کام ہے

اے مرے مولیٰ دکھا دے شہرِ طیبہ کی بہار
تجھ سے اتنی التجا جابرؔ کی صبح و شام ہے

منقبت امام حسینؓ

راہِ خدا میں سر کو کٹایا حسین نے
سب کچھ لٹا کے دیں کو بچایا حسین نے

بجھنے لگا تھا جس گھڑی توحید کا چراغ
خونِ جگر سے اپنے جلایا حسین نے

قاتل کے درمیان رہے شیر کی طرح
باطل کے آگے سر نہ جھکایا حسین نے

دل میں نمازِ عشق کا جذبہ تھا اس قدر
خنجر کے نیچے پڑھ کے دکھایا حسین نے

اللہ رے یہ الفتِ ایماں تو دیکھئے
نیزے پہ حق کا کلمہ سنایا حسین نے

عشق و وفا کی راہ میں صبر و رضا کے ساتھ
ظالم سے لڑنا ہم کو سکھایا حسین نے

کرب و بلا میں عظمتِ اسلام کے لئے
اک اک کو جام عشق پلایا حسین نے

سبطِ نبیؐ کا فیض ہے جابرؔ پہ اس قدر
کمتر کو اعلیٰ ارفع بنایا حسین نے

منقبت امام حسینؓ

دیکھو! لبِ حسین پر رب کا حسیں کلام ہے
فرشِ زمیں سے عرش تک سبطِ نبی کا نام ہے

زلفِ نبیؐ کے سائے میں زہرہ کا چاند دیکھئے
شیرِ خدا کے شیر کا واللہ کیا مقام ہے

کرب و بلا سے دیتا ہے خونِ حسین یہ صدا
حق پر جو سر فدا کرے سچا مرا غلام ہے

اُس کا خطاب ہے بلند حق آشنا ہے سربلند
دیکھو لبِ خطیب پر کتنا حسین نام ہے

سر دے دیا حسین نے بیعت نہ کی یزید کی
دینِ رسولِ پاک کا کس درجہ احترام ہے

ہونٹوں پہ آکے رک گئی تشنہ لبی فرات کی
دستِ رسولِ پاک میں کوثر کا آج جام ہے

نقشِ وفا حسین کا معیارِ حق ہے آج بھی
دیکھو یزید مرگیا زندہ مرا امام ہے

جابرؔ! مری نظر میں ہے نورِ حسین کی ضیا
فکر و نظر کی بزم میں روشن مرا کلام ہے

منقبت امام حسینؓ

کربلا میں ابنِ حیدر ماہ و اختر لے گئے
راہ حق میں پیش کرنے ننھا اصغر لے گئے

ابنِ حیدر کربلا سے دہر میں اک انقلاب
برپا کرنے کا ارادہ دل کے اندر لے گئے

کربلا میں ظلم کا سر کاٹنے کے واسطے
خنجرِ صبر و رضا سبطِ پیمبر لے گئے

دشمنِ اسلام میں اک نزلہ برپا ہوگیا
شانِ حق جب اپنے رخ پر ابن حیدر لے گئے

لشکرِ ضرّار کے مدِّ مقابل میں حسین
ہم رکاب اپنے بہتّر شیر ببر لے گئے

دینِ احمد کی حفاظت کے لئے میرے حسینؓ
دل میں اپنے عزم محکم کا سمندر لے گئے

ہاتھ کے بدلے میں سر دے کر یزیدی ہاتھ پر
"کربلا کے رن میں بازی ابنِ حیدر لے گئے"

محفلِ شبیر میں جو آگئے جابرؔ! وہ سب
فیض اُن کا اپنے اپنے دل میں بھر کر لے گئے

منقبت امام حسینؑ

سچ ہے یہی کہ یاد جب آتی ہے کربلا
داغِ دلِ سیاہ مٹاتی ہے کربلا

آلِ نبی کا خون تو واللہ اصل میں
اسلام کی ہے جان بتاتی ہے کربلا

جن کے لبوں تک آ نہ سکی بوند بھر فرات
آبِ حیات اُن کو پلاتی ہے کربلا

راہِ خدا میں سر کو کٹانا ہے زندگی
یہ فلسفہ جہاں کو بتاتی ہے کربلا

ظالم یزید مرگیا زندہ حسینؑ ہیں
پیغام یہ خدا کا سناتی ہے کربلا

جینا بھی شیر کی طرح مرنا بھی شیر سا
ہر ہر قدم پہ ہم کو سکھاتی ہے کربلا

یادِ حسینؑ جب بھی دلاتی ہے کربلا
''آنکھوں کو میری خون رلاتی ہے کربلا''

جابرؔ جو گامزن ہو حسینی اصول پر
جنت کی راہ اُس کو دکھاتی ہے کربلا

منقبت امام حسینؓ

سبطِ نبی کے ساتھ بہتر تھے شیر نر
کونی لرز رہے تھے جنہیں دیکھ دیکھ کر

دنیا میں انقلاب ہے لانا تو مومنو!
چلنا پڑے گا تم کو اصول حسین پر

صبر و رضا کی تیغ سے عالی مقام نے
کرب و بلا میں کاٹا ہے ظلم و ستم کا سر

ابنِ علی نے حق و صداقت کی راہ پر
کرب و بلا میں کردیا قربان گھر کا گھر

کربل میں لاج سجدوں کی رکھ لی حسین نے
اک سجدہ کر کے شان سے خنجر کی دھار پر

ہیں بے شمار فوج مقابل تو کیا ہوا
حق پر ہیں جب حسین تو باطل کا کیسا ڈر

منقبت غوث پاک

یہی جینے کا ہے مقصد ہمارا یا شہِ جیلاں
تمہارے در کا کرلیتا نظارہ یا شہِ جیلاں

ہماری زیست کی کشتی پھنسی ہے غم کے طوفاں میں
دکھا دو اُس کو دریا کا کنارا یا شہِ جیلاں

تمہیں غوث زمانہ ہو کرم کچھ اس طرح کردو
مرا دکھ دور ہوجائے خدارا یا شہِ جیلاں

نہ اس کو خوف دنیا کا نہ اس کو فکر عقبیٰ کی
گلے میں جس کے ہے پٹّہ تمہارا یا شہِ جیلاں

زمانے کی کوئی طاقت جھکا سکتی نہیں اُس کو
دیا ہے آپ نے جس کو سہارا یا شہِ جیلاں

کرم سے آپ کے بیمار پاتے ہیں شفایابی
ادھر بھی ہو کرم کا اک اشارا یا شہِ جیلاں

بروزِ حشر دامن میں مجھے اپنے چھپا لینا
میں جیسا ہوں مگر ہوں تو تمہارا یا شہِ جیلاں

نہ دامن کو پسارا غیر کے آگے! کہ جابرؔ نے
پسارا تو ترے آگے پسارا یا شہِ جیلاں

منقبت مجاهد ملت

نہ کہکشاں میں ہے جابؔر نہ مہر و ماہ میں ہے
ضیا جو میرے مجاہد کی بارگاہ میں ہے

ہر ایک ذرہ سے آتی ہے یہ صدا پیہم
ترا ہر ایک قدم بس خدا کی راہ میں ہے

بروزِ حشر اُسے خوف کچھ نہیں ہوگا
مرے مجاہدِ ملت کی جو پناہ میں ہے

وہ سرفروشی دکھائی تھی جو مجاہد نے
نہ سربراہ وطن میں نہ ہی سپاہ میں ہے

مقامِ عشق کا انداز تو ذرا دیکھو
نہ امتیاز گدا میں نہ عالی جاہ میں ہے

ہے وجد آفریں اس بزمِ نعت کا منظر
جسے بھی دیکھئے مصروف واہ واہ میں ہے

ملی ہے عشق کی دولت جو میرے سینے میں
ہے میرا جسم کہیں دل تو خانقاہ میں ہے

بجھے گی اپنی نگاہوں کی پیاس اے جابؔر!
کہ جلوہ آج یہاں خود ہی جلوہ گاہ میں ہے

سوانحی خاکہ

نام	:	اصغر علی
قلمی نام	:	اصغر ندیم
والدین	:	عبدالوحید، مدینہ بی بی (مرحومہ)
تاریخِ ولادت	:	۱۹۴۴ء
تاریخِ وفات	:	۱۲/اکتوبر ۲۰۱۰ء
تعلیمی صلاحیت	:	انٹرمیڈیٹ
آغاز شاعری	:	۱۹۷۵ء
پہلی تخلیق کی اشاعت	:	''آزاد ہند'' (۱۹۸۰ء)
اصنافِ سخن	:	حمد، نعت، منقبت، غزل، ماہیے، رباعیاں، قطعات

65 45

اصغر ندیم کی نعت گوئی

نعتیہ شاعری شاعر کے جذبۂ ایمانی کا مظہر ہوتی ہے جس کا تعلق عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ شاعر کا دل جب عشق رسولؐ سے لبریز ہوگا تو رسول اللہؐ کی شان میں نعت کے ذریعہ اپنی عقیدت کا اظہار جس طرح بھی کرے گا اس میں حب نبیؐ کی جھلک پائی جائے گی۔ صحابۂ رسول جن میں چند معروف شعراء کرام حسانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ اور کعبؓ بن مالک بھی شامل تھے جنہیں روبرو مصطفیٰ کے صلوٰۃ وسلام اور نعت پیش کرنے کا شرف ہوا۔ ان کے بعد بھی عربی شعراء نے مصطفیٰ جانِ رحمت پر نعت پاک کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ اس طرح عربی شاعری صنف نعت سے مالا مال ہے۔

عربی شاعری کے بعد فارسی شاعری کا دامن بھی نعت پاک کے خزانوں سے بھرا ہوا ہے۔ عربی وفارسی شاعری کے مقابلے میں اردو شاعری نے بھی اپنے چند صدیوں کے سفر میں صلوٰۃ وسلام اور نعت پاک کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کرلیا ہے کہ اسے کسی طرح کم مقدار شمار نہیں کیا جاسکتا، بلکہ دنیا کی ہزاروں زبانوں میں عربی وفارسی کے بعد اردو میں جس قدر کثیر تعداد میں نعتوں کے عمدہ نمونے موجود ہیں اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ نعت گوئی کے حوالے سے مغربی بنگال کے شاعروں نے بھی پاکیزہ ذہنی کا ثبوت دیا۔ ان میں ایک نام مرحوم اصغر ندیم کا ہے۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے جنہوں نے اس رحمت عالمؐ کی شان میں اپنی نعتوں کے نذرانے یوں پیش کئے غور کریں:

کچھ اور سوا ہوتی ہے روشنی آنکھوں کی
جب اسم محمد کو آنکھوں سے لگاتے ہیں
مجھ کو نہ ڈرا پائیں گے دنیا کے حوادث
حاصل ہے مجھے نسبت سلطانِ مدینہ
وسعت نور مصطفیٰ سے ندیم
دہر کیا کائنات روشن ہے

نعت گوئی کی بنیاد عشق نبیؐ ہے اور عشق نبیؐ جب دل میں موجزن ہوتا ہے تو شاعر اپنے نعتیہ اشعار کے ذریعہ اس کا اظہار کرتا ہے۔ نعت کے مضامین میں بنیادی حیثیت اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کی ہے۔ سیرت رسولؐ کی جھلک نعت پاک میں نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ دررسول کی پاکیزہ فضاؤں کا ذکر، مدینے کے شب وروز کی دل پذیری اور وہاں کے ماحول کا تقدس شاعر اپنے اشعار میں جب پیش کرتا ہے تو گویا نور العلیٰ نور کا سماں نظروں کے سامنے ہوتا ہے۔ اصغر ندیم بھی جب اپنی چشم تصور سے مدینے کا نظارہ کرتے ہیں اور وہاں کے مناظر کو اپنے اشعار میں پیش کرتے ہیں تو اس طرح کے شعر صفحۂ قرطاس پر جلوہ گر ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

شہر طیبہ جب سے آنکھوں میں بسا
اب نظر میں دوسرا کوئی نہیں

بھاتی نہیں ہیں خلد بریں کی بھی رونقیں
جب سے رسول پاک کا روضہ نظر میں ہے

وہی بساتا ہے آنکھوں میں حسنِ شہر نبیؐ
عقیدتوں سے جو جتنا قریب ہوتا ہے

نعت گوئی کے تقاضے کو وہی شاعر کما حقہ پورا کرسکتا ہے جو شاعری کے رموز ونکات کے علاوہ نبیؐ کی حیات طیبہ بھی اس کے پیش نظر ہو نیز سیرت مصطفیٰ کا بھی گہرا مطالعہ اس نے کیا ہو اور قرآن پاک اور احادیث نبویؐ کی تعلیم بھی نعت گوئی کیلئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ عشق رسول بھی نعت گوئی کو تقویت عطا کرتا ہے۔ اگر شاعر کا دل عشق نبیؐ سے سرشار ہوگا تو اس کی نعت میں جمال مصطفیٰ کی جھلک دکھائی دے گی۔ اصغر ندیم کے بھی متعدد اشعار اس کیفیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ چند اشعار اس تعلق سے پیش ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

کسی کے دام محبت میں وہ اسیر ہو کیوں
کہ جس کے دل کو ہو نسبت حبیب داور سے

ندیم عشق نبیؐ کا ہے یہ اثر ورنہ
ثنائے رحمت کونین وہ بھی کمتر سے
رموزِ عشق سے واقف ہے جو غلام نبیؐ
وہی رسول کے در کے قریب ہوتا ہے
عشق نبیؐ اگر ہے دلِ بے قرار میں
اک دن رخِ نبیؐ کی زیارت کریں گے ہم

مومن عشق احمدؐ میں محو ہو کر وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جسے معراج عشق کہتے ہیں مگر شرط عشق صادق ہے۔ نمائش اور دکھاوا اس میں شامل نہ ہو، جبھی اس کا عشق رسول نجات کا وسیلہ بنے گا۔ نعت کہنا سننا صرف باعث ثواب نہیں بلکہ وسیلۂ نجات بھی ہے۔ اگر بروز حشر شافع محشر کی شفاعت نصیب ہو جائے تو اس کا بیڑہ پار ہو جائے۔ بروز قیامت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ فکر امت کی ہوگی اور آپؐ اللہ تعالیٰ سے اپنی گنہگار امت کی بخشش کیلئے کوشاں نظر آئیں گے اور رب کریم بھی آپؐ کی شفاعت کو رد نہیں کرے گا کیونکہ داورِ محشر نے اس کا اختیار عطا کیا ہے کہ آپؐ جس کی چاہیں شفاعت فرمائیں۔ اصغر ندیم نے بحیثیت شافع محشر واشعار پیش کیے انہیں بھی دیکھیں:

کیا اختیار بخشا ہے رب نے حبیب کو
محشر میں اُن کو شافع محشر بنا دیا
سرِ محشر مرے تقویٰ نہ تو میری عبادت نے
کیا ہے سرخرو عاصی کو آقا کی شفاعت نے
تم ہو شفیع روزِ جزا اے شہِ امم
در پر تمہارے سارے گنہگار آئے ہیں
ثنائے کل ہے مکمل شفیعِ محشر پر
قلم لکھے گا بھلا کیا حبیبِ داور پر

یہ بات حقیقت بھی ہے کہ جس کی ثنا خوانی خالقِ لوح قلم کرے مدحت انسان کا قلم کیا

کرے گا۔ ہاں جتنی انسان کی بساط ہے اسی حد تک وہ مدحت سرورِ کونین کا فریضہ ادا کرتا ہے مگر یہ بھی ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے۔ جسے خدا توفیق دے وہی نعت گوئی میں کامیاب ہو سکتا ہے جیسا کہ اصغر ندیم نے نعت گوئی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا یہ جذبۂ عقیدت لائق تحسین ہے۔ آج اگر چہ وہ ہمارے درمیان سے اٹھ گئے لیکن ثنا خوانِ محمدؐ میں ان کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اس نعتیہ انتخاب جسے معروف شاعر شمس افتخاری نے ترتیب دیا ہے اس میں اصغر ندیم کی بھی نعتیں شامل ہیں۔ نعت سے قبل حمد کو بھی شامل کر کے انہوں نے مقام عبدیت میں اعلیٰ مقام پایا اور حمد و نعت کے علاوہ نواسۂ رسولؐ اور اولیائے کرامؒ کی شان میں بھی منقبت کا نذرانہ انہوں نے پیش کیا ہے جس سے اللہ کے حبیب اور اولیائے کرام سے ان کی سچی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ حمد و منقبت کے بھی چند شعر پیش کر کے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں:

ساری بڑائی ساری بزرگی اُسی کی ہے
بے شک بلند عظمتِ پروردگار ہے

ان کو زمانہ کہتا ہے اقطاب و اولیاء
جن کو نصیب الفتِ پروردگار ہے

ہم کیوں کریں نہ سبط پیمبرؐ کی پیروی
بخشش کا ہم سبھوں کی ذریعہ حسین ہیں

نسبت ہوئی تو کیفیتِ دل بدل گئی
ہونے لگی ہے نظر کرم دستگیر کی

حلیم صابرؔ
(Mob: 9163052340)

حمد باری تعالیٰ

جو بھوکے ہیں اُن کو غذا دینے والا
کھلے سر تو رب ہے ردا دینے والا

ہمارے لبوں سے وہ نفرت مٹا کر
محبت ، مروّت بسا دینے والا

بڑائی میں میری کہاں دخل میرا
بڑائی مجھے ہے خدا دینے والا

تونگر کہ مفلس ، گدا ہو کہ سلطاں
ہر اک کو جہاں میں خدا دینے والا

ہماری یہ دنیا عمل کی جگہ ہے
خدائے جہاں ہے صلہ دینے والا

جنوں کو ذکاوت ، ملک کو اطاعت
بشر کو حکومت خدا دینے والا

ندیمؔ حزیں تیرا شاکر ہے مولیٰ
اِسے لطفِ غم بے بہا دینے والا

حمد باری تعالیٰ

ان پر نزولِ رحمتِ پروردگار ہے
جن کے لبوں پہ مدحتِ پروردگار ہے

ارض و سما ہو کوہ ، سمندر ہو چاند ہو
ہر چیز میں ہی حکمتِ پروردگار ہے

شاہِ اُمم سے جس کو محبت ہے دوستو!
حاصل اسی کو قربتِ پروردگار ہے

چلتا ہے اُس کے حکم سے ہر کام دہر کا
قائم جہاں میں سطوتِ پروردگار ہے

ہے کون جو دلاتا ہے ہر رنج سے نجات
ہر نفس پر عنایتِ پروردگار ہے

ساری بزرگی ساری بڑائی اُسی کی ہے
بے شک بلند عظمتِ پروردگار ہے

اُن کو زمانہ کہتا ہے اقطاب و اولیاء
جن کو نصیب الفتِ پروردگار ہے

اُس کے علاوہ کون مددگار ہے ندیمؔ!
زندہ ہوں میں عنایتِ پروردگار ہے

مناجات

ہر گنہ سے ہمیں بچا یارب
نیک رستے ہی پر چلا یارب

کر دے آساں مری ہر اک مشکل
صرف تیرا ہے آسرا یارب

لمحہ لمحہ بسر ہو نیکی میں
میں بھی بن جاؤں پارسا یارب

فتح دے اہلِ حق کو دنیا میں
اور باطل کو دے سزا یارب

خالقِ کل تو اور میں بندہ
کیسے تیری کروں ثنا یارب

لب پہ جاری رہے ترا کلمہ
جب مجھے دہر سے اٹھا یارب

ہے ندیمؔ حزیں کے لب پہ دعا
بس ہو ایماں پہ خاتمہ یارب

مناجات

دل ہے غم کا شکار ربِّ قدیر
بخش دل کو قرار ربِّ قدیر

زندگی پر خزاں مسلط ہے
زندگی کو نکھار ربِّ قدیر

امن کا کردے تو سبب پیدا
ختم ہو انتشار ربِّ قدیر

تیرے لطف و کرم کے صدقے میں
پاتے سب ہیں قرار ربِّ قدیر

جو بھی دیکھے وہ احترام کرے
کر عطا وہ شعار رب قدیر

اپنے بندوں کی تو ہی سنتا ہے
سن مری بھی پکار ربِّ قدیر

کر رہا ہے ندیمؔ دل سے دعا
اِس کی قسمت سنوار ربِّ قدیر

نعتِ پاک

خلد میں واقعی بن کے وہی ذیشان گیا
کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے جو انسان گیا

آنِ واحد میں چمک اٹھا مقدر اُس کا
جو بھی سرکار کی چوکھٹ پہ پریشان گیا

دل وہی دل ہے جو مچلا کرے الفت میں تری
سر وہ سر ہے جو ترے قدموں پہ قربان گیا

اُس کی عظمت کو نہ سمجھیں گے یہ دنیا والے
عرش پر بن کے جو اللہ کا مہمان گیا

جس نے بھی شاہِ رسولاں پہ اٹھائی انگلی
یہ سمجھ لیجئے اُس شخص کا ایمان گیا

وہ جو گستاخ ہوا شانِ رسالت کا ندیمؔ
داخلِ خلد جو ہونے کا تھا امکان گیا

نعتِ پاک

اس طرح پیدا جذبۂ الفت کریں گے ہم
ذکرِ رسولِ پاکؐ کی کثرت کریں گے ہم

ایسے ادا حضورؐ کی سنت کریں گے ہم
جو کچھ ملے گا اُس پہ قناعت کریں گے ہم

عشقِ نبیؐ اگر ہے دلِ بے قرار میں
اک دن رخِ نبیؐ کی زیارت کریں گے ہم

جاگے گا کب نصیب ہمارا بتایئے
کب شہرِ پُر ضیا کی زیارت کریں گے ہم

سنت ادا کریں گے رسالت مآب کی
اس طرح پیرویٔ شریعت کریں گے ہم

اب تو خدارا در پہ بلا لیجئے ہمیں
کب تک گوارا ساعتِ فرقت کریں گے ہم

اے دل تو جذبِ شوق حدودِ ادب میں رکھ
برزخ میں مصطفٰےؐ کی زیارت کریں گے ہم

آقاؐ نے گر بلایا مدینہ ہمیں ندیمؔ!
"شہرِ شہِ اُممؐ کی زیارت کریں گے ہم"

نعتِ پاک

جو کر سکا نہ کوئی وہ کر کے دکھا دیا
صحراؤں کو رسولؐ نے گلشن بنا دیا

وہ کتنے خوش نصیب ہیں جن کو رسولؐ نے
طیبہ بلا کے گنبدِ خضریٰ دکھا دیا

حضرت بلالؓ ہوں کہ وہ ہوں روم کے صہیب
چاہا جسے نبیؐ نے خدا سے ملا دیا

ایسی فضا بنائی رسول کریمؐ نے
صدیوں کی دشمنی کو دلوں سے مٹا دیا

کیا اختیار بخشا ہے رب نے حبیب کو
محشر میں اُن کو شافعِ محشر بنا دیا

ڈالی جو اک نگاہ تو دنیا بدل گئی
کیسے عمرؓ تھے آپؐ نے کیسا بنا دیا

قسمت پہ اپنی ناز کریں کیوں نہ ہم ندیمؔ!
نعتِ رسولِ پاکؐ نے رتبہ بڑھا دیا

نعتِ پاک

ثنائے کل ہے مکمل شفیعِ محشر پر
قلم لکھے گا بھلا کیا حبیبِ داور پر

نبیؐ کا عشق تمنا کرے مدینے کی
ضرور جائیں گے اک دن درِ پیمبر پر

اب اس سے بڑھ کے بھی اعجاز کوئی کیا ہوگا
کلامِ پاک اتارا گیا ہے سرور پر

رسول پاک کی پاکیزگی کا کیا کہنا
نہ کوئی مکھی کبھی بیٹھی جسمِ اطہر پر

یہ التجا ہے مری تجھ سے قادرِ مطلق!
جو موت آئے تو آئے درِ پیمبر پر

نہ ہو یقین تو قرآں سے پوچھ لے ناداں!
خدا کے بعد بزرگی ہے ختم سرور پر

نعتِ پاک

نبیؐ کے در پہ موت آئے تمنا ہے یہی اپنی
تقاضا عشق میں کرتی ہے یہ دیوانگی اپنی

شفیعِ روزِ محشر کو سناتا بے کلی اپنی
گزرتی کاش طیبہ کی گلی میں زندگی اپنی

شہِ بطحا کے در پر دیکھنا تم حاضری اپنی
مگر پہلے گزارو عشق میں تم زندگی اپنی

یہی بس التجا تجھ سے ہے اے رب العلاسن لے
محمدؐ کی ثنا خوانی کرے یہ شاعری اپنی

بہارِ گلشنِ دنیا ہمیں یکسر نہیں بھاتی
شہِ کونین کی یادوں سے ہے دلبستگی اپنی

خدا خود بھیجے اور ترغیب سب کو بھیجنے کی دے
پڑھو صلِ علیٰ ہے بس اسی میں بہتری اپنی

ترے احسان سے پہلے ہمارا حال ابتر تھا
بھٹکتی ہی رہی صحرا بہ صحرا زندگی اپنی

بجز اس کے نہیں کوئی تمنا دل کے گوشے میں
کٹے عشقِ شہِ دیں میں ندیمؔ اب زندگی اپنی

نعتِ پاک

نازشِ کل فخرِ آدم آپؐ ہیں
سارے نبیوں سے معظم آپؐ ہیں

سارے سلطاں آپؐ کے در کے فقیر
ایسے سلطانِ مکرم آپؐ ہیں

آپؐ ہی سے ہیں منور دو جہاں
زینتِ بزمِ دو عالم آپؐ ہیں

ہم بھٹکتے ہیں کرم فرمایئے
رہنمائے ابنِ آدم آپؐ ہیں

نور ہیں وہ نور کا سایہ کہاں
ذات میں سایہ لئے ہم آپ ہیں

غیر کو کیوں زخمِ دل دکھلائیں ہم
جب مسیحائے دو عالم آپؐ ہیں

مرتبہ قرآن سے پوچھے کوئی
کتنا اعلیٰ اور معظم آپؐ ہیں

افضل و اعلیٰ ہے بے شک وہ ندیمؔ
جس کے دل میں ہوتے ہردم آپؐ ہیں

نعتِ پاک

میرے آقا کبھی مجھ پر بھی نظر ہو جائے
زندگی میں کبھی طیبہ کا سفر ہو جائے

گر مدینے میں کبھی اپنا گزر ہو جائے
جانبِ خلد سمجھ لو کہ سفر ہو جائے

میں شبِ غم کے اندھیروں میں گھرا ہوں لیکن
مسکرا دیں مرے آقا تو سحر ہو جائے

معجزوں کے ہیں وہ جامع تو یہ دشوار ہے کیا
اک اشارے پہ نہ کیوں ٹکڑے قمر ہو جائے

آرزو بن کے کسک دل میں چھپا کرتی ہے
عمر باقی ہے جو طیبہ میں بسر ہو جائے

عظمتِ رحمتِ کونین کا اندازہ کرو
منہ جدھر پھیر لیں قبلہ بھی اُدھر ہو جائے

گِھر کے طوفاں میں نبی کو جو پکارے اے ندیمؔ!
اُس کی کشتی کا محافظ ہی بھنور ہو جائے

نعتِ پاک

حالِ غم کیا کروں رقم آقا
چاک ہے سینۂ قلم آقا

دیکھئے آپ کے غلاموں پر
کیسے کیسے ہوئے ستم آقا

میری ہستی بھی جگمگا جائے
ہو اگر آپ کا کرم آقا

تھام لے جو بھی آپؐ کا دامن
دہر میں ہو وہ محترم آقا

کیجئے چشمِ التفات حضور
غم سے گھبرا گئے ہیں ہم آقا

آپ کا بس مجھے سہارا ہے
ہر سو گھیرے ہوئے ہیں غم آقا

آپ کے ماسوا زمانے میں
کون دیکھے گا چشمِ نم آقا

ہے ندیمؔ آپ کا غلام حضور
رکھئے اُس کا ذرا بھرم آقا

نعتِ پاک

لکھے مجھ جیسا قلمکار رسولِ عربی
آپ پر نعتیہ اشعار رسول عربی

ماسوا آپ کے کوئی نہیں سننے والا
اب تو جینا بھی ہے دشوار رسول عربی

آپ کی عالمِ کل میں ہے حکومت آقا
آپ ہیں مالک و مختار رسولِ عربی

دور الحاد ہے ایماں کو سہارا دیجے
کفر ہے برسر پیکار رسول عربی

معجزے آپ سے یونہی نہیں سرزد ہوتے
آپ ہیں واقفِ اسرار رسولِ عربی

آپ بگڑی ہوئی اک پل میں بنا دیتے ہیں
ہو کرم مجھ پہ بھی اک بار رسولِ عربی

التجا آخری بس ہے یہ گنہگاروں کی
''سبز گنبد کا ہو دیدار رسول عربیؐ''

سبز گنبد سے اشارہ ہو مسیحائی کا
ہے ندیمؔ آپ کا بیمار رسول عربی

نعتِ پاک

سرِ محشر مرے تقوے نہ تو میری عبادت نے
کیا ہے سرخرو عاصی کو آقا کی شفاعت نے

جو آیا در پہ اپنی جھولیاں ہی بھر کے لوٹا ہے
کسے محروم رکھا سرورِ دیں کی عنایت نے

مقدر کا دھنی جن کو زمانہ آج کہتا ہے
انہیں رتبہ یہ بخشا ہے نبیؐ کے در کی چاہت نے

بکھر کر رہ گئے ہیں دوسرے لیکن ، بحمداللہ
منظّم اب بھی رکھا ہے ہمیں سرکارِ ملت نے

مٹاؤ بھوک بھوکوں کی بجھاؤ پیاس پیاسوں کی
دیا یہ درس ہم کو آپؐ کی شانِ سخاوت نے

بشکرِ حق تمنا آج میرے دل کی بر آئی
"بڑے دربار میں پہنچایا مجھ کو میری قسمت نے"

ندیمؔ ایسا لگا شہرِ نبیؐ میں جب قدم رکھا
گناہوں کو مرے سب دھو دیا بارانِ رحمت نے

نعتِ پاک

وہ قدسیوں کے بیچ فلک پر خبر میں ہے
جو شخص بھی دیارِ نبیؐ کے سفر میں ہے

بھاتی نہیں ہیں خلدِ بریں کی بھی رونقیں
جب سے رسولِ پاکؐ کا روضہ نظر میں ہے

اک چشمِ التفات و کرم اے شہِ اُممؐ
بندہ گناہ گار گنہ کے اثر میں ہے

سب کی طرح کہاں ہے وہ محبوبِ ذوالجلال
سایہ نہیں ہے گرچہ لباسِ بشر میں ہے

کیوں جا رہے ہو غیر سے تم بھیک مانگنے
داتا جو بھیک دیتا ہے طیبہ نگر میں ہے

کیا پوچھتے ہو غیب کی باتیں رسولؐ سے
کل کائنات میرے نبیؐ کی نظر میں ہے

کام آئے گی لحد میں اجالے کے واسطے
یادِ رسولؐ جو مرے قلب و جگر میں ہے

پروردگارِ کل سے ہوئی منتقل ندیمؔ!
وہ روشنی جو آمنہ بی بی کے گھر میں ہے

نعتِ پاک

جو کل تلک پوجتے تھے پتھر دلوں میں اپنے بسا بسا کر
وہ دینِ احمد میں آ رہے ہیں خود اپنی دنیا لٹا لٹا کر

بروزِ محشر حبیبِ داور کو منہ دکھائیں گے کس طرح وہ
ہے پیش کرنا ہی جن کا شیوہ نبیؐ کا رتبہ گھٹا گھٹا کر

دل و نظر کی صفائی ہوگی غم و الم سے رہائی ہوگی
بلال حبشی کی طرح تو بھی مصیبتوں میں خدا خدا کر

بلایا عرشِ بریں پہ رب نے مرے نبیؐ عظیم کو جب
بہت قرینے سے حور و غلماں کھڑے تھے پلکیں بچھا بچھا کر

مجھے بھی در پر بلا ہی لیں گے وہ اپنا جلوہ دکھا ہی دیں گے
''وہ بے نواؤں کو ہر جگہ سے نوازتے ہیں بلا بلا کر''

ہے ایک مدت سے یہ تمنا ندیمؔ پہنچوں اگر مدینہ
میں لے کے آؤں وہاں کا منظر نگاہ و دل میں بسا بسا کر

نعتِ پاک

ہر روز تصور میں تصویر بناتے ہیں
دیکھیں تو شہِ بطحا کب در پہ بلاتے ہیں

دیوانگی جب اپنی کچھ حد سے گزرتی ہے
گاہے وہ رلاتے ہیں گاہے وہ ہنساتے ہیں

کچھ اور سوا ہوتی یہ روشنی آنکھوں کی
جب اسمِ محمدؐ کو آنکھوں سے لگاتے ہیں

ہر دل میں گناہوں کے جو داغ نمایاں ہیں
ذکرِ شہِ بطحا سے وہ داغ مٹاتے ہیں

دیدار کی حسرت میں پھرتے ہیں یہاں لاکھوں
"جاتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں"

کیوں جائیں نہ سر کے بل ہم سب درِ اقدس پر
ہم جیسے غریبوں کو سرکار بلاتے ہیں

خوشیوں کا خزانہ ہم، پاتے ہیں ندیمؔ! اس دم
رو رو کے نبی سے جب، غم اپنا سناتے ہیں

نعتِ پاک

نور کے بعد خیر الوریٰ بن گیا
ابتدا بن گیا انتہا بن گیا

عاصیوں کے لئے جانفزا بن گیا
نقشِ پائے نبیؐ آئینہ بن گیا

منتقل ہو کے نورِ خدا جب چلا
ہر جہاں میں وہ نور الہدیٰ بن گیا

چومتے ہیں فرشتے نظر سے اُسے
جس جگہ آپؐ کا نقشِ پا بن گیا

حشر میں اُس کی بخشش یقینی ہے جو
پیروکارِ شہِ انبیاء بن گیا

نور سے جب محمدؐ میں ظاہر ہوا
سارے عالم کا وہ رہنما بن گیا

اے ندیمؔ المدد یا نبیؐ جب کہا
بیچ طوفان سے راستہ بن گیا

نعتِ پاک

کیا پوچھتے ہو عظمتِ سلطانِ مدینہ
کرتا ہے خدا مدحتِ سلطانِ مدینہ

کونین میں ذی مرتبہ وہی لوگ ہوئے ہیں
حاصل تھی جنہیں قربتِ سلطانِ مدینہ

خورشید کو پلٹایا کئے چاند کے ٹکڑے
بے مثل رہی قدرتِ سلطانِ مدینہ

اب اس کے سوا دل میں تمنا نہیں کوئی
مل جائے مجھے قربتِ سلطانِ مدینہ

مجھ کو نہ ڈرا پائیں گے دنیا کے حوادث
حاصل ہے مجھے نسبتِ سلطانِ مدینہ

ایمان کی خوشبو سے معطر ہے بشر وہ
جس پر ہے ہوئی رحمتِ سلطانِ مدینہ

کر پہلے ندیمؔ اپنی زباں دل کو مصفّا
کرنا ہے اگر مدحتِ سلطانِ مدینہ

نعتِ پاک

نہیں تمثیل ہے کوئی رسولِ ہاشمی تیری
ازل سے تا ابد قائم ہے آقا برتری تیری

نہ ہو کیسے اجالا کائنات کل میں اے آقا
خدا کے نور سے پیدا ہوئی ہے روشنی تیری

زمانے میں کوئی اب دوسرا ہادی نہ آئے گا
کہا رب العلیٰ نے ہے نبوت آخری تیری

تری آمد سے پہلے اے شہا ہرسو اندھیرا تھا
منور کرگئی ہے کل جہاں کو روشنی تیری

خدا جب خود تری تعریف میں رتبہ بڑھاتا ہے
کروں توصیف کس منہ سے رسولِ ہاشمی تیری

اُسے دونوں جہاں کی نعمتیں اک پل میں ملتی ہیں
جسے مل جائے قسمت سے اے آقا عاشقی تیری

وہ ہوگا سرخ رو دونوں جہاں میں رب نے فرمایا
کرے گا اِس جہاں میں جو بھی آقا پیروی تیری

ندیمؔ خستہ حاجی کو بڑی حسرت سے تکتا ہے
اے آقا اُس پہ بھی ہو اک نظر رحمت بھری تیری

نعتِ پاک

ہاں! ازل سے جو ذات روشن ہے
بس اسی سے حیات روشن ہے

اُن کا ہر قول مرضیِ مولا
منہ سے نکلی جو بات روشن ہے

شاہِ بطحا اگر کرم کردیں
پھر ہماری نجات روشن ہے

بند مٹھی میں بھی پڑھا کلمہ
کنکروں میں حیات روشن ہے

اب بھٹکنے کا غم نہیں مجھ کو
ذکرِ احمد سے رات روشن ہے

انگلیوں سے ابل پڑے چشمے
نور والے کا ہات روشن ہے

دینِ احمد پہ جو رہا قائم
اُس کی ساری حیات روشن ہے

وسعتِ نورِ مصطفیٰؐ سے ندیمؔ
"دہر کیا کائنات روشن ہے"

نعتِ پاک

جسے بھی عشقِ محمدؐ نصیب ہوتا ہے
وہی خدا کے یقیناً قریب ہوتا ہے

نبیؐ کے ذکر میں کیسے رہیں نہ لب مصروف
اِسی عمل سے اجالا نصیب ہوتا ہے

رموزِ عشق سے واقف ہے جو غلامِ نبیؐ
وہی رسول کے در سے قریب ہوتا ہے

گزارتا ہے جو ذکرِ رسول میں ہستی
وہ دو جہاں میں بڑا خوش نصیب ہوتا ہے

نماز روزہ سے رہتا نہیں ہے جو غافل
وہی حبیبِ خدا کا حبیب ہوتا ہے

وہی بساتا ہے آنکھوں میں حسنِ شہرِ نبیؐ
عقیدتوں سے جو جتنا قریب ہوتا ہے

درِ نبیؐ کی غلامی میں جو رہا ہے ندیمؔ
وہی جہان میں حق کا نقیب ہوتا ہے

نعتِ پاک

مصطفٰیؐ کے ماسوا کوئی نہیں
عرشِ اعظم پر گیا کوئی نہیں

آپؐ ہی سے ہے منور کائنات
نور والا آپ سا کوئی نہیں

شہرِ طیبہ جب سے آنکھوں میں بسا
اب نظر میں دوسرا کوئی نہیں

ہم بھٹکتے ہیں کرم فرمایئے
آپ جیسا رہنما کوئی نہیں

مجھ پہ آقا ڈالیئے بس اک نظر
میری جانب دیکھتا کوئی نہیں

آخری ہو کر بھی اول ہیں نبیؐ
آپ جیسا پیشوا کوئی نہیں

مشکلیں حل کی ہیں سب کی آپؐ نے
آپ سا مشکل کشا کوئی نہیں

یہ شرف حاصل فقط ہے آپؐ کو
ناظرِ رب العلیٰ کوئی نہیں

نعتِ پاک

عشقِ نبیؐ میں کھینچ کے قلم کار آئے ہیں
پڑھنے یہاں جو نعت کے اشعار آئے ہیں

در پر تمہارے اے شہِ ابرار آئے ہیں
اپنے گنہ میں ہو کے گرفتار آئے ہیں

کوئی مثال ملتی نہیں کائنات میں
میرے رسولؐ لے کے جو کردار آئے ہیں

کیجے کرم اب اُن پہ مسیحائے دوجہاں
رحمت کی بھیک لینے جو بیمار آئے ہیں

یونہی نہیں نکھرنے لگا ہے یہ گلستاں
چاروں طرف ہے شور کہ سرکار آئے ہیں

جب بھی پکارا میں نے رسولِ کریمؐ کو
مشکل میں میری بن کے مددگار آئے ہیں

تم ہو شفیعِ روزِ جزا اے شہِ اُمم!
در پر تمہارے سارے گنہگار آئے ہیں

نادم بہت ہیں اپنے گناہوں پہ اے حضورؐ
کیجے مصفا دل کو سیہ کار آئے ہیں

نعت پاک

جو دین رب نے جہاں کے لئے اتارا ہے
شہِ مدینہ نے اس دین کو سنوارا ہے

نبی آخری تشریف جب سے لائے ہیں
جدھر بھی دیکھئے رحمت کا اک نظارا ہے

کہا بلال نے چاہو تو جان بھی لے لو
نبیؐ کے عشق میں سب کچھ مجھے گوارا ہے

وہ بخشوائیں گے رب سے گناہ گاروں کو
شفیعِ روزِ جزا کا ہی بس سہارا ہے

نہ ہو یقین تو قرآں سے پوچھ لے ناداں
نبیؐ کا نور ہر اک شے سے آشکارا ہے

کرن جو غارِ حرا سے جہاں میں پھیلی ہے
وہ معرفت کے اجالے کا ایک دھارا ہے

ہماری مشکلیں حل ہوگئی ہیں پل بھر میں
رسولِ ہاشمی کو ہم نے جب پکارا ہے

ندیمِؔ خستہ کو نسبت ہے شاہِ بطحا سے
ندیمؔ کو نہ کہے کوئی بے سہارا ہے

منقبت امام حسینؓ

نورِ خدا کے حسن کا دھارا حسینؓ ہیں
دنیائے معرفت کا اجالا حسینؓ ہیں

سرکارِ دو جہاں کا نواسہ حسینؓ ہیں
ہم بے کسوں کا ملجا و ماویٰ حسینؓ ہیں

کیا پوچھتے ہو مرتبہ عالی جناب کا
قبلہ حسین ہیں مرے کعبہ حسینؓ ہیں

ہم کیوں کریں نہ سبطِ پیمبر کی پیروی
بخشش کا ہم سبھوں کی ذریعہ حسینؓ ہیں

سر دے کے رکھ لی شاہؓ نے انسانیت کی لاج
مقتل کی سرزمین کا دولہا حسینؓ ہیں

آتی ہے کربلا سے برابر یہی صدا
زندہ تھے کل اور آج بھی زندہ حسینؓ ہیں

ہر شخص اپنی پیاس بجھاتا ہے اے ندیمؔ!
حقانیت کے علم کا دریا حسینؓ ہیں

منقبت

گرداب میں ہے ناؤ پھنسی مجھ حقیر کی
لیجے ذرا خبر شہِ جیلاں فقیر کی

ڈاکو کو پل میں کردیا ابدال آپ نے
چشمِ کرم تو دیکھیے روشن ضمیر کی

سب اولیاء ہیں زیرِ قدم غوث پاک کے
کتنی بلند شان ہے پیرانِ پیر کی

ابدال، قطب، مست، ولی کے سینے میں دیکھیے
پھیلی ہوئی ضیا ہے مرے دستگیر کی

نسبت ہوئی تو کیفیتِ دل بدل گئی
ہونے لگی ہے چشمِ کرم دستگیر کی

سن لے یہ التجا ہے مری تجھ سے اے خدا!
آئے تو موت سامنے صورت ہو پیر کی

بس آپ کے کرم کا طلب گار ہے ندیم!
حرص و ہوس نہیں ہے منالِ کثیر کی

منقبت بحضور غوث پاک

نرالی شان ہے بے مثل تقویٰ غوثِ اعظم کا
زمانے میں مصفا ہے سراپا غوثِ اعظم کا

جہاں چاہو بجھالو شوق سے تم تشنگی اپنی
کرم کا ہر جگہ بہتا ہے دریا غوث اعظم کا

ترے محبوب کے در سے سبھی کو بھیک ملتی ہے
کرم کردے خدایا دیدے صدقہ غوثِ اعظم کا

چلو غوث الوریٰ کے در پہ قسمت کو سنواریں ہم
بہاریں مسکرائیں عرس آیا غوثِ اعظم کا

یہی لے جائے گا اک روز دربار رسالت میں
غلامی کا ہے جو گردن میں پٹّہ غوث اعظم کا

بسا کر خوشبوؤں میں احتراماً سر پہ رکھیں گے
اگر مل جائے قسمت سے اتارا غوث اعظم کا

کبھی حسنِ عقیدت سے کبھی اخلاص و حرمت سے
یہ دیوانے کیا کرتے ہیں چرچا غوثِ اعظم کا

ندیمؔ اپنی تمنائے دلی بس ہے تو اتنی ہے
کہ جا کر دیکھ لوں آنکھوں سے روضہ غوث اعظم کا

منقبت امام حسینؓ

غیر کرتے ہیں سب ثنائے حسینؓ
ایسے کردار لے کے آئے حسینؓ

اب بھٹکنے کا ڈر نہیں مجھ کو
میرا رہبر ہے نقشِ پائے حسینؓ

دین پر مسکرا کے جاں دے دی
قابلِ رشک تھی ادائے حسینؓ

وہ کرے ناز جس قدر کم ہے
مل گئی جس کو خاکِ پائے حسینؓ

ساتھ کیوں کر نہ ہو وہ رب قدیر
پیکرِ صبر بن کے آئے حسینؓ

بس یہی التجا میں تجھ سے کروں
اے خدا کر عطا رضائے حسینؓ

کیوں ڈرے آفت و بلا سے ندیمؔ
اس کو حاصل ہے آسرائے حسینؓ

نعت پاک

قریب کر دے دیارِ حبیبِ اکبر سے
دعا یہی ہے ہماری خدائے برتر سے

کسی کے دامِ محبت میں ہو اسیر وہ کیوں
کہ جس کے دل کو ہو نسبت حبیبِ داور سے

بسا کے لاؤں گا آنکھوں میں حسنِ شہرِ نبیؐ
پہنچ گیا جو مدینہ اگر مقدر سے

جو سنگ ریزوں نے کلمہ پڑھا تو حیرت کیا
ہوئے ہیں معجزے کتنے حبیبِ داور سے

گدا ہو، شاہ ہو، مفلس ہو یا قلندر ہو
وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اُس در سے

خدا شناس بنایا نبیؐ نے اُن کو بھی
مرادیں مانگ رہے تھے جو لوگ پتھر سے

جو دیکھا روئے منور تو یہ کہا سب نے
خجل ہے چاند جمالِ حبیبِ اکبر سے

ندیمؔ عشقِ نبیؐ کا ہے یہ اثر ورنہ
ثنائے رحمتِ کونین وہ بھی کمتر سے

سوانحی خاکہ

نام	:	عبدالستار صدیقی
قلمی نام	:	وفاؔ صدیقی
والدین	:	محمد سعید صدیقی، بی بی زینت
تاریخِ ولادت	:	۱۹۵۲ء
جائے ولادت	:	حیات پور، ضلع سیوان (بہار)
تعلیمی صلاحیت	:	بی۔اے
آغازِ شاعری	:	۱۹۹۰ء
شرفِ تلمذ	:	ساگر چاپدانوی (مرحوم)
پہلی تخلیق کی اشاعت	:	''اخبارِ مشرق'' کلکتہ (۱۹۹۳ء)
اصنافِ سخن	:	حمد، نعت، منقبت، غزل، نظم، قطعہ، رباعی، دوہا اور ماہیا
ذریعۂ معاش	:	تجارت
ادبی وابستگی	:	انجمن ستارہ اسلام، بزم وفا اور حلقۂ سخنوراں
مستقل پتہ	:	۳۳/ پی ایم بستی، تھرڈ لین، شیب پور، ہوڑہ۔۲
موبائیل نمبر	:	9007577302

وفا صدیقی بحیثیت نعت گو شاعر

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تمام اصنافِ سخن میں نعت گوئی کو مشکل ترین صنفِ شاعری سمجھی جاتی ہے۔ حمد گوئی میں کافی وسعت ہے کیونکہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ آپ فصاحت اور عقیدت کے مظہر تمام مقدس الفاظ کو ہنر مندی کے ساتھ شعری پیکر میں ڈھال کر حمد لکھ سکتے ہیں۔ یہاں تعریف و توصیف کی کوئی حد نہیں مگر نعت کہنے بیٹھیں تو کئی طرح کے سوالات الفاظ کو شعر میں فکر و فن کی شائستگی کے ساتھ پرونے کے وقت ذہن و دل میں کسمسانے لگتے ہیں۔ اونچ نیچ کا عام خیال خام چبھنے لگتا ہے تب اللہ رب العزت کی وحدانیت پاسبانی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کچھ ایسی ہی صورت حال کا سامنا شاعر کو نعت اور منقبت کہتے وقت کرنا پڑتا ہے کیونکہ نعت توصیف سرکار دو عالم ﷺ ہے اور منقبت اولیائے اکرام، مستند بزرگان دین کی صفات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے والے اشعار ہوتے ہیں۔ ان کی توصیف و تحریم کے حامل اشعار منقبت کے زمرے میں آتے ہیں اور یہاں بھی قدغن ہے۔ اساتذہ کہتے ہیں کہ نعت شریف کہنا پل صراط پر چلنے کے مصداق ہے۔ ذرا سی چوک ہوئی کہ ایمان پر برق سی لہرائی اور عقیدہ لہولہان ہوا اس لئے نعت گو شعراء کو ایک ایک لفظ کے استعمال میں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کیا کیا جائے کہ عامیانہ روش کے پیروکار شعراء اس باریکی کی اہمیت کو سمجھنے سے غافل نظر آتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر غلو کا شائبہ شعروں میں نمایاں ہو جاتا ہے۔ اسی نکتے کو مشہور شاعر، ادیب، ناقد اور کئی شعری و نثری مجموعوں کے خالق پروفیسر احسن شفیق (مرحوم) نے اس طرح پیش کیا ہے۔

”شاعر کی طبع موزوں اور جوش جذب و عقیدت کا احتیاط نعت اور منقبت میں کھل کر سامنے آتا ہے۔ یہی دو اصناف ایسی مشکل ترین ہیں جن میں اگر شاعر کی طبع رواں منہ زور ہوئی تو حدود شریعت سے نکل جانے کا خدشہ ہوتا ہے اور ایمان و ایقان پر حرف آتا ہے خاص طور سے توصیف محمدی کا موضوع آفاقی ہونے کے ساتھ ساتھ تحدیدی بھی ہے اور جو شاعر اس مرحلے سے محتاط گزر گیا وہ یقیناً قابلِ تعریف ہے۔“

میرے سامنے جناب وفا صدیقی کی چند نعت پاک، نعتیہ قطعات، نعتیہ رباعیات وغیرہ پر مشتمل چند اوراق کی کاپی عقیدت کے جزدان میں لپٹی ہوئی پڑی ہے۔ بہت پاکیزگی کے ساتھ ورق گردانی کی، روح پرور اشعار پڑھے تا کہ دلنشیں نعتیہ شعروں کی ادبی اور عرفانی کیفیت کے بارے میں اظہار خیال کر سکوں۔

وفا صدیقی کو کم و بیش ہر صنفِ سخن میں معیاری اشعار کہنے پر قدرت حاصل ہے۔ ان کے کلام میں فنی شائستگی، رمزیت، اشاریت اور وجدانی کیفیت کے مسلوں کی کشاکش کے مضمون نہایت ناصحانہ اور مخلصانہ انداز میں قارئین و سامعین کو اپیل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سادگی کے ساتھ اپنی بات عام فہم انداز میں وہ اس طرح قلمبند کر کے شعروں میں پیش کرتے ہیں کہ سبھوں کی تسکین ہو جاتی ہے۔ وفا صدیقی کے نعتیہ اشعار کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس صنفِ سخن میں بھی پختگی رکھتے ہیں۔ مدحتِ حضرت محمدؐ میں انہوں نے جہاں عقیدت کے شاداب پھولوں کو الفاظ کے پیرہن میں ملبوس کر کے والہانہ انداز میں اشعار کہے ہیں خونِ جگر سے خیالاتِ حسنہ کی آبیاری کی وہیں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نکلنے نہیں دیا۔ جذبات کی فراوانی میں بہہ کر غلو سے ہم آغوش ہونے کا موقع کسی بھی شعر کو نہیں دیا بلکہ صدق دل سے، سچے جذبے سے، پختہ قلم سے حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور احادیث مبارک کی روشنی کی طہارت سے وضو کر کے نعتیہ اشعار لکھے ہیں۔ چند اشعار آپ کی بصارت میں اضافے کے لئے حاضر ہیں۔

اٹھا کر جب قلم اپنا ثنائے مصطفیٰؐ لکھنا
انہیں خیر البشر، شمس الضحیٰ، نور الہدیٰ لکھنا

تلاوت جو کرے گا اس کی اپنی چشمِ الفت سے
نظر آئے گا قرآں میں اُسے چہرہ محمدؐ کا

اس سرزمیں کے ذرّے نہیں کہکشاں سے کم
قدمِ رسول پاک جہاں میں جدھر گیا

کہاں اُن کے جیسا ہے نبیوں میں کوئی
حبیبِ خدا تو ہے فخرِ نبوت

خدا بخش دے گا ہماری خطائیں
یقیں ہے ہمیں شاہ دیں کی بدولت

مغربی بنگال کی علمی اورادبی تاریخ کو ہندوستان گیر سطح پر قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔یہیں سے اردو کا پہلا اخبار ''جام جہاں نما'' شائع ہوا۔مشاہیر، شعراء ادباء نے ارضِ بنگالہ کو اپنی نگارشات سے قابلِ صد رشک بنایا۔کئی دہائیوں سے اردو زبان و ادب کی خدمت اور بھرپور پذیرائی مغربی بنگال کے قلم کار حضرات دلجمعی کے ساتھ کرتے چلے آرہے ہیں۔مغربی بنگال کے ادبی منظرنامے پر ہوڑہ ضلع ہمیشہ منور رہا ہے کیونکہ یہاں اردو کے شاعروں اور نثر نگاروں کی اچھی اور ممتاز تعداد کاروانِ ادب میں ہمیشہ شامل رہی ہے اور ہوڑہ کا ذکر آتے ہی شیب پور کا تصور ابھر آتا ہے۔بقول استاد محترم پروفیسر اعزاز افضل (مرحوم) ''وہاں شاعروں کی اچھی ٹیم ہے'' اور اسی فعال ٹیم کے رکن میں وفا صدیقی شامل ہیں۔ان کی نعت گوئی کا لہجہ تام جھام سے الگ خالص مخلصانہ، والہانہ، عاشقانہ اور سادگی کے حسن سے مزین ہوتا ہے۔ان کے نعتیہ اشعار میں عقیدت کے پھول مہکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔جب شہِ لولاک کی تنویریں ان کے ذہن و دل کو ضوفشاں کرتے ہوئے جب قلم و قرطاس تک آتی ہیں تو نور ہی نور کا عالم داخلی اور خارجی سطح پر چھا جاتا ہے۔یہ نعتیہ اشعار ملاحظہ کریں:

اُس سرزمیں کے ذرّے نہیں کہکشاں سے کم
قدم رسول پاک جہاں میں جدھر گیا

منور دونوں عالم ہوگئے سرکار جب آئے
جہانِ تیرگی پہ چھا گیا جلوہ محمدؐ کا

شہِ دو جہاں رحمت دو جہاں ہیں
ہر اک شے پہ ہے ان کا پرتوے رحمت

وفا صدیقی کے نعتیہ اشعار میں سچے عاشقِ رسول ﷺ کا دل دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔انہوں نے اپنی نعتوں کو لفظوں کے خارجی شور شرابے سے پاک رکھا ہے۔نعت کہی ہے تو نعت ہی کہی ہے۔مدحتِ سرورِ کونین میں اشعار کہے ہیں تو خالص نعت ہی کے اشعار ہیں۔ان کے

نعتیہ کلام کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ حمد، نعت، منقبت کے بنیادی تقاضوں اور فرق سے ذہنی اور قلبی دونوں سطح پر واقف ہیں۔ نعت مدحتِ سرکار حضرت محمد ﷺ ہے۔ اس کا ادراک انہیں بخوبی ہے اس لئے حضور اکرم ﷺ کی شانِ مبارک کو مختلف انداز بیان کے ذریعہ خوش اسلوبی کے ساتھ لفظوں کے قمقموں سے سجا کر قارئین اور سامعین کی خدمت میں پیش کر کے کارِ خیر انجام دیا ہے۔ یوم ولادت شاہ کونین کی مبارک ساعتوں کا ذکر جس عقیدت کے ساتھ کیا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔

ہر سو جہاں میں جلوۂ نوری بکھر گیا
آئے نبیؐ تو دور سیاہی گزر گیا

جب آئے زمانے میں شاہ مدینہ
ہوئے دینِ حق سے وفا آشنا ہم

وفا صدیقی کی غزلیں بھی نظر سے گزری ہیں۔ ان کی غزلوں میں تغزل کا رنگ نمایاں ملتا ہے اور شعر کہتے وقت ان کی طبیعت میں جو سوز و گداز کی کیفیت ہوتی ہے وہ عود کر آتی ہے اس لئے غزل گوئی میں روایتی اسلوب ہی کا عکس جھلکتا ہے اور انہوں نے اسلاف کے رنگِ سخن سے استفادہ کر کے اپنے شعروں سے نصیحت کا بھی کام لیا ہے۔ اس روش کو انہوں نے نعتیہ شاعری میں بھی قائم رکھی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر بھی احتیاط کا دامن ہاتھوں میں تھام رکھا ہے پھر جذبات کی وارفتگی اور ہوش و حواس کی سنجیدگی کو ہم آہنگ کرتے ہوئے شعر کہے ہیں۔ کہیں بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے لطف و کرم سے مایوس نہیں ہوتے۔ رحمت ہی رحمت کا عکس ان کے اشعار پر نمایاں نظر آتا ہے۔ وفا صدیقی نے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی تاکید اپنے بیشتر اشعار میں کی ہے۔ خلوص، سادگی، اخوت، محبت، پاکیزگی، بھائی چارگی، ایمانداری، دیانت داری، سلامتی اور نیکوکاری کا علمبردار مذہب اسلام دنیا کا سب سے زیادہ محترم اور منظم مذہب ہے۔ اپنے انہی اوصاف کی بدولت یہ مذہب تیزی کے ساتھ دنیا کے گوشے گوشے میں مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ ہزاروں غیر مسلم اس کے دامن محبت میں پناہ گزیں ہو رہے ہیں۔ چند اشعار دیکھیں:

جو بھی کرتے ہیں اتباع نبیؐ
ان پہ تو لطفِ کبریائی ہے
تمہاری رب کرے گا اے مسلمانوں نگہبانی
مگر یہ شرط ہے اپنالو تم رستہ محمدؐ کا
نسبت جو نہیں رکھتا محبوب الٰہی سے
وہ شخص ہی دنیا میں تقدیر کا مارا ہے
اطاعت کریں گے جب ان کی جہاں میں
تو کوثر کا لیں گے یقیناً مزہ ہم

وفا صدیقی صاحب نے جہاں اتباع شاہ اُمم پر ایمانداری کے ساتھ زور دیا ہے اور اس کیفیت سے معمور اشعار کہے ہیں وہیں راہِ حق سے بھٹکنے والوں کے لئے بُرے انجام کی پیش گوئی بھی کی ہے۔ ہر قدم پر خدائے برتر کی وحدانیت کا جلوہ بھی پیش تصور رکھا ہے اور ایسے اشعار کہے ہیں جن کی معنویت فارسی کی نعت کے ایک مصرعے کے گرد طواف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ’’بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر‘‘ اب وفا صدیقی کے شعروں پر نظر ڈالیں:

بڑا پیغمبروں میں سب سے پیغمبر سمجھتے ہیں
محمدؐ کو خدا کے دین کا سرور سمجھتے ہیں
تو خدا کے بعد افضل تو ہی فخرِ دو جہاں ہے
ترا ثانی اے محمدؐ کوئی دوسرا کہاں ہے

وفا صدیقی صاحب نے نعتیہ ماہیئے بھی کہے ہیں۔

رحمت کے خزینہ ہیں
بعدِ خدا افضل
سرکارِ مدینہ ہیں

تنویرِ شریعت ہیں
دہر میں آقا تو
سب کے لئے رحمت ہیں

نعتِ پاک کے یہ اشعار وفا صدیقی کی شاعرانہ بصیرت کا مظہر ہیں۔ جس عقیدت و محبت کے ساتھ انہوں نے بچ بچا کے تصورات و تخلیات کے سمندر سے نعتیہ اشعار کے گوہر نکالنے میں کامیاب ہوئے ہیں یہ ان کی گراں قدر اور والہانہ کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ سیکڑوں روح پرور اور کہکشاں بردوش شعروں کے خالق وفا صدیقی نے ان شعراء سے خود کو ذرا الگ رکھنے کی دانستہ کوشش کی ہے جو نعتیہ اشعار میں منقبت کے اشعار شامل کر کے اپنی عقیدت کے خلوص کو ٹھیس پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا یہ شعر پڑھیں:

نظر میں رکھ کے جو حدِ رسالت لکھتے ہیں واعظ
انہی کو اصل میں ہم نعت گو شاعر سمجھتے ہیں

وفا صدیقی مجموعی طور پر ایک خوش فکر شاعر ہیں۔ حلقہ سخنوراں کے کئی معتبر شعراء کے ساتھ ان کی غزلیں بھی اس مجموعے میں شامل تھیں جسے مشہور شاعر و ادیب جناب شمس افتخاری نے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا تھا۔ جناب شمس افتخاری ہی نے پانچ شعراء پر مشتمل کتاب ''تجلیاتِ حسنِ ازل'' کو منظر عام پر لانے کی سعی حسنہ کی ہے۔ شاعر کے ساتھ مرتب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ اس کار خیر کا اجر انہیں عطا فرمائے۔ آمین!

اسماعیل پرواز، ہوڑہ
Mob: 9339024122
7044963390

☆☆

اٹھا کر جب قلم اپنا ثنائے مصطفیٰ لکھنا
انہیں خیر البشر، شمس الضحیٰ، نور الصدیٰ لکھنا

وہی ہیں رحمت اللعالمیں، قرآن شاہد ہے
انہیں فخرِ نبوت اور شاہِ انبیاء لکھنا

وہی ہیں ساقیِ تسنیم اُن کا ہے کہاں ثانی
انہیں پیغمبرانِ دیں میں تم سب سے بڑا لکھنا

شرف معراج کا بھی ہے شہِ کونین کو حاصل
رسولِ دو جہاں کو تم حبیبِ کبریا لکھنا

تصدق اس پہ ہیں یہ کہکشاں، مہتاب اور انجم
ہے اتنا خوب رو فرزندِ بی بی آمنہ لکھنا

جہاں میں تیرگیِ کفر پر جس کی ضیا چھائی
شریعت کا وہی شاہِ اُمم کو تم دِیا لکھنا

مٹی تفریق گورے کالے کی ادنیٰ و اعلیٰ کی
سہارا سب کا بن کر آئے جب مشکل کشا لکھنا

حسیں الفاظ چن چن کر سجانا اس کے شعروں میں
کبھی جب نعتِ سرکارِ دو عالم اے وفا لکھنا

حمد

یہاں جس کا اجالا ہے وہاں جس کا اجالا ہے
نہیں وہ دوسرا کوئی وہی باری تعالیٰ ہے

مہہ و انجم ، گل و غنچہ ترا ہی گیت گاتے ہیں
زمیں اور آسماں پر تو ہی افضل تو ہی اعلیٰ ہے

ترے برگ و شجر یارب، ترے بادل، تری بارش
ترے ہی تو سمندر ہیں ، ترا ہی تو ہمالہ ہے

عزازیل اتنا تابع تھا کہ تونے سروری بخشی
پھرا تو طوق لعنت کا گلے میں اُس کے ڈالا ہے

ترے انصاف کے قائل ہیں یہ دونوں جہاں یارب!
خطا جب کی تو آدم کو بھی جنت سے نکالا ہے

نوازش اپنے بندوں پر تری ہے بے حساب اللہ
ہدایت کو ہے قرآں رہبری کو کملی والا ہے

عبادت جس نے کی تیری نبی کی راہ پر چل کر
اسی کے واسطے فردوس ہے ، کوثر کا پیالہ ہے

نگاہوں میں وفاؔ کی تاج و دولت کی نہیں وقعت
ملا جس کو کرم تیرا وہی تقدیر والا ہے

☆☆

ہر سو جہاں میں جلوۂ نوری بکھر گیا
آئے نبیؐ تو دورِ سیاہی گزر گیا

برسا سحابِ لطفِ محمدؐ کچھ اس طرح
افسردہ گُل بھی کِھل کے چمن کا نکھر گیا

اس سرزمیں کے ذرّے نہیں کہکشاں سے کم
قدم رسولِ پاک جہاں میں جدھر گیا

آقا نے یوں دکھایا کہ چشمِ جہاں میں بھی
دینِ خدا کا چہرۂ انور اتر گیا

پتھر کی بھی مدینے میں قسمت چمک اٹھی
وہ بھی درِ حضور سے بن کر گہر گیا

جب دینِ مصطفٰےؐ سے ہوئے منسلک بلالؓ
دنیا بھی سنوری ، دین بھی اُن کا سنور گیا

جنت بھی پائی ، پا گیا کوثر کا جام وہ
زائر جو جا کے روضۂ سرور پہ مرگیا

فضلِ خدا سے ، لطفِ محمدؐ سے دوستو!
لکھنے میں نعت نامِ وفا اوج پر گیا

☆☆

ہے اعلیٰ کس قدر دیکھے جہاں رتبہ محمدؐ کا
کہ مداح و ثناگر ہے مرا مولیٰ محمدؐ کا

عروجِ ذات احمد پر نہ کیوں ہوں امتی نازاں
زمیں کیا عرشِ اعظم پر بھی ہے چرچا محمدؐ کا

منور دونوں عالم ہوگئے سرکار جب آئے
جہانِ تیرگی پر چھا گیا جلوہ محمدؐ کا

تلاوت جو کرے گا اس کی اپنی چشمِ الفت سے
نظر آئے گا قرآں میں اسے چہرہ محمدؐ کا

اسے دیدارِ جنت کی تمنا اور کیا ہوگی
مدینہ جا کے جس نے دیکھا ہے روضہ محمدؐ کا

بجا لائے ادب سے حکمِ آقا مشت کے کنکر
اشارہ پاتے ہی خورشید بھی پلٹا محمدؐ کا

تمہاری رب کرے گا اے مسلمانوں نگہبانی
مگر یہ شرط ہے اپنالو تم رستہ محمدؐ کا

کوئی خواہش نہیں یارو وفاؔ کو لعل و گوہر کی
مجھے لطف و کرم کا چاہیئے صدقہ محمدؐ کا

☆☆

شان ایسی نبیؐ نے پائی ہے
اُن پہ قربان یہ خدائی ہے

شمسِ دیں حضرتِ محمدؐ ہیں
ہر جگہ نورِ مصطفائی ہے

اِس ہوا میں ہے دین کی خوشبو
یہ مدینے سے ہو کے آئی ہے

جو بھی کرتے ہیں اتباعِ نبیؐ
اُن پہ تو لطفِ کبریائی ہے

بخت والا ہے ، شہرِ طیبہ میں
مل گئی جس کو بھی گدائی ہے

ہوگیا دل سے جو محمدؐ کا
حق میں جنت اسی کے آئی ہے

دہر میں ہٹ کے راہِ آقا سے
ہر جگہ ہم نے مات کھائی ہے

نعت گوئی میں بھی ہے نام وفاؔ
نیکی ہم نے یہی کمائی ہے

☆☆

وہ ہے رونق مدینے میں، وہ ہے زینت مدینے میں
نگاہوں کو سکوں، دل کو ملے راحت مدینے میں

شگفتہ کیوں نہ ہو اپنا گلِ حسرت مدینے میں
سدا عرشِ بریں سے برسے ہے رحمت مدینے میں

بھلا عرشِ بریں پر ایسی جنت ہوگی اے رضواں
بسی ہے ریت پر جیسی حسیں جنت مدینے میں

معطر دین کا گلشن ہے جس کے دم سے اے واعظ
بصحنِ مسجدِ نبوی ہے وہ نکہت مدینے میں

کرم باری تعالیٰ کا، محبت شاہِ طیبہ کی
جو جاتے ہیں انہیں ملتی ہے یہ دولت مدینے میں

محبت ہے، مسرت ہے، عبادت ہے، تلاوت ہے
خدا کی رات دن برکت پہ برکت ہے مدینے میں

اٹھاؤ ہاتھ اپنے اور عقیدت سے دعا مانگو
سنورتی ہے وفاؔ بگڑی ہوئی قسمت مدینے میں

☆☆

اُمڈ کر چھائیں پھر کالی گھٹائیں یا رسول اللہؐ
مٹانے پر تلی ہیں یہ فضائیں یا رسول اللہؐ

مخالف ہیں ہوائیں موجِ دریا بھی ڈراتی ہے
سفینہ اپنا ہم کیسے بچائیں یا رسول اللہؐ

کرم کی اک نظر کر دیجئے اب ہم غریبوں پر
ہمارے لب پہ ہیں بس یہ دعائیں یا رسول اللہؐ

حسینی راہ پر چلتی اگر یہ آپ کی امت
اذاں کی گونجتی ہر سو صدائیں یا رسول اللہؐ

درخشاں دنیا بھی ان کی ، منور دین بھی ان کا
ملیں طیبہ سے ہیں جن کو ضیائیں یا رسول اللہؐ

عنایت رب کی ہوتی ہم کو بھی حاصل زمانے میں
اگر ہم آپ سے کرتے وفائیں یا رسول اللہؐ

کرم کر دیجئے ہم پر کہ اک دن آپ کے در کی
زیارت کے لئے طیبہ میں آئیں یا رسول اللہؐ

یقیناً ہم کو جنت میں خدائے پاک بھیجے گا
وفا ہم آپ سے کر کے دکھائیں یا رسول اللہؐ

☆☆

میں نے بھی ساقیِ کوثر کا نگر دیکھا ہے
شیدا اللہ بھی جس پہ ہے وہ در دیکھا ہے

ہے مدینے کی گلی میں بھی عجب سی رونق
میں نے جنت کو وہاں شام و سحر دیکھا ہے

چومتا جھک کے ہے مینار حرم عرشِ بریں
رحمتیں ہر سو برستی ہیں جدھر دیکھا ہے

حسن اور نور میں ڈوبی ہوئی ہیں شام و سحر
جن پہ قربان ہیں خورشید و قمر دیکھا ہے

جس کی دیدار کو آتے ہیں یہاں حور و ملک
مسجدِ نبوی میں سرکار کا گھر دیکھا ہے

شاہِ کونین کی چوکھٹ پہ عقیدت سے جناب
میں نے جھکتے ہوئے سلطان کا سر دیکھا ہے

پوری ہوتی ہیں مرادیں سبھی زائر کی وہاں
سرورِ دیں کی دعاؤں میں اثر دیکھا ہے

جس جگہ اتری محمدؐ پہ وفاؔ پہلی وحی
میں نے وہ غارِ حرا بھر کے نظر دیکھا ہے

☆☆

آقا کو جو پیارا ہے ، مولیٰ کو وہ پیارا ہے
اِس بات کا شاہد تو قرآن ہمارا ہے

وہ رحمتِ عالم ہیں ، وہ فخرِ نبوت ہیں
ان رتبوں سے یزداں نے سرور کو سنوارا ہے

اس بات سے بڑھ کر بھی کیا بات کوئی ہوگی
قرآن بھی اللہ نے اُن پر ہی اتارا ہے

وہ کشتی جسے حاصل آقا کا سہارا ہو
اس کے لئے دریا کا منجدھار کنارا ہے

نسبت جو نہیں رکھتا محبوبِ الٰہی سے
وہ شخص ہی دنیا میں تقدیر کا مارا ہے

اس شہر مدینہ کی رونق ہے عجب دلکش
جنت سے کہاں کمتر طیبہ کا نظارا ہے

ہے جس کو طلب واعظ ، یہ شمس و قمر لے لے
مجھ کو تو مدینے کی درویشی گوارا ہے

کیا ہم کو ستائے گی محشر کی وفاؔ گرمی
سرکارِ دو عالم سے رشتہ جو ہمارا ہے

☆☆

ہیں رسولوں میں سب سے کلاں مصطفےٰ
دینِ حق کے ہیں روحِ رواں مصطفےٰ

آئی مکے میں تشریف جب آپ کی
ریت پر کھِل گیا گلستاں مصطفےٰ

لوگ ڈرتے تھے لینے میں جب نام رب
بن گئے دینِ حق کی زباں مصطفےٰ

آپ کی ذات پر کیا نبی ، کیا ولی
دل سے شیدا ہے ربِّ جہاں مصطفےٰ

آسماں ، کہکشاں ، چاند ، سورج ، زمیں
آپ کے ہیں سبھی مدح خواں مصطفےٰ

جیسی خوشبو پسینے میں ہے آپ کے
مشک میں ایسی بو ہے کہاں مصطفےٰ ؟

دم بہ دم اُن کی رحمت سے ہیں فیضیاب
''کس قدر ہم پہ ہیں مہرباں مصطفےٰ''

کیجئے لطف اپنا وفاؔ پر کہ یہ
نعت لکھنے میں ہو کامراں مصطفےٰ

☆☆

حیات اپنی دیں گے خوشی سے مٹا ہم
کریں گے مگر شاہِ دیں سے وفا ہم

شہِ دو جہاں ہوں گے جب ہم سے راضی
تو پائیں گے بے شک خدا کی رضا ہم

ہمیں ناز ہوگا مقدر پہ اپنے
بنیں گے مدینے کا جس دم گدا ہم

یہ احسان ہے ہم پہ شاہِ اُمم کا
انہیں سے ہیں پائے کتابِ خدا ہم

اندھیرے میں بھی راہِ دیں دیکھتے ہیں
نظر میں بسائے ہیں اُن کی ضیا ہم

اطاعت کریں گے جب اُن کی جہاں میں
تو کوثر کا لیں گے یقیناً مزا ہم

خدا اور اُس کے نبی ہیں ہمارے
کریں کیوں کسی اور کا آسرا ہم

جب آئے زمانے میں شاہِ مدینہ
ہوئے دینِ حق سے وفا آشنا ہم

☆☆

کیوں لبھائے نہ زمانے کو نظامِ طیبہ
کم کہاں خلدِ بریں سے ہے مقامِ طیبہ

شان اُس جائے مقدس کی ہے کچھ اتنی عظیم
اہلِ افلاک لیا کرتے ہیں نامِ طیبہ

یوں تو ہر لمحہ وہاں کا ہے ستاروں سے حسیں
قابلِ دید مگر ہوتی ہے شامِ طیبہ

جامِ جم کی بھی نہیں ہوتی ہے خواہش اُس کو
جس کو مل جاتا مقدر سے ہے جامِ طیبہ

فخر ہے اُن کو غلامی پہ وہاں کی اپنی
شوق سلطانی نہیں رکھتے غلامِ طیبہ

تھام لیں دین کا دامن ہے بھلائی اس میں
اہلِ دنیا کے لئے ہے یہ پیامِ طیبہ

جب کوئی پوچھے ہے بنتا ہے کہاں بگڑا نصیب؟
بے دھڑک لب پہ وفاؔ آتا ہے نامِ طیبہ

☆☆

بڑا پیغمبروں میں سب سے پیغمبر سمجھتے ہیں
محمدؐ کو خدا کے دین کا سرور سمجھتے ہیں

شہِ طیبہ کی کرتے ہیں نبی سارے ثنا خوانی
فدا جس پر ہے رب اُن کو وہی پیکر سمجھتے ہیں

منور ہیں مدینے کی ضیا سے دونوں عالم یہ
ہم اُن کے آستاں کو نور کا مصدر سمجھتے ہیں

فرشتے حاضری آ کر وہاں دیتے ہیں گردوں سے
مقدس ہم ہر اک در سے نبی کا در سمجھتے ہیں

جہاں بھی دیکھ لے یہ خوبیِ سرکارِ دو عالم
کہ اُن کی گفتگوئے پاک تو کنکر سمجھتے ہیں

قیامت میں ہماری ہوگی بخشش اُن کے صدقے میں
ہم اپنے مصطفےٰ کو شافعِ محشر سمجھتے ہیں

نظر میں رکھ کے جو حدِ رسالت لکھتے ہیں واعظ
انہیں کو اصل میں ہم نعت گو بہتر سمجھتے ہیں

گہر سے لعل سے بھی اے وفاؔ ہم اس زمانے کے
نبی کے صدقۂ اکرام کو بڑھ کر سمجھتے ہیں

☆☆

دل میں مرے نبی کی عقیدت بسی رہے
یہ شمع جو جلی ہے ہمیشہ جلی رہے

یادِ شہِ اُمم میں ہی گزرے یہ زندگی
لب پر ہمارے ہر گھڑی نام نبی رہے

جس کو طلب ہے اُس کو ملے رونقِ جہاں
یارب مرے نصیب میں اُن کی گلی رہے

صدقے میں شاہ دیں کے ملی ہے یہ کائنات
کیسے نہ اُن پہ صدقے مری زندگی رہے

تاریکیوں پہ چھا گیا آکر یہاں جو نور
اس کی ضیا نگاہ میں ہردم بسی رہے

دامن نبی کا تھامو کروں اُن کی پیروی
تاکہ تمہارے قدموں پہ دنیا جھکی رہے

محشر کے روز اُن کی شفاعت ملے ہمیں
اُن کے کرم کی بس ردا سر پر تنی رہے

پڑھتے رہو درود شہِ دیں پہ تم وفاؔ
الفت سے اُن کی دل نہیں خالی کبھی رہے

☆☆

پیا ہے عشق کا جس دن سے پیمانہ محمدؐ کا
جڑا ہے زندگی سے اپنی میخانہ محمدؐ کا

لبھائے گی بھلا کیسے اِسے یہ رونقِ دنیا
ہمارا دل تو ہے یہ دل سے دیوانہ محمدؐ کا

اجالا تیرگی کفر میں ہرسو ہوا ثابت
ضیائے دین بن کے دہر میں آنا محمدؐ کا

فلک سے حسن اِس کا دیکھ کر رضوان کہتے ہیں
حسیں کچھ کم نہیں جنت سے کاشانہ محمدؐ کا

تجمل اور اُن کی برتری دیکھی زمانے نے
ہوا معراج میں جب عرش پہ جانا محمدؐ کا

حدیث اور دیکھ لے پڑھ کر کلامِ پاک یہ کوئی
وہی فرمانِ رب ہیں جو ہے فرمانا محمدؐ کا

تلطف کے لئے ان کے جہاں میں اپنے تو اپنے
ادا کرتے ہیں دل سے غیر شکرانہ محمدؐ کا

رواں ہے بحرِ رحمت جس جگہ سے دونوں عالم میں
وہ ہے شہرِ مدینہ میں وفاؔ ، خانہ محمدؐ کا

☆☆

جس پہ اللہ بھی شیدا ہے وہ جلوہ دیکھوں
اور اک بار تمنا ہے مدینہ دیکھوں

مجھ پہ بھی کیجئے اک نظر عنایت آقا
اپنی حسرت کا میں ساحل پہ سفینہ دیکھوں

یا نبی آپ کی چوکھٹ پہ پہنچ کر میں بھی
اوج پر اپنے مقدر کا ستارا دیکھوں

مانگتے نور کی خیرات ہیں قدسی بھی جہاں
مسجدِ نبوی میں وہ آپ کا روضہ دیکھوں

رحمتِ یزداں جہاں ہوتی ہے نازل ہردم
روح پرور میں وہ منظر وہ نظارا دیکھوں

دونوں عالم میں بہا کرتے ہیں دھارے جس کے
آپ کے فیض کا سرکار وہ دریا دیکھوں

جس کے دیدار سے تھکتی نہیں چشمِ رضواں
میں بھی تعظیم سے وہ گنبدِ خضریٰ دیکھوں

ایسی لکھوا دے وفؔا سے تو خدایا میرے
اہلِ عالم کو حسیں نعت یہ پڑھتا دیکھوں

☆☆

دل میں جب الفتِ سرکار اتر جاتی ہے
''ایسا ہوتا ہے تو تقدیر سنور جاتی ہے''

پیکرِ خلد ابھر آتی ہے دل کے اندر
مسجدِ نبوی پہ جس وقت نظر جاتی ہے

سب سے ہوتی ہے وہی عمر کی انمول گھڑی
در پہ جو شاہِ مدینہ کے گزر جاتی ہے

قابلِ دید وہاں کا ہے ہر اک پل لیکن
صبحِ طیبہ پہ نظر جاکے ٹھہر جاتی ہے

اُن کی رفعت کی کہاں کوئی بھی حد ہے واعظ
ہر بلندی شہِ کونین کے گھر جاتی ہے

جس کو حاصل ہے زمانے میں عنایاتِ نبی
وہ جہاں بھی ہو عطا رب کی اُدھر جاتی ہے

دل میں ہے خواہشِ فردوس اگر تم کو وفاؔ
چلنا اُس پر جو مدینے کو ڈگر جاتی ہے

☆☆

جو دل سے محمد کا ثنا خوان بہت ہے
وہ عالمِ اللہ میں ذیشان بہت ہے

کیا کیا نہ ہمیں اُن کی بدولت ہوا حاصل
ہم پر شہِ کونین کا احسان بہت ہے

اسباب نہیں چاہیے عشاق نبیؐ کو
اُن کے لئے تو دولتِ ایمان بہت ہے

سرکارِ مدینہ کی محبت کے عوض میں
مولیٰ نے ہمیں بخشی ہے وہ شان بہت ہے

جو زیست میں کرتا نہیں تقلیدِ محمدؐ
در اصل وہی آدمی نادان بہت ہے

معراج کی بس ان کو سعادت ہوئی حاصل
سرکار کے رتبے کی یہ پہچان بہت ہے

رکھے گی بہرحال یہ طیبہ سے تعلق
سرکار کی امت میں ابھی جان بہت ہے

مولیٰ کرے اک روز وفاؔ کو وہ بلا لیں
جانے کا مدینہ مجھے ارمان بہت ہے

☆☆

جہاں دیکھ لے اُن کی توقیر و عظمت
محمدؐ کی کرتا ہے اللہ مدحت

کتاب حیات اُن کی پڑھ لے زمانہ
نظر دین کی اس میں آتی ہے صورت

شہِ دو جہاں ، رحمتِ دو جہاں ہیں
ہر اک شے پہ ہے اُن کا پرتوئے رحمت

کہاں اُن کے جیسا ہے نبیوں میں کوئی
حبیبِ خدا تو ہیں فخرِ نبوت

وہ عرشِ شریعت کے ہیں ماہ و اختر
جو پائے شہنشاہِ طیبہ کی صحبت

وہی جنتی ہیں یہ کہتا ہے قرآں
جو کرتے ہیں دنیا میں تقلیدِ سنت

خدا بخش دے گا ہماری خطائیں
یقیں ہیں ہمیں شاہ دیں کی بدولت

وفاؔ نعت گوئی کے صدقے میں لاریب
کریں گے شہِ دیں تمہاری شفاعت

☆☆

تو خدا کے بعد افضل تو ہی فخرِ دو جہاں ہے
ترا ثانی اے محمدؐ کوئی دوسرا کہاں ہے

ترے نور سے ہیں روشن شہِ دیں یہ دونوں عالم
تو جمالِ عرشِ اعظم تو ہی حسنِ کن فکاں ہے

تو ہی ہے قسیم و کوثر ، تو ہی ہے شفیعِ محشر
شہِ دیں کتاب حق میں تری مدح بھی بیاں ہے

تو ہے محسنِ زمانہ ترا ہم پہ ہے کرم یہ
ہمیں تیری ہی بدولت ملا یہ حسیں جہاں ہے

یہاں آئے عیسیٰ موسیٰ ہیں خلیل اور یوسف
ترے جیسے مرتبے کا کوئی ان میں بھی کہاں ہے

ملی کب اسے ہے منزل کبھی اے نبی اعظم
ہٹا راستے سے تیرے یہاں جو بھی کارواں ہے

ترا حکم جب ہوا تو پڑھا کنکروں نے کلمہ
ترے جیسا اس جہاں میں کہاں کوئی حکمراں ہے

ہو نگاہ لطف تیری تو وفاؔ بھی آئے طیبہ
مجھے دیکھنے کی حسرت ترا پاک آستاں ہے

☆☆

چھٹی گمراہی کی ظلمت شہِ طیبہ کے آنے پر
تسلط نورِ حق کا ہوگیا قائم زمانے پر

چلو اے مومنو! اس گنبدِ خضریٰ کے سائے میں
سدا رحمت برستی ہے نبیؐ کے آستانے پر

ہماری آرزوئے زندگی کو مل گئی منزل
حریمِ دل میں اپنے عشقِ شاہِ دیں بسانے پر

مٹا کر زندگی اپنی کیا اسلام کو زندہ
نچھاور ہے ہماری جاں محمدؐ کے گھرانے پر

ذرا اجمیر چل کر دیکھئے یہ شان خواجہ کی
دوانہ ہے جہاں سارا محمدؐ کے دوانے پر

ملا دیں گے ارادہ خاک میں ان باطلوں کے ہم
تلے ہیں دینِ شاہِ انبیاء کے جو مٹانے پر

کرم فرمائے گا ہم پر خدائے دو جہاں لیکن
نبی کے دین کے سانچے میں بس ڈھل کر دکھانے پر

اگر ہم آج بھی دل سے کریں تقلیدِ سرور تو
حکومت ہوگی اپنی اے وفا سارے زمانے پر

نعتیہ قطعات

فلک کاغذ ، قلم جبریل کا پر ، روشنائی بحر
مگر ممکن نہیں توصیفِ شاہِ انبیاء لکھنا
ذرا سی چوک ہو تو باعثِ شرمندگی ہوگی
سنبھلنا اے وفا جب تم بھی نعتِ مصطفےٰ لکھنا

تمام اہلِ قلم یہ مانتے ہیں ، سرورِ کونین
کہاں تک رکھتے ہیں رفعت کوئی بھی لکھ نہیں سکتا
مکمل نام کے ان کی ثنا خوانی الگ رکھئے
فقط اک میم کی مدحت کوئی بھی لکھ نہیں سکتا

قرآن کا ہے آئینہ کردار مصطفےٰ
توقیر ہر نبی سے ہے بڑھ کر حضور کی
اُن کے درِ عظیم پہ آٹھوں پہر جناب
خیرات مانگتے ہیں فرشتے بھی نور کی

نبی یوں تو ہزاروں دہر میں تشریف لے آئے
مگر اُن میں کہاں کوئی شہِ لولاک جیسا ہے
طلب گارِ محمدؐ تو خدائے پاک ہے واعظ
کہاں کونین میں کوئی رسولِ پاک جیسا ہے

اہلِ فلک ، اہلِ زمیں یہ مانتے ہیں سب
بے مثل شاہِ طیبہ کی ذات کریم ہے
جس دن وہ جلوہ گر ہوئے بی آمنہ کے گھر
وہ دن ہر ایک دن سے جہاں میں عظیم ہے

تمنا پاس سے جب دیکھنے کی بڑھ گئی حد سے
وفا معراج کا پیغام حق آیا محمدؐ کو
زمیں پر بھیج کر جبریل کو عرشِ معلیٰ پر
بہت ہی شان سے مولیٰ نے بلوایا محمدؐ کو

مناظر شہرِ آقا کے کچھ ایسے جچتے ہیں اُن کو
کہ اُن سے اپنی الفت کا وہ رشتہ جوڑ آتے ہیں
مدینہ جو بھی جاتے ہیں پلٹ آتے تو ہیں یارو
مگر دل کوچۂ سرور میں اپنا چھوڑ آتے ہیں

دل کو مرے دوانہ جو اپنا بنا سکے
وہ حسن ہے کہاں کسی گلشن کے پھول میں
میں عاشقِ نبیؐ ہوں تمنا ہے یہ مری
گزرے تمام عمر یہ قدمِ رسول میں

دنیا کی رونقوں کی طلب چھوڑیئے جناب
دل میں اگر ہے آپ کے الفت رسولؐ کی
جھک جائے گا جہان یہ قدموں میں آپ کے
اپنایئے حیات میں سیرت رسولؐ کی

اللہ رے یہ شاہِ مدینہ کا مرتبہ
صدقے ہیں اُن پہ غوث بھی خواجہ بھی ہیں نثار
اس فخرِ کائنات کی ذاتِ کریم پر
یوسفؑ، خلیلؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ بھی ہیں نثار

قربان جائے کیوں نہ شہِ انبیاء پہ دل
جب آئے وہ تو نقشۂ دنیا بدل گیا
تاریکیاں روپوش ہوئیں کفر و شرک کی
پھیلی جب اس جہان میں تنویرِ مصطفےٰ

شہرت ، وقار ، قدر ہوئی زیست میں نصیب
ہوتی تھی اُن پہ بارشِ رحمت بھی صبح و شام
عشقِ نبی کی دین ہے کہ اس جہان میں
ہے آج ہر زبان پہ احمد رضا کا نام

مکہ بھی میں نے دیکھا ہے شہرِ رسول بھی
اس زندگی میں دوستو جاکر نصیب سے
آتے ہیں عرش والے جسے دیکھنے یہاں
وہ گھر نبی کا دیکھا ہے میں نے قریب سے

کتاب دیں میں پڑھا لا الہ الااللہ
ہر اک نبی نے کہا لا الہ الااللہ
جہاں میں اولیاء تشریف جتنے لے آئے
سبق یہ سب نے دیا لا الہ الااللہ

فرشتے بھی اسی دیوانے پر جاتے تصدق ہیں
حیات اپنی جو شاہ دو جہاں پر وار دیتا ہے
تمازت دھوپ کی کرتی نہیں اس پر اثر کوئی
کرم کا اپنے ان کو مصطفےٰ گلزار دیتا ہے

جہاں بھی دیکھ لے کتنا حسیں یہ طور ہے اپنا
ادب کے سانچے میں ڈھل کر زباں سے کام لیتے ہیں
شروع کرنے سے پہلے کام کوئی زندگانی میں
خدا کے بعد ہم پیارے نبی کا نام لیتے ہیں

آنکھوں میں جھانکو یا پھر چیر کے سینہ دیکھو
عکسِ کعبہ تو کبھی عکسِ مدینہ دیکھو
اے امیرانِ جہاں تم سے ہے بہتر یہ غریب
دل میں ہے عشقِ محمدؐ کا خزینہ دیکھو

جہاں سے دولتِ اکرام بٹتی ہے دو عالم میں
وہ ارضِ پاک بھی اور وہ خزینہ دیکھ آئے ہیں
نہ کیسے ناز ہو اُن کو مقدر پر وفا اپنے
نظر سے جا کے جو شہرِ مدینہ دیکھ آئے ہیں

مزین دل رہے میرا سدا عشقِ محمدؐ سے
بسا جس میں رہے طیبہ مجھے ایسی نظر دیدے
مرے معبود تجھ سے باادب ہے التجا میری
مجھے حسان سا تو نعت لکھنے کا ہنر دیدے

جمال ایسا خدا نے اس درِ اقدس کو بخشا ہے
نظارا کرتے ہیں مہتاب اور اختر مدینے کا
اٹھاتا ہوں قلم میں جب نبی کی نعت لکھنے کو
چلا آتا ہے میری آنکھ میں منظر مدینے کا

حمدیہ رباعیات

ہر سمت اجالا ہی اجالا چھایا
کافور ہوا کفر کا تیرہ سایا
جب رہبرِ اعظم شہِ طیبہ آئے
جینے کا زمانے کو قرینہ آیا

دنیا اسے سمجھے نہ کہانی کوئی
ہے سرورِ دیں سا نہیں دانی کوئی
سب پر ہے تنی اُن کی ردائے رحمت
محبوب خدا کا نہیں ثانی کوئی

کیسے نہ کریں دل سے ہم اُن کی تکریم
بھولیں گے نہیں اُن کا یہ احسانِ عظیم
ہم کفر کی ظلمت میں بھٹکتے اب تک
لاتے نہ محمدؐ جو یہ قرآنِ کریم

صدقے درِ آقا پہ ہیں ماہ و اختر
جھکتے ہیں سلاطین بھی اُن کے در پر
کردیں وہ اگر نظرِ عنایت اپنی
بن جائے حریفِ مہ و انجم پتھر

اس جائے مقدس کی ہے کیا شان عجیب
بنتا درِ سرکار پہ ہے بگڑا نصیب
بٹتا ہے وہاں صدقۂ حسنین وفا
دن رات حسیں روضۂ آقا کے قریب

ہے دینِ خدا کیا یہ بتانے آئے
وہ راہِ بقا ہم کو دکھانے آئے
وقت آیا تو سرکار مدینہ واعظ
دنیا کو تباہی سے بچانے آئے

جاگیر انہیں دیدے خزینہ دیدے
جو چاہتے ہیں ان کو نگینہ دیدے
تجھ سے مرے مولیٰ ہے گزارش اتنی
ان آنکھوں کو دیدار مدینہ دیدے

تم دامنِ دل پہ نصیحت لے لو
اعمال کرو نیک اور جنت لے لو
احکام الٰہی کا مقلد بن کر
لطفِ شہِ کونین کی دولت لے لو

نگراں ہمارا ہوگا بہرگام خدا
ہوگی نہ تو ہم پر کبھی یلغارِ بلا
جھک جائے گی دنیا یہ ہمارے آگے
ہم تھام لیں گر دامنِ سرکار وفا

نبیوں میں بڑی سب سے ہے عظمت ان کی
قرآن بیاں کرتا ہے مدحت ان کی
سرکار کو بخشی ہے یہ شوکت رب نے
وہ ساقیِ کوثر ہیں ، ہے جنت ان کی

نعتیہ دوہے

رتبے پر کیسے نہ ہو ، ان کے دل قربان
بعدِ مولیٰ ہے بڑی پیارے نبیؐ کی شان

نورِ حق کا چشمہ تو رب کے ہیں دلدار
ماہ و انجم کرتے ہیں ان سے طلب انوار

دینِ حق کا دیکھ یہ قائل ہوا سنسار
کالی کملی والا ہے نبیوں کا سردار

انبیا کیا ہیں، قدسی کیا، جن ہیں کیا، کیا انسان
بھیجے ہے درود اُن پر تو ہر اک پل رحمان

ہوتی ہے جس بزم میں شاہ اُمم کی بات
اس پر مولیٰ کرتا ہے رحمت کی برسات

کرتی ہے اس بات کی دنیا بھی اقرار
درپن تو دین کا ہے آقا کا کردار

کہتے ہیں یہ انبیاء کہتا ہے قرآن
جس کے آقا ہوگئے اس کا ہوا رحمان

کیسے نہ اُن پہ واریں ہم جاں اپنی سو بار
ان کے صدقے میں ملا ہم کو یہ سنار

پیارے آقا دیتے ہیں سن لو یہ پیغام
جس سے رب ناراض ہو مت کرنا وہ کام

ہارے گا اس شخص سے ہر بازی شیطان
جس کے دل میں نقش ہو آقا کا فرمان

انسانوں سے کرتے ہیں جو بھی دل سے پیار
ان پر ہی تو کرتے ہیں شاہِ اُمم اپکار

ماں اور باپ کی اپنے جو دل سے کریں گے قدر
جامِ کوثر پائیں گے وہ لوگ بروزِ حشر

نعتیہ ماہئے

رحمت کے خزینہ ہیں
بعدِ خدا افضل
سرکارِ مدینہ ہیں

تنویرِ شریعت ہیں
دہر میں آقا تو
سب کے لئے رحمت ہیں

اعلیٰ ہے بہت ان کی شان
مدحِ نبی ہر پل
کرتا ہے وفا رحمان

باطل کا بھی توڑا زعم
پیار سے آقا نے
پتھر کو بنایا موم

تم دل سے کرو الفت
شاہ مدینہ سے
رب دے گا تمہیں جنت

ہر گز نہ بدلنا تو
دینِ محمدؐ پر
اس دنیا میں چلنا تو

وہ دین کی عظمت ہیں
شافعِ محشر تو
خورشید رسالت ہیں

قرآن یہ کہتا ہے
نبیوں میں اعلیٰ تو
سرکار کا رتبہ ہے

یزداں کے ہیں وہ دلدار
شیشہ ہے قرآں کا
آقا کا مرے کردار

یا رب یہ گہر دیدے
نعت محمد کی
لکھنے کا ہنر دیدے

سوانحی خاکہ

نام : عبدالواحد
قلمی نام : ذیشانؔ متھراوی
والدِ محترم : محمد نورالدین (مرحوم)
تاریخِ پیدائش : ۱۱ر جنوری ۱۹۸۰ء
جائے پیدائش : راجہ بازار (کلکتہ)
آبائی وطن : متھرا (اتر پردیش)
آغازِ شاعری : ۱۹۹۳ء
تعلیم : حفظِ قرآن، مولوی
مستقل پتہ : 30 نندو گھوش روڈ، کافور گلی،
پیلخانہ، ہوڑہ۔1 (مغربی بنگال)
موبائیل نمبر : 9800006135

ذیشانی متھراوی کی نعت گوئی

عصر حاضر میں مذہبی جلسوں کے حوالے سے، اپنے ہم عصروں میں ذیشان متھراوی کافی مقبول اور از حد معروف شاعر ہیں۔ ان کی زبردست مقبولیت، ان کی فطانتِ دیدنی کی دلیل ہے۔ حمد، نعت اور منقبت کہنے میں ذیشان متھراوی اپنی مثال آپ ہیں۔ ویسے تو انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو وقتاً فوقتاً غزلیں کہہ لیتے ہیں مگر ان کا میلانِ طبع، حمد، نعت اور منقبت کی طرف زیادہ ہے۔ ٹھہریئے! اگر میں یہ کہوں کہ موصوف سب سے زیادہ نعتِ شہِ لولاک ہی کہتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ میری اس بات کا بین ثبوت ہے اور وہ ہے عقیدت سے لبریز ان کا یہ شعر، ملاحظہ کریں:

جو بعدِ خدا مانے شہِ دیں ہی کو سب کچھ
دنیا میں اسی کا تو ہے ایمان مکمل

غور کیجیے! جس کا ایمان یہ ہو کہ خدائے لم یزل کے بعد، سب کچھ رسول عربی ہیں تو وہ بھلا تواتر سے نعتِ نبی کیوں نہ کہے گا۔ یہی سبب ہے کہ ذیشان متھراوی، عقیدت سے، دل سے اور تواتر سے نعتِ سرکار کہتے بھی ہیں اور بڑے پیارے انداز میں پڑھتے بھی ہیں۔ اس طرح پڑھتے ہیں کہ ساری محفل جھوم اٹھتی ہے اور دیر تک ''سبحان اللہ، سبحان اللہ'' کا نعرہ بلند کرتی رہتی ہے۔ ان کی آواز میں بہت دم ہے۔ اس طرح سے وہ مصرعوں کو تانتے (کھینچ کر پڑھتے ہیں) ہیں کہ کوئی دوسرا تانے تو دم نکل جائے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ وصفِ خاص، خدائے برتر نے ان ہی کو بخشا ہے۔ میری باتوں سے یہ مطلب قطعی نہ نکالا جائے کہ ذیشان متھراوی کی صرف آواز ہی میں دم ہے بلکہ ان کے شعروں میں بھی بہت دم ہے۔ ان کے محولۂ بالا شعر ہی کو پیش نظر رکھیں اور غور کریں تو پتہ چلے کہ انہوں نے ایک بڑی صداقت کو عام فہم لفظوں کا سہارا لیتے ہوئے، سلیس زبان میں انتہائی شائستگی اور سادگی سے اجاگر کیا ہے کہ جو سنے، واہ! کہے اور پھر از خود، شاعر کے مداحوں میں شامل ہو جائے۔

ذیشان متھراوی، ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ انہوں نے متذکرہ بالا شعر یوں ہی نہیں کہا ہے دل سے کہا ہے، انہیں اس بات پر مکمل ایمان ہے کہ خدا کے بعد، سب کچھ رسول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ایمان مکمل ہے اور جس کا ایمان مکمل ہوتا ہے، ان کے اوصاف حمیدہ کا کوئی شمار نہیں ہوتا۔ ذیشان متھراوی کے بھی اوصاف حمیدہ کا کوئی شمار نہیں ہے۔ شریف النفسی ان میں کوٹ کوٹ

کر بھری ہوئی ہے۔ ان کی دیانت داری اور حسن معاملگی کے چرچے عام ہیں۔ ان کی نرم دلی، دردمندی اور انسانیت نوازی کا ہر کوئی معترف ہے۔ ان کی متانت، خاکساری اور بردباری کے قائل، عوام الناس ہیں۔ ان کے جذبۂ درگزری اور صلۂ رحمی کے گواہ دشمن بھی ہیں۔ ان کی کشادہ دلی، دریا دلی اور سخاوت کا ثنا خواں، ہر کوئی (دوست وعدو) ہے۔ میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ جو ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہو تو، وہ اگر نعتِ رسول کہے گا تو عشق رسول میں ڈوب ہی کر کہے گا اور جو نعت، عشقِ رسول میں ڈوب کر کہی جائے، اس پر داد نہ ملے، قارئین پڑھیں اور ان کا ایمان تازہ نہ ہو، سامعین سنیں اور تڑپیں نہیں، ناممکن۔ ذیشان متھراوی ہر راسخ العقیدہ مسلمان کی طرح، رسولِ خدا سے بے پناہ عشق کرتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ انہیں فیضان سرور کائنات حاصل ہے۔ یہ فیضانِ سرورِ کائنات نہیں تو اور کیا ہے۔ ذیشان متھراوی کی نعتیں، نہ صرف دل کو چھوتی ہیں بلکہ قلب کو گرماتی بھی ہیں اور روح کو تڑپاتی بھی ہیں۔ سچ پوچھئے تو انہیں نعتِ سید ابرار کہنے کا نہ صرف سلیقہ حاصل ہے بلکہ ملکہ حاصل ہے۔ ذیشان متھراوی کی ایک شاہکار اور مقبول نعتِ پاک کے چار مصرعے ملاحظہ کریں:

میں نذر کروں جان و جگر کیسا لگے گا
رکھ دوں درِ سرکار پہ سر کیسا لگے گا
بن گنبدِ خضریٰ کے رہوں خلد میں کیسے
رہنا تو مقدر ہے مگر کیسا لگے گا

ان چار مصرعوں میں جہاں عقیدت کی بلندی نظر آرہی ہے، وہیں ایمان کی تازگی بھی جلوہ گر ہے۔ اولین دو مصرعوں میں عاشقِ رسول، درِ محبوب خدا پہنچ کر اپنی جان نذرِ سرکار کر کے یہ دیکھنا چاہ رہا ہے کہ کیسی لذت آفریں کیفیات سے آشنا ہو رہا ہے، اس کے ذہن، دل، دماغ، کن کیف آور احساسات سے دوچار ہو رہے ہیں۔ ان کیف آور احساسات میں کافی سکون اور راحت ہے کہ جنت میں رہنا تو مقدر ہے مگر یقین جانئے، گنبد خضریٰ کے بغیر جنت میں دل کو لگانا بہت مشکل ہے۔ کاش! مالکِ گنبدِ خضریٰ کے ساتھ ساتھ، گنبدِ خضریٰ بھی ہوتا تو کتنا مزہ آتا۔ چوتھے مصرعے کا پہلا ٹکڑا 'رہنا تو مقدر ہے' سے ایمان کی پختگی جھلکتی ہے۔ یہ بات ہر کس و ناکس کہہ ہی نہیں سکتا۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کا عقیدہ راسخ ہو، جو سچا مسلمان ہو جو شہنشاہ مدینہ پر اپنی جان چھڑکتا ہو۔ یہ تمام باتیں شاعر موصوف میں پنہاں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق، بے پناہ تڑپ اور گہری وابستگی دیکھنا ہے تو ذیشان متھراوی کا یہ دلپذیر شعر دیکھیں:

تب تک درِ آقاؐ پہ پڑا رہنے دو مجھ کو
جب تک نہ نکل جائے مری جان مکمل

ہر چند کہ شعر، بالکل سادہ ہے۔ الفاظ بھی سادہ ہیں البتہ مصرعے رواں ہیں مگر جو چیز اس شعر کو خصوصیت عطا کر رہی ہے وہ ہے آقاؐ کے تئیں گہری وابستگی۔ یہی گہری وابستگی، شاعر کو درِ آقاؐ سے جیتے جی ہٹنے نہیں دے رہی ہے۔ یہ شعر فصاحت و بلاغت سے عاری ہوتے ہوئے بھی بہت بھاری ہے اور یہ بات اعجاز سے کم نہیں ہے۔

اجماع امم ہے کہ حمد باری تعالیٰ کہنا، جس قدر آسان ہے، نعتِ رسول کہنا اسی قدر مشکل ہے۔ سنبھل سنبھل کر، نعتِ سرکار کہنے کی ضرورت ہے۔ مرتبۂ رسول کو حد سے زیادہ نہ بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ گھٹایا جا سکتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں ایمان کے جانے کا خطرہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ کائنات، رب نے رسولؐ کے لئے بنائی۔ وہیں یہ بھی سچ ہے کہ رب نے اپنے نور سے رسول کو بھی پیدا کیا اور ڈھیر سارے محیر العقول اختیارات، خدائے کائنات نے سرورِ کائنات کو عطا کئے جیسے انگلی کے ایک اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا، کنکریوں سے کلمہ پڑھوانا، بیماروں کو شفا بخش دینا، گدا کو شاہ بنا دینا اور مردوں میں جان ڈال دینا۔ ان سب باتوں کے باوجود خدا، خدا ہے اور رسول، رسول ہیں۔ نعتِ رسولؐ کہتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا لازمی ہے۔ ذیشان متھراوی ان باتوں کا خوب لحاظ رکھتے ہیں، انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ سنبھل سنبھل کر نعتِ حبیبِ خدا رقم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ اشعار میں غلو، اشکال اور ابہام نہیں پایا جاتا ہے۔ موصوف بڑی آسانی سے اور کافی روانی سے نعتِ رسولؐ کہتے ہیں۔ ان کی نعتِ پاک میں ایک خاص وصف یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ اس کی قرأت، بڑی سہل ہوتی ہے، اتنی سہل کہ پڑھتے ہی، وہ قاری کی زبان پر چڑھ جاتی ہے اور ذہن نشیں ہو جایا کرتی ہے۔ محولہ بالا شعر ہی کو پڑھ کر دیکھا جائے، میری باتوں کی تصدیق ہو جائے گی۔ ان دونوں مصرعوں میں ایک بھی لفظ ''ثقیل'' نہیں ہے۔ لفظ ''آقا'' میں جو ''قاف'' (ق) ہے اسے حلق سے ادا کرنا، امر مشکل نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ دونوں مصرعوں کی قرأت بالکل سہل ہے نیز دونوں مصرعے کافی رواں بھی ہیں۔ پڑھتے ہی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اور ذہن نشیں بھی ہو جاتے ہیں اور خیال اس قدر حسین ہے کہ ذہن سے محو ہو ہی نہیں سکتا۔

جیسا کہ اولین سطور بالا میں کہا گیا ہے کہ جس شخص کے دل میں عشقِ نبیؐ جاگزیں نہیں، وہ شخص نعتیہ شاعری میں نام پیدا کر ہی نہیں سکتا۔ ذیشان متھراوی کامیاب نعت گو شاعر ہیں جبھی تو وہ ملک گیر سطح پر شہرت بھی رکھتے ہیں اور مقبولیت بھی۔ موصوف ملک کے الگ الگ صوبوں میں مذہبی جلسوں میں بہ غرضِ شرکت، بہ حیثیت نعت گو شاعر، نہ صرف راجدھانی اکسپریس بلکہ بذریعہ ہوائی جہاز بلائے جاتے ہیں اور بطور نذرانہ خطیر رقم سے نوازے بھی جاتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ عشقِ نبیؐ، ان کے دل میں جاگزیں ہے۔ یہ احساس صرف مجھے ہی نہیں ہے بلکہ شاعر موصوف کو بھی ہے۔ دیکھیے! فرماتے ہیں:

میں کہاں ذیشان، وصفِ سید عالم کہاں!
نعت لکھواتی ہے مجھ سے عاشقی سرکارؐ کی

یقیناً عشقِ رسولؐ ہی ان سے نعت لکھواتا ہے۔ نبیؐ سے انہیں گہری انسیت ہے۔ جبھی تو موصوف گنبدِ خضریٰ کے تعلق سے کس قدر کھرا لگتی بات کہتے ہیں، ملاحظہ کریں اور سرکار کے تئیں ان کی عقیدتِ خاص کو داد دیں:

تمہارے سامنے ہوگا کبھی جب گنبدِ خضریٰ
نظر جم جائے گی اس پر ہٹانا بھول جاؤ گے

اس بات کی صداقت سے انکار ناممکن ہے۔ ہر حاجی کا بیان ہے جیسے ہی گنبدِ خضریٰ پر پہلی نظر پڑتی ہے چشم اشکبار ہوجایا کرتی ہے۔ نظر جم جایا کرتی ہے، ہٹنے کا نام نہیں لیتی ہے۔ ذیشان متھراوی، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ گئے بغیر، تصور کی نظر سے گنبدِ خضریٰ کا نظارہ کرنے کے بعد، اپنے قیمتی اور کیف انگیز احساس کو سادہ لفظوں کا ایسا حسین جامہ پہناتے ہیں کہ قارئین اور سامعین دونوں عش عش کہہ اٹھتے ہیں۔ غور کیجئے! تو پتہ چلے گا کہ ان کا مشاہدہ ازحد تیز ہے، وہ بھی ایسا مشاہدہ جو انہوں نے تصور کی نظر سے کیا ہو، واقعی یہ تو کمال ہے۔

نعتیہ اشعار کہنے کے ہنر سے ذیشان متھراوی کماحقہ، واقف ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک شعر میں حدیثِ رسول پیش کی ہے۔ فعل ''بھول جانا'' تین بار استعمال کیا ہے۔ پھر بھی شعر کا حسن جوں کا توں برقرار ہے اور سادگی اپنی جگہ، حدیثِ مصطفےٰؐ پر مبنی سادہ اور پیارا شعر ملاحظہ کریں:

حدیثِ مصطفےٰؐ ہے بھول جاؤ تم جو کوئی بات
درودِ پاک پڑھ لو بھول جانا بھول جاؤ گے

یہ شعر سادہ ہونے کے باوجود بہت حسین ہے۔ سبب یہی ہے کہ اسے آسانی سے مگر سلیقے سے کہا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس شعر میں قولِ محبوبِ خدا پنہاں ہے۔ ذیشان متھراوی کا عقیدت سے لبریز ایک اور خوبصورت شعر جو آپ کے دل کو چھو لے گا، ملاحظہ کریں:

در رسولؐ پہ جھک کر بڑی عقیدت سے
مری حیات مقدر تلاش کرتی ہے

جزوی تقابلِ ردیفین کے عیب سے صرف نظر، شعر انتہائی خوبصورت ہے۔ در رسولؐ پر حیات کا مقدر تلاش کرنا، خوب ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ہر حیات، مقدر لے کر آتی ہے پھر حیات کا مقدر تلاش کرنا کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ کیا متکلم کی حیات کا مقدر کھو گیا ہے؟ جی نہیں! مقدر کھو نہیں گیا ہے بلکہ سو گیا ہے یعنی بگڑ گیا ہے۔ اپنے بگڑے مقدر کو بنانے کے لئے، متکلم کی حیات بڑی عقیدت سے درِ رسول پر جھک کر استغاثہ پیش کر رہی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ "نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" وہ تو درِ رسولؐ ہے، وہ رسول جن کے لئے کائنات بنائی گئی ہے پھر ان کے در پر بگڑا ہوا مقدر نہ سنورے، ناممکن۔ شعرِ درج بالا پھر پڑھیئے! اور فطانتِ شاعر کو داد دیجئے!

ذیشان متھراوی، غزل کے فارم میں نعتیں کہی ہیں جو دلپذیر ہیں مگر ان کی وہ نعتیں زیادہ دلپذیر ہیں جو انہوں نے نظم کی صورت میں کہی ہیں کیونکہ ان میں مصرعوں کی تکرار سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پر کیف موسیقیت ابھر رہی ہو جو دل و دماغ کو ایمان افروز انبساط بخش رہی ہو۔ ان کی ایسی نعتیہ نظموں کی سلاست، بندش اور خوبصورت لفظوں کا انتخاب دیدنی ہوا کرتا ہے۔ "نبی، نبی، نبی، نبی" کی زمین پر بیشتر نعت گو شعراء نے نعتیہ نظم کہی ہے مگر اس زمین پر ذیشان متھراوی نے جو نعتیہ نظم کہی ہے وہ شاہکار ہو گئی ہے کیونکہ ان کی اس نعتیہ نظم کو ہندوستان میں دوسرے شاعروں کی بہ نسبت زیادہ شہرت ملی ہے۔ ان کی اس نظم کی ریکارڈنگ بھی ہوئی ہے، کیسٹ بھی تیار کیئے گئے ہیں۔ بہتیرے متشاعر نعت خواں حضرات ان کی متذکرہ بالا نظم کو اپنے نام سے پڑھ کر نام بھی کما رہے ہیں اور دولت بھی مگر جو اصلیت جان رہے ہیں، ان کی نظروں میں معتوب بھی ہو رہے ہیں۔ ایک متشاعر نے تو حد کر دی، ان کی اس نعتیہ نظم کو اپنے نام سے کیسٹ میں شامل کر لیا اور کتابچے کی صورت میں شائع بھی کر دیا۔ ان کی اسی شاہکار نعتیہ نظم کا مطلع ملاحظہ کریں اور جھوم اٹھیں:

چمن چمن کی دلکشی گلوں میں ہے وہ تازگی
ہے چاند جن سے شبنمی وہ کہکشاں کی روشنی
فضاؤں کی وہ راگنی ہواؤں کی وہ نغمگی
ہے کتنا پیارا نام بھی
نبی ، نبی ، نبی ، نبی

لفظوں کے دروبست کا کیا کہنا! مصرعوں کی سلاست دیدنی ہے۔ ہم قافیہ خوبصورت الفاظ سے جو ایمانی فضا تیار کی گئی ہے اور جس سے روح پرور اور ایمان افروز نغمگی، ہر جانب بکھرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے خوب ہے۔ جس قدر ستائش کی جائے، شاعر کی ہنرمندی کی، وہ کم ہے۔ مطلع ہی پڑھ کر (سن کر بھی) دل و دماغ معطر ہو گئے۔ اس نظم میں کئی بند ہیں، صرف ایک بند ملاحظہ کریں:

چلے جو قتل کو عمر کہا کسی نے روک کر
کہاں چلے ہو اور کدھر جلال کیوں ہے اس قدر
ذرا بہن کی لو خبر فدا ہے وہ رسول پر
وہ کہہ رہی ہے ہر گھڑی
نبی ، نبی ، نبی ، نبی

اس بند میں خوبصورت لفظوں کی زیبائش نہیں ہے تاہم قوامی، موسیقیت پیدا کر رہے ہیں اور مصرعوں کی روانی، کانوں میں رس گھول رہی ہے۔ یہ بند تلمیحی ہے، یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ذیشان متھراوی نے ایک تاریخی واقعہ کو انتہائی چابکدستی سے چند چھوٹے چھوٹے مصرعوں میں پرو دیا ہے جس کی پہلی قرأت ہی سے روح شاد ہو اٹھتی ہے اور دوسری قرأت سے یہ بند نہ صرف دل و دماغ کو تازگی عطا کرتا ہے بلکہ ذہن نشیں بھی ہو جاتا ہے۔ واقعی یہ ذیشان متھراوی کے اعجازِ خامہ ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ذیشان متھراوی کی تعلیم حفظِ قرآن اور مولوی ہی تک محدود ہے تاہم ان کا مطالعہ کافی وسیع ہے۔ شاعری کے رموز و نکات سے بڑی حد تک واقف ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کی شاعری میں فنی و عروضی اسقام شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ موصوف بہت باریک بینی سے شعر کہتے ہیں۔ اپنے اشعار پر، ناقدانہ نظر ڈالتے ہیں۔ کافی تراش و خراش کے بعد اپنے شعر کو قرطاسِ ابیض پر جگہ دیتے ہیں۔ ان کی ایک نعتِ پاک جو غزل کی صورت میں کہی گئی ہے اور

جس کی ردیف ''آنکھیں'' ہیں کے دوخوبصورت شعر ملاحظہ کریں:

کبھی نبیوں نے وحدت کی تجلی پائی ہے لیکن
خدا کو دیکھ آئیں احمدِ مختار کی آنکھیں
ابوبکر و عمر، عثماں، علی کی شان کیا کہنا!
نبیؐ کی دید سے روشن ہیں چاروں یار کی آنکھیں

سچ ہے، تجلیاتِ وحدت سارے انبیاء کے حصے میں آئی ہیں مگر شرف معراج فقط ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب عالم کو دیکھنے کی خواہش کی مگر افسوس! حسنِ ازل کی ایک جھلک کی تاب نہ لا سکے اور غش کھا کر گر پڑے۔ ہمارے آقاؐ نے معراج کی شب، رب عالم سے ملاقات بھی کی، دیکھا بھی اور گفتگو بھی کی۔ یہ توقیر، یہ عظمت، یہ شرف اور یہ مرتبہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔ غور کیجئے ان آنکھوں کا کیا عالم ہوگا، جن آنکھوں نے حسنِ ازل، سراپا روبرو دیکھا ہو۔ یقیناً وہ آنکھیں تقدس آمیز نور سے بھر گئی ہوں گی۔ ہمارے حضورؐ کی آنکھوں کا کیا کہنا اور جنہوں نے حضورؐ کی آنکھیں دیکھیں، ان آنکھوں کا بھی کیا کہنا! ان ہی باتوں کو ذیشان متھراوی نے اپنے دو شعروں میں اس قدر عمدگی سے پیش کیا ہے کہ مت پوچھئے۔ پڑھیئے، جھومیئے، ایمان افروز کیف محسوس کیجئے اور شاعر موصوف کو دل کھول کر داد دیجئے!

ذیشان متھراوی ذہین تو ہیں ہی، اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے مگر ساتھ ہی ساتھ صاحبِ مشاہدہ بھی غضب کے ہیں۔ اپنے تصور کی نظر سے وہ سب کچھ دیکھ لیتے ہیں جو ایک عام آدمی کے بس سے باہر ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ ان کے تصوراتی مشاہدے کافی تیز ہیں۔ ان کی ایک نعتیہ نظم کی ردیف ہے ''مدینہ''۔ اس نعتیہ نظم میں انہوں نے اپنے عشق، عقیدت اور محبت کا برملا استعمال کیا ہے۔ ان کی نظروں میں مدینہ کی کیا اہمیت ہے، اس کا ذکر انتہائی خوبصورتی اور سادگی سے کیا ہے۔ مطلع پیشِ خدمت ہے:

نگاہوں میں آٹھوں پہر ہے مدینہ
تصور میں شام و سحر ہے مدینہ
یہ پوچھو نہ مجھ سے کدھر ہے مدینہ
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر ہے مدینہ

زبان بالکل سلیس ہے، الفاظ عام فہم ہیں، مفہوم واضح ہے، انسیت گہری ہے اور یہ گہری

انسیت نورِ مجسم ہے جو اس مطلع کو چمک عطا کر رہی ہے اور شاعر کو وقار بخش رہی ہے۔ یہ انسیت کی انتہا ہے کہ آٹھوں پہر، نگاہوں میں مدینہ ہے، شاعر جدھر دیکھتا ہے ادھر مدینہ ہے۔ عاشقانِ رسول کے لئے یہ مطلع جامِ طرب سے کم نہیں ہے۔ اس میں جو کیفیت ہے وہ اہلِ حق اور فدایانِ رسول سے بعید نہیں ہے۔ مطلع از حد قابلِ داد ہے۔ لگے ہاتھوں، مقطع بھی ملاحظہ کر لیں:

جسے دیکھو کرتا ہے اُس در کی خواہش
جہاں ہر قدم ہے خدا کی نوازش
ہے ذیشان ہر سمت رحمت کی بارش
خدا جانے کس اوج پر ہے مدینہ

ہر صاحبِ ایمان، درِ رسول کی خواہش کرتا ہے، کیوں کرتا ہے؟ اس کا جواب جو بتایا گیا ہے، وہ معقول ہے "مدینہ" ہی ایک ایسی ارضِ پاک ہے جہاں ہر گھڑی رحمتِ خداوندی برستی رہتی ہے۔ مدینے میں رہنا تمام آلام سے دور رہنا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مدینے کا مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔ ان باتوں کو موصوف نے فقط چار مصرعوں میں بڑے اطمینان سے اور سلیقے سے بیان کیا ہے۔ حسنِ سلیقگی کو جس قدر داد دی جائے وہ کم ہے۔

ذیشان متھراوی نے اپنی عصری تعلیم کی کمی کو اپنے مطالعۂ وسیع و عمیق سے پورا کر لیا ہے جبھی تو نعتِ رسولؐ کہتے وقت انہیں اپنے خوبصورت خیالات کو اجاگر کرنے کے لئے الفاظ کی قلت کا مطلق احساس نہیں رہتا، یہی سبب ہے کہ انہیں اپنی سوچ کو لفظوں کا حسین جامہ پہننے میں دیر نہیں لگتی۔ ان کی ایک نعتِ پاک کی ردیف ہے "مصطفےٰ آ گئے"۔ اس میں انہوں نے جو الفاظ برتے ہیں، وہ خوب ہیں اور جو خیالاتِ منفرد پیش کئے ہیں اُن کا تو جواب نہیں۔ اس نعتِ پاک سے جہاں ان کی فطانتِ حسین ہویدا ہو رہی ہے وہیں ان کی گہری علمیت اور مذہب کے تئیں زبردست آگہی کا بھی پتہ چل رہا ہے۔ صداقت دائی اور ایمان سے لبریز مطلع ملاحظہ کریں:

خلق کی ابتدا، خاتم الانبیاء، احمدِ مجتبیٰ، مصطفےٰ آ گئے
فرش سے عرش تک، عرش سے فرش تک شور برپا ہوا مصطفےٰ آ گئے

توضیح از خود کر لیں اور ایمان پرور کیف و سرور میں ڈوب جائیں۔ اس نعتِ پاک کا ہر شعر دیدنی ہے۔ ایک شعر اور دیکھ لیں:

رب کے محبوب تو نور ہیں سر بسر، جسمِ نوری پہ کیسے ٹھہرتی نظر
اس لئے تو پہن کر لباسِ بشر، مظہرِ کبریا، مصطفےٰ آ گئے

ذیشان متھراوی کی سوچ کس قدر انفرادیت لئے ہوئی ہے۔ اس منفرد سوچ کی جس قدر تعریف کی جائے، وہ کم ہے۔ واقعی ذیشان متھراوی اپنے ہم عمر معاصرین میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔ ان کی طبعی عمر ۳۵ سال ہے اور ادبی عمر ۲۲ سال ہے۔ ۲۲ سال کی قلیل مدت میں انہیں جو شہرت، مقبولیت، کامیابی اور ہر دلعزیزی حاصل ہوئی ہے وہ بہتوں کو اپنی تمام عمر گنوا دینے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ ایسا ہے تو صرف اس لئے ہے کہ ذیشان متھراوی نرم دل اور نرم طبیعت کے مالک ہیں، ان کا کردار بلند ہے اور اخلاق اعلیٰ انہیں وحدانیتِ خدا پر مکمل یقین ہے اور عشقِ رسول ان کے دل میں جاگزیں ہے اس لئے ان کی ہر نعتِ پاک کافی حسین ہے، دل سامعین وقارئین کے قریں ہے۔

نعت گو شعراء جو صرف مذہبی جلسوں میں پڑھتے ہیں، چھپتے نہیں اور ان کے مجموعہائے کلام منصہ شہود پر بھی نہیں آتے، اپنی موت کے ساتھ بھلا دیئے جاتے ہیں مگر ذیشان متھراوی مستثنیٰ ہیں۔ ان کے کلام گاہ گاہ اخبارات کی زینت بھی بنتے ہیں اور مداحوں کے دلوں میں بھی دھڑکن کی طرح دھڑکتے بھی ہیں۔ ویسے ان کے مجموعہائے کلام منتظر اشاعت ہیں۔ ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ ذیشان متھراوی کی نعتیہ شاعری میں جا بجا عشقِ رسول کی جو جلوہ گری ہے، وہ انہیں مرنے نہیں دے گی۔ شہرت، دولت اور عزت ان کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گی۔ ان کی خوبصورت نعتیہ شاعری، ان کی بقائے دوام کی ضمانت ہے۔

شمس افتخاری، ہوڑہ
(Mob:8336067873)

☆☆

آنکھوں میں گلزار کھلا دے یا اللہ
طیبہ کا دربار دکھا دے یا اللہ
نفرت کی دیوار گرا دے یا اللہ
دل سے دل کا تار ملا دے یا اللہ
رستے سے منجدھار ہٹا دے یا اللہ
دل کی کشتی پار لگا دے یا اللہ
دنیا کے امراض سے پاؤں چھٹکارا
آقا کا بیمار بنا دے یا اللہ
جن کو بلایا تونے عرشِ اعظم پر
بس! اُن کا دیدار کرا دے یا اللہ
اصحابِ سرکار کی سیرت کے صدقے
سنت کو کردار بنا دے یا اللہ
شہرِ کرم کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں
ہم سب کا گھر بار بسا دے یا اللہ
کفر کی خاطر مومن کے ہر بچے کو
حیدر کی تلوار بنا دے یا اللہ
خلقِ پیمبر ڈال کے سب کے سینوں میں
ہر مومن کو پیار سکھا دے یا اللہ
تجھ سے دعا ذیشان کی ہے یہ! ہر لب پر
نعتوں کے اشعار سجا دے یا اللہ

☆☆

میں نذر کروں جان و جگر کیسا لگے گا
رکھ دوں درِ سرکار پہ سر کیسا لگے گا

آجائیں مقدر سے شہِ دیں جو مرے گھر
میں کیسا لگوں گا ، مرا گھر کیسا لگے گا

جب دور سے ہے اتنا حسیں گنبدِ خضریٰ
اس پار ہے ایسا تو اُدھر کیسا لگے گا

بن گنبدِ خضریٰ کے رہوں خلد میں کیسے
رہنا تو مقدر ہے مگر کیسا لگے گا

سرکار نے اک روز یہ مکے میں کہا تھا
ایمان جو لائیں گے عمر کیسا لگے گا

محشر کی تمازت میں وہ قدرت کے فرشتے
توڑیں گے جو منکر کی کمر کیسا لگے گا

غوث الوریٰ سے پوچھ لیں اک روز یہ چل کر
بغداد سے طیبہ کا سفر کیسا لگے گا

سرکار کے گنبد پہ درِ شاہ اُمم پر
اٹھتی یہ نظر جھکتا یہ سر کیسا لگے گا

خاکِ درِ سرکار کا ہو آنکھ میں سرمہ
پھر دیدِ محمدؐ کا اثر کیسا لگے گا

اے کاش! کبھی خواب میں سرکار یہ کہہ دیں
چل ساتھ مرے بول سفر کیسا لگے گا

ذیشان تصور میں پیمبر کا سراپا
آجائے اگر مجھ کو نظر کیسا لگے گا

غزلوں سے نکل کر ترے ذیشان نے سوچا
سرکار! لکھے نعت ، ہنر کیسا لگے گا

☆☆

ہے بارہویں تاریخ کا فیضان مکمل
انساں جو نظر آتا ہے انسان مکمل

کر کر کے تلاوت یہی کہتے ہیں فرشتے
ہے چہرۂ سرکار یا قرآن مکمل

تب تک درِ آقا پہ پڑا رہنے دو مجھ کو
جب تک نہ نکل جائے مری جان مکمل

سرکار بلا لیجئے اک بار مدینہ
ہوجائے مرے دل کا بھی ارمان مکمل

حسنین کی یادوں سے مرا دل ہے منور
بخشش کا مرے پاس ہے سامان مکمل

جو بعدِ خدا مانے شہِ دیں کو ہی سب کچھ
دنیا میں اسی کا تو ہے ایمان مکمل

یہ سیدِ کونین کی مدحت کا ثمر ہے
ذیشاںؔ جو نظر آتا ہے ذیشانؔ مکمل

☆☆

یوں نور سے لبریز! سمندر نہ ملے گا
سرکارِ دو عالم سا پیمبر نہ ملے گا

دامادِ نبی ، فاتحِ خیبر نہ ملے گا
مولیٰ علی سا کوئی غضنفر نہ ملے گا

گزرا ہے جہاں سید کونین کا بچپن
جنت میں بھی اس جیسا کہیں گھر نہ ملے گا

نبیوں کی زبانیں بھی یہی بول رہی ہیں
کوئی بھی محمدؐ کے برابر نہ ملے گا

یہ وادیٔ کشمیر نہیں کوئے نبیؐ ہے
طیبہ کی طرح خلد میں منظر نہ ملے گا

جو رحمتِ دارین نے باندھا تھا شکم پر
اس شان کا اب دوسرا پتھر نہ ملے گا

مت پوچھ! مرے یار منافق کا عقیدہ
باہر جو نظر آتا ہے اندر نہ ملے گا

ہیں اہلِ سخن اور بھی ذیشاںؔ جہاں میں
کوئی بھی رضا جیسا سخن ور نہ ملے گا

☆☆

نور حق ، نورِ مجسم! کون ہے؟ سرکار ہیں
وجہِ تخلیقِ دو عالم! کون ہے؟ سرکار ہیں

انبیاء توصیف کس کی کر رہے ہیں رات دن؟
شامِ عیسیٰ ، صبحِ آدم! کون ہے؟ سرکار ہیں

روز زخموں کو کریدوں ، روز میں تازہ کروں
پوچھ! زخمِ دل کا مرہم! کون ہے؟ سرکار ہیں

اب کسی کے واسطے اس میں جگہ باقی کہاں
جھانک! میرے دل میں ہمدم! کون ہے؟ سرکار ہیں

میری نظروں کا نظارا کر رہی ہے ہر نظر
روبرو نظروں کے ہردم! کون ہے؟ سرکار ہیں

سازِ دل پر چھیڑتا ہوں میں ترانہ نور کا
دھڑکنوں میں بن کے سرگم! کون ہے؟ سرکار ہیں

آندھیوں کی زد میں بھی روشن ہے شمعِ آرزو
مہرباں ذیشاںؔ پہ ہردم! کون ہے؟ سرکار ہیں

☆☆

جائے گی جنت میں لے کر دوستی سرکار کی
اور جہنم کا ہے رستہ دشمنی سرکار کی

مالکِ کونین ہیں ، اور جو کی روٹی ہے غذا
اے امیرو! دیکھ لو تم سادگی سرکار کی

جب کسی نے ذکر چھیڑا جنت الفردوس کا
یاد مجھ کو آئی اُس دم ہر گلی سرکار کی

جو بھی جی چاہا وہ مانگا، کس لئے؟ تو اِس لئے
مجھ کو بھی معلوم ہے دریا دلی سرکار کی

چل رہا تھا کل بھی سکّہ احمد مختار کا
ہے زمانے پر حکومت آج بھی سرکار کی

گر مقدر سے میں پہنچا کوچۂ محبوب میں
عمر بھر کرتا رہوں گا چاکری سرکار کی

ڈوبا سورج بھی اُگا اور چاند بھی ٹکڑے ہوا
جس گھڑی سوئے فلک انگلی اٹھی سرکار کی

میں کہاں ذیشانؔ وصفِ سید عالم کہاں
نعت لکھواتی ہے مجھ سے عاشقی سرکار کی

☆☆

یہ دعویٰ ہے وطن اپنا پرانا بھول جاؤ گے
نبی کے در پہ جاؤ گے تو آنا بھول جاؤ گے

جہانِ شوق کا منظر سہانا بھول جاؤ گے
''مدینہ دیکھ کر جنت میں جانا بھول جاؤ گے''

جہاں والو! یوں مجھ پر ظلم ڈھانا بھول جاؤ گے
نبی سے جاکے کہہ دوں گا، ستانا بھول جاؤ گے

نہ اتراؤ زیادہ حسن پر اے چاند تارو! تم
رخِ انور کے آگے جگمگانا بھول جاؤ گے

نبی کے در کی سوکھی روٹیوں میں ایسی لذت ہے
شہنشاہوں کے گھر کا آب و دانہ بھول جاؤ گے

تمہارے سامنے ہوگا کبھی جب گنبدِ خضریٰ
نظر جم جائے گی اُس پر، ہٹانا بھول جاؤ گے

نقابِ رُخ الٹ دیں مصطفیٰ گر سامنے آکر
اندھیری رات میں شمع جلانا بھول جاؤ گے

حدیثِ مصطفیٰ ہے، بھول جاؤ تم جو کوئی بات
درودِ پاک پڑھ لو، ''بھول جانا'' بھول جاؤ گے

مدینے کا میں بلبل ہوں ابھی اڑ جاؤں گا طیبہ
دھری رہ جائے گی گولی، نشانہ بھول جاؤ گے

اگر دل میں بسالو حضرتِ شبیر کا جذبہ
کسی ظالم کے آگے سر جھکانا بھول جاؤ گے

اگر ذیشان پڑھ لو حضرت حسان کی نعتیں
یقیں ہے! اپنا طرزِ شاعرانہ بھول جاؤ گے

☆☆

جبینِ شوق کو کعبے کا زینہ یاد آتا ہے
فرازِ لامکاں یعنی مدینہ یاد آتا ہے

جسے قدرت نے فرمایا الم نشرح لک صدرک
جو ہے تفسیر قرآں کی وہ سینہ یاد آتا ہے

تصور میں کبھی پھرتا ہے جب تلوہ محمدؐ کا
مجھے جبریل کا اُس دم قرینہ یاد آتا ہے

جہاں پر زندگی گزری شہنشاہ دو عالم کی
مجھے ہر دم وہی مکہ مدینہ یاد آتا ہے

امیرانِ جہاں جب عطر ملتے ہیں تو ایسے میں
غریبوں کو محمدؐ کا پسینہ یاد آتا ہے

چمکنا بھول جاتا ہے فلک کا چاند بھی اُس دم
اسے جب بھی مدینے کا نگینہ یاد آتا ہے

ادب کے دائرے میں رہ کے ذیشاںؔ نعت کہتا ہوں
مجھے حسان کا ہردم قرینہ یاد آتا ہے

☆☆

کیسے کٹے بتائیے ، میرے حضور زندگی
ہندوستاں کی گود میں ، طیبہ سے دور زندگی

رب کے تمہیں حبیب ہو، دل کے تمہیں طبیب ہو
مرہم تمہیں سے پائے گی، زخموں سے چور زندگی

غم کی اندھیری رات ہے، تنہا یہ میری ذات ہے
سرکار مسکرایئے ، ہوجائے نور زندگی

غم کی کھلی کتاب ہوں، دھندلا سا کوئی خواب ہوں
پژمردہ اک گلاب ہوں ، دیکھئے حضور زندگی

گریہ کناں ہے چشمِ نم ، حدِّ نظر ہے بحرِ غم
کیسے کرے شہِ اُمم ، اس کو عبور زندگی

گرتا ہوں میں سنبھالئے ، غم سے مجھے نکالئے
چشمِ کرم تو ڈالئے ، پائے سرور زندگی

تشنہ دلِ فرات ہے ، پیاسی کھڑی حیات ہے
آقا تمہیں سے پائے گی ، جامِ طہور! زندگی

سرکار پر فدا رہے ، دنیا سے جو جدا رہے
مجھ کو خدا نواز دے ، ایسی ضرور! زندگی

الفت کا یہ ملے ثمر ، جن کو ہے ڈھونڈتی نظر
ہوجائیں گر وہ جلوہ گر ، بن جائے طور زندگی

جب تک جیوں مرے خدا، لب پر ہو نامِ مصطفٰے
عشقِ نبی میں ہو فنا ، ربِّ غفور زندگی

جن کی یہ کائنات ہے، لب پر اُنہی کی نعت ہے
ذیشان کی ہے زندگی، اک باشعور زندگی

☆☆

ضیائے روئے پیمبر تلاش کرتی ہے
نظر کی بوند! سمندر تلاش کرتی ہے

جو باندھے عالمِ فاقہ کشی میں آقا نے
شکم کی بھوک! وہ پتھر تلاش کرتی ہے

جہاں بلندیاں سر کو جھکائے رہتی ہیں
جبینِ شوق! وہی در تلاش کرتی ہے

وہ جس پہ سوتے ہی آجائیں خواب میں آقا
ہماری نیند! وہ بستر تلاش کرتی ہے

درِ رسول پہ جھک کر بڑی عقیدت سے
مری حیات! مقدر تلاش کرتی ہے

شبِ فراق میں دیوانگی مری اکثر
مدینے والے کو گھر گھر تلاش کرتی ہے

جہاں پہ بارشِ انوار ہوتی ہے ذیشاںؔ
نظر! حرم کا وہ منظر تلاش کرتی ہے

☆☆

اندھیرو! دور ہٹ جاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے
ستارو! تم اِدھر آؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

فرشتو پھول برساؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے
مری سانسوں کو مہکاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

مرے احساس کی پلکو! بہارِ صبحِ جاناں سے
ذرا تم غسل فرماؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

سیاہی سو سمندر کی ، قلم جبریل کے پر کا
کہیں سے ڈھونڈ کر لاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

کبھی آبِ محبت سے ، کبھی اشکِ ندامت سے
قلم کو خوب نہلاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

مری فکر و نظر ، قلب و جگر کو دنیا والو! تم
زمانے میں نہ الجھاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

غمِ طیبہ ، غمِ فرقت ، غمِ جاناں ، غمِ الفت
مجھے کچھ اور تڑپاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

کہاں ہو تم ، کدھر ہو تم ، شعور و الفتِ حسّاں
دلِ ذیشاں میں آجاؤ نبیؐ کی نعت لکھنی ہے

☆☆

نگاہوں میں آٹھوں پہر ہے مدینہ
تصور میں شام و سحر ہے مدینہ
یہ پوچھو نہ مجھ سے کدھر ہے مدینہ
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر ہے مدینہ

بھلا کیوں نہ دنیا میں وہ محترم ہو
نہ کیوں اُس پہ قربان باغ ارم ہو
بھلا کیوں وہ رتبے میں مکّے سے کم ہو
شہنشاہ عالم کا گھر ہے مدینہ

"مدینہ" وہ جس کا نہیں کوئی ثانی
محبت کی دنیا کی ہے راجدھانی
نہ کھینچو فرشتو! مجھے سوئے جنت
اُدھر لے چلو تم جدھر ہے مدینہ

نظر کو یہ کیسے نظارے ملے ہیں
ہیں ذرّات طیبہ یا تارے کھلے ہیں
عجب کیف و مستی کے یہ سلسلے ہیں
کہ ہرسو لٹاتا گہر ہے مدینہ

یہیں آکے ہوتا ہے ادنیٰ بھی اعلیٰ
ہے دربارِ رحمت بڑا ہی نرالا
نہیں لگتا جس میں کسی وقت تالا
سخاوت کا اک ایسا در ہے مدینہ

اِدھر میں نے سارے زمانے کو دیکھا
اُدھر آپ کے آستانے کو دیکھا
کیا دل نے یہ فیصلہ بعدِ دیدن
جو ہے جسمِ دنیا تو سر ہے مدینہ

جہاں جگمگائے نہ کیوں روشنی میں
زمانہ نہائے نہ کیوں روشنی میں
جو دن میں چمکتا ہے خورشید بن کر
تو راتوں کو مثلِ قمر ہے مدینہ

جسے دیکھو کرتا ہے اُس در کی خواہش
جہاں ہر قدم ہے خدا کی نوازش
ہے ذیشانؔ ہر سمت رحمت کی بارش
خدا جانے کس اوج پر ہے مدینہ

☆☆

ادب کے یہ کیسے مقام آ رہے ہیں
فرشتے بصد احترام آ رہے ہیں
رسولوں کے مولیٰ ، امام آ رہے ہیں
محمد علیہ السلام آ رہے ہیں

جنوں میں جو قتلِ نبی کو گئے تھے
وہی پی کے ایماں کا جام آ رہے ہیں
بچاؤ گے جاں کیسے باطل پرستو!
عمر کرنے قصّہ تمام آ رہے ہیں

فضائے زمانہ بدلنے لگی ہے
ہوا پیار والی جو چلنے لگی ہے
کوئی لڑکی زندہ نہ اب دفن ہوگی
نبی لے کے ایسا نظام آ رہے ہیں

فلک نے اکڑ کر کہا یہ زمیں سے
مرے پاس ہیں چاند، سورج، ستارے
زمیں نے فلک سے کہا دیکھ! مجھ پر
مدینے کے ماہ تمام آ رہے ہیں

سمجھ والے جن کو سمجھ کر نہ سمجھے
تو جو ناسمجھ ہیں وہ سمجھیں گے کیسے
سمجھ کی سمجھ سے پرے اُن کا رتبہ
خدا سے جو کر کے کلام آ رہے ہیں

قضا آئی پھر بھی ہیں بیتاب آنکھیں
نہ کرنا ابھی بند احباب آنکھیں
ابھی ہوں گی جلووں سے سیراب آنکھیں
مدینے سے خیر الانام آ رہے ہیں

کدھر دیکھتی ہیں یہ حوریں نہ پوچھو
جدھر دیکھتی ہیں اُدھر تم بھی دیکھو
عجب دل ربائی سے محشر میں یارو!
محمدؐ کے حبشی غلام آ رہے ہیں

کوئی دیکھے طائف کا پُر درد منظر
دعا دے رہے ہیں وہ کھا کھا کے پتھر
انہیں رحمتِ کل کہے کیوں نہ دنیا
جو سب کی مصیبت میں کام آ رہے ہیں

بہت کھل رہی ہے مدینے کی دوری
مگر ہو رہی ہے اسی سے تسلّی
یہ کیا کم ہے فرقت میں سرکار کے غم
مرے دل میں کرنے قیام آ رہے ہیں

کبھی سبز گنبد پہ آنکھیں جماؤں
کبھی نوری چوکھٹ پہ سر میں جھکاؤں
میں ایسی گلی سے پلٹ کر نہ آؤں
فرشتے جہاں صبح و شام آ رہے ہیں

نبی سے محبت بھی کرتے رہیں گے
منافق سے نفرت بھی کرتے رہیں گے
اِدھر اپنے حصّے میں آم آ رہے ہیں
اُدھر گٹھلیوں کے بھی دام آ رہے ہیں

میں نعتِ نبیؐ کیسے ذیشاؔن لکھتا
ہے مجھ میں طریقہ، نہ حسنِ سلیقہ
دیارِ کرم سے ہواؤں کے جھونکے
لکھانے نبیؐ کا کلام آ رہے ہیں

....

☆☆

سرکار کے قدموں میں رکھ دوں گا یہ سر اپنا
جنت میں بنا لوں گا اک چھوٹا سا گھر اپنا

ہم راہ سے بھٹکیں گے ممکن ہی نہیں یارو!
جائیں گے جدھر آقا رخ ہوگا اُدھر اپنا

دنیا سے امیدوں کی دیواریں گریں تو کیا
بے گھر نہ سمجھ ہم کو ہے طیبہ نگر اپنا

گستاخِ رسالت پر برسیں گے قضا بن کر
کردار بنا لیں گے ، کردارِ عمرؓ! اپنا

اس آنکھ کی پلکوں پر اک خواب سجایا ہے
اس خواب میں طیبہ ہے طیبہ میں ہے گھر اپنا

دنیا بڑی ظالم ہے ناسور بنا دے گی
آقا کو دکھائیں گے بس زخمِ جگر اپنا

ہر پھول مہک اٹھتا ایمان کے گلشن کا
اک بار جو ہو جاتا طیبہ سے گزر اپنا

ہم نعت جو کہتے ہیں ذیشاںؔ عقیدت میں
محشر میں بچا لے گا یہ پیارا ہنر اپنا

☆☆

پامال! ہر غرور کیا ہے رسول نے
باطل کو چور چور کیا ہے رسول نے

بندوں کا رشتہ جوڑ کے ربّ کریم سے
گمراہیوں سے دور کیا ہے رسول نے

جبریل کی اڑان بھی سدرہ پہ تھم گئی
اور عرش کو عبور کیا ہے رسول نے

چہرے سے اپنے زلفِ معنبر سمیٹ کر
تاریکیوں کو نور کیا ہے رسول نے

غم میرے کیسے خوشیوں میں تبدیل ہو گئے
مجھ پر کرم ضرور کیا ہے رسول نے

یوں رکھا پائے ناز مدینے کی خاک پر
ذرّوں کو مثلِ طور کیا ہے رسول نے

ذیشاؔن بس وہی تو لکھے گا نبیؐ کی نعت
جس کو عطا شعور کیا ہے رسول نے

☆☆

تجلی ہی تجلی ہیں شہِ ابرار کی آنکھیں
خدا کے نور سے پُرنور ہیں سرکار کی آنکھیں

زمانہ سو رہا تھا جہل کے بستر پہ برسوں سے
رسولِ ہاشمی آئے، کھلیں سنسار کی آنکھیں

ہر اک سُو بت پرستی تھی، عجب اندھوں کی بستی تھی
ملا ایمان! روشن ہوگئیں کفار کی آنکھیں

اِدھر سے کون گزرا ہے یقیناً مصطفےٰ ہوں گے
بڑی حسرت سے پھیلی ہیں در و دیوار کی آنکھیں

سبھی نبیوں نے وحدت کی تجلی پائی ہے لیکن
خدا کو دیکھ آئیں احمدِ مختار کی آنکھیں

ابوبکر و عمر عثماں علی کی شان کیا کہنا
نبی کی دید سے روشن ہیں چاروں یار کی آنکھیں

عمر تو قتل کرنے کا ارادہ لے کے پہنچے تھے
جو دیکھا روئے زیبا، جھک گئیں تلوار کی آنکھیں

بنائیں بے شمار آنکھیں خدائے پاک نے یوں تو
مگر آنکھوں میں آنکھیں ہیں مرے سرکار کی آنکھیں

وہی آنکھیں تو ہیں آنکھیں ہے جن میں گنبدِ خضریٰ
نہ ہو جن میں ہرا گنبد وہ ہیں بے کار کی آنکھیں

نگاہوں سے نگاہوں کو پلاتا جا مرے ساقی
نہ جانے کب سے پیاسی ہیں ترے میخوار کی آنکھیں

قضا آئی مگر یہ کہہ کے واپس ہوگئی فوراً
نبی کی راہ تکتی ہیں ابھی بیمار کی آنکھیں

میں ہوں قربان اے ذیشان چشمانِ پیمبر پر
فدا ہیں اُن کی آنکھوں پر مرے گھربار کی آنکھیں

☆☆

آرزو مدینہ ہے جستجو مدینہ ہے
یعنی سارے عالم کی آبرو مدینہ ہے

جھک رہا ہے خود ہی سر، مصطفیٰ کے قدموں پر
کیسے میں سنبھالوں دل روبرو مدینہ ہے

زاہدوں کا کعبہ ہے مانا شہرِ مکّہ میں
اور کعبے کا کعبہ صرف تو! مدینہ ہے

خلد کی طرف آخر اٹھے تو نظر کیسے
عالمِ تصور میں چار سُو مدینہ ہے

دل ہے اُن کے عاشق کا نقشِ گنبدِ خضریٰ
یعنی اپنے سینے میں ہوبہو مدینہ ہے

کیوں نہ وہ زمانے میں منفرد نظر آئے
خوبرو محمدؐ ہیں خوبرو مدینہ ہے

نور کا نظارہ تو کرنا بعد میں ذیشاںؔ
پہلے کرلے آنکھوں کو باوضو! مدینہ ہے

☆☆

یہ دنیا ہے کیسی یہ دنیا سب اپنا پرایا کرتے ہیں
اک رحمتِ عالم ہی ہم کو سینے سے لگایا کرتے ہیں

جب زور ستم سے یہ دنیا اک شمع بجھایا کرتی ہے
خورشید رسالت رحمت سے سو شمعیں جلایا کرتے ہیں

سرکار کے نوری جلووں کے ہم تم ہی نہیں ہیں شیدائی
دیدار کی خاطر سدرہ سے جبریل بھی آیا کرتے ہیں

سورج کو پسینہ آتا ہے اور چاند کہیں چھپ جاتا ہے
سرکار دو عالم چہرے سے جب پردہ ہٹایا کرتے ہیں

تم رنگِ جہاں کے دیوانے ، سرکار کے ہم ہیں مستانے
تم زخم دِکھایا کرتے ہو ہم درد چھپایا کرتے ہیں

سرکار کی سیرت کیا کہنا سرکار کی صورت کیا کہنا
جو قتل کو آیا کرتے ہیں ایمان وہ لایا کرتے ہیں

ہے سارے زمانے پر ظاہر، ذیشانؔ ہوں میں اک ادنیٰ شاعر
لکھتا ہوں وہی میں جو مجھ سے سرکار لکھایا کرتے ہیں

☆☆

وہ سرِ عرشِ علیٰ جلوہ نما ہوتا ہے
خاص مہماں ہو تو بے پردہ خدا ہوتا ہے

ہاں وہی! قیدِ زمانہ سے رہا ہوتا ہے
جو ترے دامنِ رحمت سے بندھا ہوتا ہے

کربلا میں یہ محمدؐ کے نواسے بولے
حوصلہ چاہئے تعداد سے کیا ہوتا ہے

ڈھونڈتی پھرتی ہے اللہ کی رحمت اُس کو
شاہِ کونین پہ جو دل سے فدا ہوتا ہے

ایک میں ہی نہیں تاریخ بتاتی ہے یہی
بادشاہوں سے بڑا اُن کا گدا ہوتا ہے

☆☆

خلق کی ابتدا، خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ مصطفیٰ آگئے
فرش سے عرش تک، عرش سے فرش تک شور برپا ہوا مصطفیٰ آگئے
لہلہائے چمن، سر جھکائے گگن، گنگنائے صبا مصطفیٰ آگئے
ہر طرف گونج اٹھا، مژدۂ جانفزا، پڑھیے صلے علیٰ! مصطفیٰ آگئے
رب کے محبوب تو نور ہیں سربسر، جسمِ نوری پہ کیسے ٹھہرتی نظر
اس لئے تو پہن کر لباسِ بشر مظہرِ کبریا مصطفیٰ آگئے
کوئی آدم ہوئے، کوئی موسیٰ ہوئے، کوئی یوسف، خلیل اور عیسیٰ ہوئے
سب نبی معجزہ لے کے آئے مگر بن کے خود معجزہ مصطفیٰ آگئے
کفر رخصت ہوا، بُت پرستی رکی، کیا رکی میں کہوں، ختم ہی ہوچکی
بارگاہ خدا میں خدائی جھکی، رب کا کعبہ بنا مصطفیٰ آگئے
بارہ تاریخ ہے دن بھی ہے پیر کا، فیصلہ ہوگیا اپنی تقدیر کا
اے دلِ غمزدہ، اب نہ آنسو بہا، ہر گھڑی مسکرا مصطفیٰ آگئے
وجد میں ہیں شجر، کلمہ گو ہیں حجر، روئے انور کو تکتے ہیں شمس و قمر
جب یہ پوچھا گیا، کون آیا بتا، پھول کہنے لگا مصطفیٰ آگئے
ہیں زمیں پر جھکے آسمانوں کے سر، رشکِ جنت بنا آمنہ بی کا گھر
ہر فرشتہ یہ کہنے لگا دیکھ کر میں زمیں کو چلا مصطفیٰ آگئے
میرے اعمال پر کہہ اٹھے محشری، یہ گنہ گار انسان ہے دوزخی
یک بہ یک مجھ کو رضواں نے آواز دی، تو بھی جنت میں آ مصطفیٰ آگئے
کوئی پرساں نہ تھا، سب ہوئے اجنبی، جب پریشان محشر میں تھے امتی
آئی رخ پر چمک جب خبر یہ ملی، آگئے مصطفیٰ مصطفیٰ آگئے
مسکرانے لگا گلشنِ رنگ و بو، جن کی تھی آرزو ہیں وہی روبرو
اس لئے آج مستی میں ذیشان تو نعتِ احمدؐ سنا! مصطفیٰ آگئے

☆☆

چمن چمن کی دلکشی گلوں کی ہیں وہ تازگی
ہے چاند جن سے شبنمی وہ کہکشاں کی روشنی
فضاؤں کی وہ راگنی ہواؤں کی وہ نغمگی
ہے کتنا پیارا نام بھی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ

یہ آمدِ بہار ہے وہ نور کی قطار ہے
فضا بھی خوش گوار ہے ہوا بھی مشک بار ہے
ہوا سے میں نے جب کہا یہ کون آگیا بتا
ہوا پکارتی چلی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ

تھکی تھکی رکی رکی کسی طرح دبی لچی
حلیمہ بی کی اونٹنی جو مکّے میں پہنچ گئی
تھے سارے بچے جا چکے جگہ وہ اپنی پا چکے
بچا تھا ایک آخری
نبیؐ نبیؐ نبیؐ

یہ دل میں سوچنے لگیں نصیب سوگیا کہیں
حلیمہ گھومتی ہوئیں پھر آمنہ کے گھر گئیں
وہ بچہ گود لے لیا جو تھا سراپا معجزہ
جبیں تھی نور سے بھری
نبیؐ نبیؐ نبیؐ

چلے جو قتل کو عمر کہا کسی نے روک کر
کہاں چلے ہو اور کدھر جلال کیوں ہے اس قدر
ذرا بہن کی لو خبر فدا ہے وہ رسول پر

وہ کہہ رہی ہے ہر گھڑی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

عمر چلے بہن کے گھر غضب میں سوچ سوچ کر
اڑائیں گے ہم اُن کا سر جو ہیں نبی کے دین پر
سنا کلامِ کبریا دل عمر پگھل گیا
عمر نے بھی کہا یہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

جو سدرہ پر نبی گئے تو جبرئیل بولے یہ
ذرا گیا اگر پرے تو جل پڑیں گے پر مرے
شہِ دیں آگے چل پڑے وہ سدرہ سے نکل پڑے
زمیں پکارتی رہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

زمیں نے چاند سے کہا اے چاند حاصلِ ضیاء
تو اتنا خوب جو بنا بتا ذرا ہے راز کیا
حسیں جھلک یہ کس کی ہے چمک دمک یہ کس کی ہے
تو چاند نے صدا یہ دی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہ جب سماں ہو حشر کا ہر ایک شخص جا بہ جا
عذاب میں ہو مبتلا کہ یک بہ یک اٹھے صدا
سراپا نور آگئے مرے حضورؐ آگئے
تو کہہ اٹھیں یہ امتی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

وہ کُل جہاں کے تاجور وہ رہبروں کے راہ بر
وہ جن کی پیاری رہ گزر ہے کہکشاں کے دوش پر
کہاں پھریں اِدھر اُدھر ڈگر ڈگر نگر نگر
علیؑ ولیؑ سبھی وہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

یہ پھول تھا ، نہ گلستاں وہ چاند تھا ، نہ کہکشاں
زمین تھی ، نہ آسماں جبین تھی ، نہ آستاں
حجاب میں جو طور تھا وہ مصطفٰےؐ کا نور تھا
خدا کے بعد بس وہی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

علیؑ کے نورِ عین نے وہ فاطمہ کے چین نے
وقارِ مشرقین نے وہ حضرت حسین نے
کٹایا سجدے ہی میں سر نہ تھے نبیؐ سے بے خبر
زباں پکارنے لگی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

یہ کفریت نے دی صدا اِدھر تو آؤ مصطفٰےؐ
میں امتحان لوں ذرا تمہارے علمِ غیب کا
ہے بند چیز کون سی بتا دو گر صحیح صحیح
تو مان لوں تمہیں ابھی
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

نبیؐ نے پھر تو یوں کہا بتا دوں یہ ہے چیز کیا
یا یہ بتائے میں ہوں کیا تمہیں پہ چھوڑا فیصلہ
یہ کفریت نے پھر سنا کہ پڑھ کے کلمۂ خدا
پکار اٹھی یہ کنکری
نبیؐ نبیؐ نبیؐ نبیؐ

☆☆

بہت خوبرو ہیں، بڑے پارسا محمدؐ سا کوئی نہیں
خدا نے بھی قرآں میں فرمادیا محمدؐ سا کوئی نہیں

فلک پر ستاروں کا یہ جگمگانا
رخِ مصطفٰےؐ سے ہے روشن زمانہ
وہ بلبل کے لب کا ہیں نغمہ سہانا
ہے پھولوں کے لب پر نبی کا ترانہ
یہی گنگناتی ہے باد صبا محمدؐ سا کوئی نہیں

یہی کہہ رہے تھے وہ ہر اک بشر سے
چھڑا دوں گا محمدؐ کے در سے
گئے عمر قتل کرنے کو گھر سے
مگر مصطفٰےؐ کی فقط اک نظر سے
پڑھا کلمۂ حق عمر نے کہا محمدؐ سا کوئی نہیں

بہت یاد آتا ہے گزرا زمانہ
مرے مصطفٰےؐ کا وہ انگلی اٹھانا
کبھی چاند دو ٹکڑے کر کے دکھانا
کبھی ڈوبے سورج کو واپس بلانا
جدھر اٹھی انگلی ہوا معجزہ محمدؐ سا کوئی نہیں

یہاں آئے آدم یہاں آئے موسیٰ
یہاں آئے یوسف یہاں آئے یحیٰ
یہاں آئے یونس یہاں آئے عیسیٰ
خدا نے دیا ہے بڑا سب کو رتبہ
مگر کہہ رہے ہیں سبھی انبیاء محمدؐ سا کوئی نہیں

شہنشاہِ عالم جو سدرہ پہ پہنچے
ادب سے یہ جبرئیل آ کے بولے
گیا گر ادھر بال و پر جل پڑیں گے
اکیلے چلے پھر شہِ دین آگے
یہ کہنے لگا سدرۃ المنتہیٰ محمدؐ سا کوئی نہیں

ہے ٹوٹی چٹائی نبی کا بچھونا
وہ دستِ مبارک پہ سر رکھ کے سونا
زمینِ شکم پر وہ فاقوں کو بونا
اور امت کی خاطر وہ راتوں کا رونا
ہیں سب سے نرالے مرے مصطفٰےؐ محمدؐ سا کوئی نہیں

کبھی اپنے گھر سے جو ذیشان نکلے
محبت کا لے کر گلستان نکلے
مدینے میں جا کر یہ ارمان نکلے
درِ مصطفٰےؐ ہو تبھی جان نکلے
زباں پر ہو بس آخری یہ صدا محمدؐ سا کوئی نہیں

☆☆

ہم غریبوں کا وہ غم گسار آگیا
یعنی محبوبِ پروردگار آگیا

سُرمہ زاغ البصر کا لگائے ہوئے تاجِ انا فتحنا سجائے ہوئے
نسلِ آدم کے دل کا قرار آگیا

جس کے آگے جھکے تاجداروں کے سر باوقاروں کے سر، بے شماروں کے سر
سارے نبیوں کا وہ تاجدار آگیا

بُت گرے ٹوٹ کر آگیا زلزلہ بجھ گیا قصرِ کسریٰ کا آتش کدہ
جب مدینے کا ناقہ سوار آگیا

جب کسی نے کہا دیں کا سرور ہے کون راہ اسلام کا بول! رہبر ہے کون
لب پہ نامِ نبی بار بار آگیا

عیب جوئی کا جس میں گماں تک نہیں شمع ایسی کہ جس میں دھواں بھی نہیں
پرتوِ ذاتِ پروردگار آگیا

پھول نے مسکراکر پَوَن سے کہا یہ چمن سے کہا، یہ گگن سے کہا
آج گلشن میں جانِ بہار آگیا

جس طرف چل دیا وہ شہِ ذی حشم تاجدار حرم، یعنی شاہِ اُمم
نعمتیں بانٹتا بے شمار آگیا

آنکھ پرنم ہوئی دل مچلنے لگا دل تڑپنے لگا دل سسکنے لگا
یاد جب بھی نبی کا مزار آگیا

باادب عشق والفت کے سانچے میں ڈھل ہوجا اب سر کے بل یعنی آنکھوں سے چل
آگیا مصطفٰے کا دیار آگیا

دشمنی مٹ گئی، ہاتھ ملنے لگے زخم سلنے لگے، پھول کھلنے لگے
جس کا کرتے تھے ہم انتظار آگیا

پونچھ ذیشاؔن آنسو نہ فریاد کر خود کو فولاد کر، زندگی شاد کر
غم زدوں کے دلوں کی پکار آگیا

☆☆

پہلے وفورِ عشق میں آنکھوں کو نم کروں اشکوں سے پھر طہارتِ نوکِ قلم کروں
پھر آرزوئے مدحتِ شاہِ اُمم کروں پیشانیِ قلم کو میں کاغذ پہ خم کروں
پھر لکھوں اُس کے بعد میں وصفِ شہِ اُمم
رکھنا خدائے پاک مری عزتِ قلم

روئے حسیں پہ مہرِ درخشاں نثار ہے لب ہائے دل نشیں پہ فدا لالہ زار ہے
گیسوئے عنبریں سے فضا مشک بار ہے پشتِ کرم سے مہرِ نبوت کو پیار ہے
ہر بات جیسے ربِّ تعالیٰ کی بات ہے
قرآں کا آئینہ شہِ والا کی ذات ہے

خورشید اُن کے پائے مقدس کی دھول ہے مہتاب، نقشِ ناخنِ پائے رسول ہے
پیوندِ پیرہن ہے کہ جنت کا پھول ہے آغوشِ مصطفےٰ ہے کہ بابِ قبول ہے
ایسا قدم کہ عرشِ معلیٰ بھی کچھ نہیں
محبوب سامنے ہو تو پردہ بھی کچھ نہیں

پلکیں اٹھیں تو صبحِ پیامِ مقدسہ پلکیں جھکیں مہک اٹھے شامِ مقدسہ
آنکھیں ہیں یا بہشت کے جامِ مقدسہ پتھر کو موم کردے کلامِ مقدسہ
انا فتحنا کا ہے سرِ مصطفےٰ پہ تاج
روئے زمیں سے عرش تلک ہے نبی کا راج

صدیق پر نثار صداقت کا آئینہ فاروق پر فدا ہے عدالت کا آئینہ
عثماں سے بھیک مانگے سخاوت کا آئینہ حیدر سے چاہے خیر شجاعت کا آئینہ
جب سے فدائے احمدِ مختار ہوگئے
چاروں خلیفہ قوم کے سردار ہوگئے

تابِ الم نہیں مرے جسمِ خفیف میں　　کب سے کھٹک رہا ہوں نگاہِ حریف میں
ارماں مچل رہا ہے یہ قلبِ نحیف میں　　سانسوں کے تار ٹوٹیں مدینہ شریف میں

پروردگار میری یہ عرضی قبول ہو
جب موت آئے سامنے روئے رسول ہو

لبریز! نور عشق سے سینہ لئے ہوئے　　اصحاب باصفا کا قرینہ لئے ہوئے
آنکھوں میں آنسوؤں کا خزینہ لئے ہوئے　　دل میں خیال شہرِ مدینہ لئے ہوئے

ذیشاؔن آؤ چلتے ہیں گنبد کے سامنے
پڑھتے رہیں گے نعت محمدؐ کے سامنے

....

منقبت امام حسین

فاطمہ کا لاڈلا ، سبطِ نبی سجدے میں ہے
موت تھر تھر کانپتی ہے ، زندگی سجدے میں ہے
دیکھئے کرب و بلا میں فیصلہ اعمال کا
دوزخی خنجر بکف ہے ، جنتی سجدے میں ہے
جس نواسے کے لئے نانا کرے سجدہ طویل
وہ نواسہ سر کٹا کر آج بھی سجدے میں ہے
بندگی حیران ہے ، قرآن پر قرآن ہے
پشت پر اسلام ہے، پیغمبری سجدے میں ہے
روک لے شمرِ لعیں تلوار اب تو روک لے
راکبِ دوشِ پیمبر آخری سجدے میں ہے
کون ہے محوِ عبادت ہیں ملائک دم بخود
ہوش مندی تک رہی ہے، بے خودی سجدے میں ہے
وقتِ سجدہ اس لئے بھی قتل بزدل نے کیا
جانتا تھا ، ذوالفقارِ حیدری سجدے میں ہے
ہنستے ہنستے سر کٹایا بیعتِ ظالم نہ کی
پوچھئے شبیر سے کیسی خوشی سجدے میں ہے
کس کو کہتے ہیں عبادت کربلا سے سیکھئے
جاں ہتھیلی پر لئے جانِ علی سجدے میں ہے
جس کا سجدہ سارے سجدوں میں نمایاں ہوگیا
ایسا عابد ، ایسا ساجد ، متقی سجدے میں ہے
سجدۂ شبیر کا یہ بھی ہے احسانِ عظیم
جو خدا کی یاد میں ہر امتی سجدے میں ہے
رات چھوٹی پڑگئی رب کی عبادت کے لئے
مصطفٰے کی پیاری بیٹی لاڈلی سجدے میں ہے
مدحتِ شبیر کا فیضان ہے ذیشان یہ
فکر ہے محوِ عبادت ، شاعری سجدے میں ہے

☆☆

نہ پوچھ! دینِ مصطفیٰ کو کیا دیا حسین نے
رہِ خدا میں گھر کا گھر لٹا دیا حسین نے

نہ مانی بیعتِ یزید دین پر ہوئے شہید
یزیدیوں کو آئینہ دکھا دیا حسین نے

بجھی نہ پیاس ایک سے ستم گروں کی جس گھڑی
شہادتوں کا سلسلہ بڑھا دیا حسین نے

یزید نام جبر کا ، حسین نام صبر کا
کٹا کے سر لٹا کے گھر، بتا دیا حسین نے

پلا کے خاکِ کربلا کو خون اپنی آل کا
یزیدیت کو خاک میں ملا دیا حسین نے

زباں پہ لاکھ پیاس تھی مگر نہ التماس تھی
خودی ہے کیا غرور کیا بتا دیا حسین نے

کیا جو سجدہ آخری ، صدا یہ گونجنے لگی
سلیقۂ نماز بھی سکھا دیا حسین نے

سوانحی خاکہ

نام	:	شمس الزماں انصاری
قلمی نام	:	شمس افتخاری
والدین	:	محمد قاسم (مرحوم) اور ہاجرہ بی بی (مرحومہ)
تاریخِ ولادت	:	۴/اگست ۱۹۶۹ء
جائے ولادت	:	۶/مدار تلہ لین، پیلخانہ، ہوڑہ۔۱
تعلیمی صلاحیت	:	ایم۔اے
آغاز شاعری	:	۱۹۸۹ء
پہلی تخلیق کی اشاعت	:	۱۹۹۱ء ''آبشار'' کلکتہ
اصناف سخن	:	حمد، نعت، منقبت، نظم، غزل، قطعہ، ماہیا، کہہ مکرنی، تکونی، ہائیکو، تیروینی، رباعی، دوہا
شاعری کے علاوہ	:	نثر نگاری اور افسانہ نویسی
تالیفات	:	سرمایۂ سخنوراں (۲۰۰۲ء)، صحیفۂ حیات (۲۰۱۲ء)، ڈاکٹر الف انصاری: حیات اور کارنامے (۲۰۱۴ء) اور تجلیاتِ حسنِ ازل (۲۰۱۶ء)
ادبی وابستگی	:	بانی جدید ادبی مرکز (۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۹ء) اور حلقۂ سخنوراں (۲۰۰۰ء تا حال) معتمدِ 'بزم شہرِ نشاط' کلکتہ
اعزازات	:	بزم پرواز (۲۶/مئی ۲۰۱۳ء)، اردو پروگریسیو سوسائٹی وادبی سنگم (۱۵/اگست ۲۰۱۵ء)، ہوڑہ رائٹرز ایسوسی ایشن (۴/اکتوبر ۲۰۱۵ء)، ان ادبی اداروں نے ادبی خدمات کے صلے میں اعزازات سے نوازا۔
پیشہ	:	درس وتدریس
مستقل پتہ	:	64 پی ایم بستی، تھرڈ لین، شیب پور، ہوڑہ۔۲ (مغربی بنگال)
موبائیل نمبر	:	8336067873

شمس افتخاری کی نعتیہ شاعری

شمس افتخاری نے بیک وقت نثری وشعری دونوں حیثیتوں سے عصر حاضر میں مغربی بنگال کے ادبی منظرنامے پر اپنی مستحکم پہچان بنالی ہے۔گزشتہ دودہائیوں سے مشاہیر اخبارات و رسائل میں آپ کی تخلیقات شائع ہورہی ہیں اور ارباب ادب کو متوجہ کررہی ہیں۔

آپ کا اصل نام شمس الزماں انصاری ہے۔ادبی دنیا میں شمس افتخاری کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ادبی مرکز ہوڑہ میں 1969ء میں آنکھیں کھولیں۔ پیشے سے مدرس، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مغربی بنگال کی مشہور ادبی تنظیم ''حلقۂ سخنوراں'' (شیب پور) اور مرکزی کلکتہ کی معروف تنظیم ''بزم شہرِ نشاط'' کے معتمد اعلیٰ کی حیثیت سے عملی اور تحریری دونوں صورتوں میں اردو زبان وادب کی ترویج واشاعت میں خادم اردو کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

آپ ایک فرض شناس معلم، بیباک ادیب، حساس شاعر، اچھے مبصر، معتبر افسانہ نگار، پیکر اخلاص، نیک سیرت، خوددار، امانت دار اور قول و زبان کے دھنی ہیں۔ طبیعت میں خاکساری، انکساری اور سنجیدگی جیسی خصوصیات پنہاں ہیں۔

شمس افتخاری نے مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کے ساتھ شاعر وادیب کے فن اور شخصیت پر مضامین، کتابوں پر سیر حاصل تبصرے اور افسانے بھی قلم بند کئے۔حق گوئی اور بیباکی آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔آپ کی دو تالیفات ''سرمایۂ سخنوراں'' اور ''ڈاکٹر الف انصاری حیات اور کارنامے'' منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔آپ میں زودنویسی ایسی ہے کہ دو تین نشستوں میں ایک مضمون اور ایک نشست میں ایک غزل تو کہہ ہی لیتے ہیں۔فی الحال آپ کو کسی استاد کی رہنمائی حاصل نہیں ہے۔اپنی نثری وشعری تخلیقات کی نوک پلک خود سنوار لیتے ہیں جو قابلِ ستائش ہے۔

آپ کے نثری وشعری استحقاق پر کسی کو اشتباہ نہیں جس کا ثبوت آپ کی مطبوعہ نگارشات ہیں نیز ایک اچھے نقیب کی حیثیت سے بھی اپنی خاص پہچان بنائی ہے۔گرچہ آپ آتش نوا مقرر نہیں ہیں لیکن آپ کی تقریری صلاحیت کا ایک حلقہ معترف ہے۔یعنی آپ کی شخصیت کئی خوبیوں کا مجموعہ ہے۔اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی سنوارنے اور نکھارنے میں کبھی بے اعتنائی نہیں برتی۔خوب سے خوب کی تلاش میں ہمیشہ جدوجہد کرتے رہے۔زبان وفن پر

دسترس حاصل کرنے کے لئے وسیع مطالعہ کیا۔ شاعری اور تحریر کو مرصع بنانے کے لئے کافی مشق و مزاولت کی ہے جس کے سبب آپ نثر و شعر میں صرف ونحو کا اچھا ادراک رکھتے ہیں۔ شعر یا مضامین قلمبند کرتے وقت محتاط رہتے ہیں۔ اپنی تخلیق پر بار بار نظر ثانی کرتے ہیں۔ عبارت آرائی پر خاص توجہ دیتے ہیں تا کہ شعری و نثری تخلیق زبان و بیان اور فنی عیوب سے پاک ہو۔ شعر بحر سے خارج نہ ہو مصرعے دولخت نہ ہوں، لفظوں کی صحت مجروح نہ ہو اور جب نثر لکھتے ہیں تو نثری تقاضوں کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں تا کہ جملے بے ربط اور مبہم نہ ہوں، ژولیدگی اور ثقالت سے پاک ہوں۔ یہ خوبیاں آپ کو ایک ناقد کی صف میں کھڑا کرتی ہیں۔ عام طور سے لوگ مشاہیر اہل قلم پر قلم اٹھاتے ہیں لیکن شمس افتخاری کے ساتھ معاملہ برعکس ہے یعنی نئی نسل کے اس ہونہار قلم کار پر مختلف اہل قلم آپ کے فن اور شخصیت پر مضامین قلمبند کر چکے ہیں۔

آپ جب کسی شاعر یا ادیب کے فن اور شخصیت پر قلم اٹھاتے ہیں تو ایک حق گو اور بیباک قلمکار کا فرض ادا کرتے ہوئے زبان و بیان اور دیگر خوبیوں کے ساتھ معائب کی نشاندہی بھی مع دلائل کرتے ہیں جس سے آپ کی تنقیدی بصیرت کا علم ہوتا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ محاسن کے ساتھ معائب کی نشاندہی کرنا بھی قلمکار کا فرض ہوتا ہے ورنہ مضمون توصیفی ہو جاتا ہے اس سے پرہیز لازمی ہے۔ آپ کی نثری و شعری و فنی صلاحیتوں کا اعتراف نہ صرف احباب بلکہ مخالفین بھی کرتے ہیں۔ بہت ہی قلیل مدت میں آپ نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا ہے۔ آپ کا مستقبل یقیناً تابناک نظر آتا ہے۔ ادبی مذاق کے ساتھ آپ کی تحریروں میں مذہبی رجحان واضح طور پر نظر آتے ہیں جو آپ کے جذبات واحساسات کے ترجمان ہیں۔ اس مضمون میں ان کے اسی مذہبی جذبات واحساسات کا جائزہ لینا مقصود ہے یعنی اگر اصنافِ شاعری پر قلم اٹھانے کے ساتھ انہوں نے نعتِ پاک بھی کثرت سے کہی ہے اس لئے آپ کی نعتیہ شاعری کا اجمالی جائزہ لینے سے قبل نعتِ پاک کے تقاضوں کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ، اخلاص و کردار اور دیگر اوصاف کی مدح میں کہی جانے والی نظم کو نعت کہتے ہیں۔ صدیوں سے شعراء حضرات بارگاہِ رسالت مآب میں اپنی عقیدت و محبت کا پُر خلوص اظہار نعتوں کے وسیلے سے کرتے آرہے ہیں۔ بقول شخصے! نعتِ پاک نظم کرنا دو دھاری تلوار پر چلنا ہے کیونکہ قلم کی ذرا سی لغزش سے شاعر گناہ کا مرتکب ہو سکتا

ہے اس لئے ہر شاعر کو نعتِ پاک لکھتے وقت محتاط ہو کر قلم اٹھانا چاہئے۔ شاعر کا مطالعہ جتنا وسیع، فکر میں وسعت اور پاکیزگی ہوگی اس کا کلام اتنا ہی مربوط و مرصع ہوگا۔ چونکہ شاعر آپ ؐ کی سیرت پاک، حیاتِ مبارکہ اور معجزات کو شعری حسن کے ساتھ پیکر تراشی کرتا ہے اس لئے نعت گو شعراء کو ان اصولوں پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ نعتِ پاک لکھتے وقت اگر شاعر کے دل میں والہانہ عشقِ رسول ﷺ نہیں ہے تو پھر وہ نعت کا حق پوری طرح ادا نہیں کر سکے گا۔

پیش نظر چند نعتیہ اشعار میں ایسی حلاوت ہے جس کا ذائقہ آپ خود محسوس کریں گے۔ یہ اشعار ان کے جذبات واحساسات کے ترجمان ہیں۔ کہیں آپ نے حضور کی سیرت اور حیاتِ مبارکہ کو بیان کیا ہے تو کہیں دیدار رسول ؐ کے خواہش مند ہیں اور کہیں خواب میں دیکھنے کی تمنا ہے تو کہیں شہرِ مدینہ میں مرنے کی آرزو کی ہے اور مرنے سے قبل آپ نے تمنا کی ہے کہ زبان سے درود محمد ؐ اور سلام ادا ہو۔ آپ جب نعتِ پاک لکھتے ہیں تو وقتی طور پر آپ پر سرشاری کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور عشقِ رسول ؐ کا اظہار کرتے وقت جو دیوانگی طاری ہوتی ہے اس کے غماز ان کے اشعار ہیں لیکن اس دیوانگی میں قلم کو قابو میں رکھتے ہیں۔ نیز والہانی عقیدت کے اظہار میں حفظِ مراتب کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں اور حدادب کو پار نہیں کرتے۔ شمس صاحب اپنی عقیدت، حبِ رسول ؐ اور جذبۂ عشقِ رسول ؐ کا پُر خلوص اظہار اس طرح کرتے ہیں:

عشقِ رسولِ پاک ؐ ہے جس دل میں جاگزیں
روزِ جزا کا خوف اسے اک ذرا نہیں

آپ کی پیروی جو کرتا ہے
اس کے حق میں کوئی عذاب نہیں

در پہ آقا ؐ کے دم نکل جائے
اور کچھ چاہئے جناب نہیں

مرا دل کبھی شمس مردہ نہ ہوگا
مرے دل پہ لکھا ہے نام محمد ؐ

مدینے کی سمت خواب ہی میں
ہمارا دل مائلِ سفر ہے

موصوف ایک شعر میں کہتے ہیں کہ میری تمنا ہے کہ شب و روز مدینے میں حضورؐ کے روضے کا دیدار کرتا رہوں حتیٰ کہ خوابیدہ آنکھوں میں بھی ان کا دل مدینے کی طرف مائلِ سفر رہتا ہے۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ جس کے دل میں عشقِ رسولؐ ہے اسے روزِ محشر کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ آپ نے یہ خواہش کی ہے کہ میری روح حضورؐ کے در پر نکلے اس سے بڑھ کر ان کی اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ ان کی دیرینہ آرزوئیں کیا ہیں اس کا اظہار بھی انہوں نے ذیل کے اشعار میں اس طرح کیا ہے۔

در رحمت پہ قضا آئے تو قسمت جاگے
لے کے حسرت درِ سرکار پہ ہم آئے ہیں
اتنی سے آرزو ہے دلِ شمس میں خدا
جب تک نبی کو دیکھوں نہ آئے قضا نہیں
کاش! ہوتا سگِ درِ احمدؐ
بارہا دل میں خواہشیں آئیں

اللہ تبارک تعالیٰ نے شمس کو نعتِ پاک کہنے کی توفیق عطا کی ہے اور عقیدہ بھی مستحکم عطا کیا ہے جس کے سبب آپ بارگاہِ حضورِ اقدسؐ میں نعت کے نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں اور واقعات و حقائق کو نعتِ پاک کے دو مصرعوں میں بڑی سادگی، سنجیدگی اور پرکاری سے نظم کرتے ہیں۔ قلم ان کی دسترس میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا شعر نوکِ قلم سے وجود میں نہ آجائے جو خلافِ شریعت اور خلاف قرآن و حدیث ہو۔ مثلاً

دیکھ کر آتشِ دوزخ کو ہراساں کیوں ہو
عاصیو! دیکھو شہنشاہ اُمم آئے ہیں
سرکار کو کہتے ہیں بشر اپنی طرح کیوں
ثانی بھی نہیں ان کا سایہ بھی نہیں ہے
نبیؐ کو رب نے نوازا کتنا
جہاں کی تخلیق ان کے سر ہے
پڑھ کے قرآن دیکھ لینا
مصطفےٰ پر نگارشیں آئیں

نعتِ پاک کہتے وقت اگر شاعر کے دل میں حبِ رسول نہیں ہے تو پھر وہ سچے جذبات کی عکاسی نہیں کر سکتا لیکن شمس کی نعتِ پاک میں جذبۂ حبِ رسول بھی ہے اور عقیدت کے سچے جذبات بھی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کی نعتیں قاری کے دل و ذہن کو متاثر کرتی ہیں کیونکہ آپ نعتِ رسول رقم کرتے وقت حضورؐ کی توصیف و ثناخوانی میں خود پر قابو نہیں رکھ پاتے اور جذبۂ عقیدت سے سرشار ہو کر صمیمِ قلب سے شعر کہتے ہیں جو ان کی دیوانگی کے شاہد ہیں۔ انہوں نے سرورِ کونین کی حیاتِ مقدسہ اور سیرتِ مبارکہ کو چند شعروں میں نہایت ادب و احترام سے یوں پیش کیا۔

ضعیفہ رو پڑی جس دم گئے عیادت کو
شہِ مدینہ کا انداز کتنا پیارا ہے
آنکھیں نہیں ہٹتی ہیں رخِ انور سے
یوں چہرہ ہلالی ہے شہِ والا کا
دشمن بھی کہے ان کو امین و صادق
کردار مثالی ہے شہِ والا کا

شمس افتخاری کی نعتوں کو ہم سہل نگاری کی بہترین مثال کہہ سکتے ہیں۔ انہوں نے چھوٹی بحروں میں بھی بیشتر اشعار کہے ہیں جسے لوگ عموماً آسان سمجھتے ہیں جب کہ چھوٹی بحروں میں شعر کہنا مشکل ہے۔ سہل نگاری ایسی ہے کہ شمس کی چھوٹی یا بڑی بحروں میں ایک بھی شعر ایسا نہیں ہے جو سر سے گزر جائے مثلاً

تمنا یہی ہے مروں پڑھتے پڑھتے
درودِ محمدؐ سلامِ محمدؐ
تو چل شمس ایسے رہ مصطفیٰؐ پر
جو دیکھے وہ بولے غلامِ محمدؐ
کامرانی نبی کے ہاتھ آئی
بن کے فتح ان کی کوششیں آئیں
دائی حلیمہ! دن ترے اب پھر ہی جائیں گے
دونوں جہاں کے مالک و مختار آئے ہیں

شمس افتخاری نے سہل نگاری کی چند عمدہ مثالیں ذیل کے اشعار میں پیش کی ہیں جن میں "سورج کے پلٹ آنے" اور شق القمر کے معجزات کو دلکش پیرائے میں اس طرح نظم کیا ہے کہ شعر میں لطف پیدا ہو گیا ہے۔

شق چاند ہوا اور پلٹ شمس آیا
ہر قول کمالی ہے شہِ والا کا
انگلی سے اک اشارہ کیا چاند شق ہوا
بوجہل، بول کیا یہ کھلا معجزہ نہیں
اسی سے تم عظمت جان لو محمدؐ کی
کیا اشارہ ہوا چاند پارہ پارہ ہے

شمس افتخاری نے اپنے شعروں میں صرف سہل نگاری کے جوہر نہیں دکھائے بلکہ سخت ردیف میں بھی نعتیں کہی ہیں اور اچھے شعر نکال کر اپنی صلابت فکری کے نمونے پیش کئے ہیں جیسے

نعتِ سرکار کا اثر ہے یہ
شمس چل کر ستائشیں آئیں
تمنا کی دل میں بنا کعبہ قبلہ
جہاں! دیکھ لے احتشام محمدؐ
ذکر ان کا خدا، شمس کرے گا اکثر
کب ذکرِ زوالی ہے شہِ والا

شمس افتخاری نعتِ پاک کہتے وقت محتاط رہتے ہیں۔ کافی غور و خوض کے بعد قلم کو جنبش دیتے ہیں۔ جس موضوع یا واقعے کو نظم کرتے ہیں اس کی باریکی اور تہ تک جاتے ہیں۔ سرور کائنات حضورؐ کو نہ خدا سے موازنہ کرتے ہیں اور نہ خدا کا درجہ دیتے ہیں کیوں کہ آپ کو خدا کی عظمت اور مقام کا پورا ادراک ہے۔ اگر حمد لکھی تو خالقِ کائنات خدا کی تمہید، توصیف و ثنا کی اور جب نعتِ پاک کہی تو صرف سرورِ کونین حضورؐ کی مدح کی۔ آپ کے تین اشعار جو حمد سے اخذ ہیں ملاحظہ فرمائیں:

اللہ! صرف تیری ہی ہستی ہے لازوال
ہر چیز کائنات کی ہو جائے گی تمام
جن و بشر ، ملائکہ غلمان و حور کیا
ان سب کی تیرے آگے خدا برتری تمام
پھر بھی نہ ہوسکا تری رحمت کا حق ادا
حالانکہ بندگی میں ہوئی زندگی تمام

کہتے ہیں شاعری شخصیت اور زندگی کا آئینہ ہوتی ہے۔ اگر آپ شمسؔ کے نظریات، خیالات، احساسات و جذبات سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو ان کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کریں جس میں انہوں نے اپنی زندگی کے مقصد کو مثلِ آئینہ بنا کر پیش کر دیا ہے۔

معبود بس وہی ہے مرے مصطفےٰؐ نہیں
لیکن خدا کے نور سے آقاؐ جدا نہیں
اے شاتمِ رسولؐ تو انجام سوچ لے
میرے نبیؐ کا جو نہیں اس کا خدا نہیں

شمسؔ نے پہلے شعر میں خدا اور محبوبِ خدا کے فرق کو واضح کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ خدائے پاک کی ذاتِ اقدس کے بعد جس کا مرتبہ پوری کائنات میں ارفع و اعلیٰ ہے بلاشبہ وہ سرورِ کونین حضورؐ کی ذات مبارکہ ہے اور یہی ان کا پختہ یقین بھی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ:

کردار بے مثال ہے اخلاق لاجواب
کوئی بھی کائنات میں سرکارؐ سا نہیں

شمسؔ افتخاری نے سرورِ کونین حضورؐ کے اخلاقِ حسنہ اور پاکیزہ کردار کو دو مصرعوں میں خوبصورت لہجہ اور دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔ پروردگارِ عالم نے اپنے محبوبؐ ذیشان پر نہ صرف قرآن نازل کیا بلکہ آپؐ کے لئے کائنات تخلیق کی۔ اللہ نے پیارے حبیب حضورؐ کو کیا مقام عطا کیا ہے اس کا اظہار شاعر نے اس طرح کیا ہے۔

کر اس سے تعین مقامِ محمدؐ
کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

ربِ کائنات نے اپنے نور سے اول و آخری نبی حضورؐ کو خلق کیا اور آپ ہی کے لئے کائنات کی تخلیق کی۔ آپؐ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں ہے شاعر اس کی وضاحت اس طرح کرتا ہے۔

نبی کا سایہ ہے کوئی نہ کوئی ثانی ہے
بڑے سلیقے سے رب نے انہیں سنوارا ہے
اللہ کو محبوب ہیں اس درجہ محمدؐ
ان کے ہی لئے خلق کیا عرشِ بریں ہے

الختصر یہ کہ شمسؔ صاحب ایک خوش فکر، حساس، پاکیزہ اور مذہبی خیالات کے شاعر ہیں بالخصوص شعور کی پختگی، سلیقہ، اظہار، سلاست زبان اور فکری صلابت ان کی نعتیہ شاعری کی ایسی خصوصیات ہیں جو قاری کے ذہن و فکر میں تازگی اور قلب و جگر کو روشن کرتے ہیں۔ آپ کا تخلیقی سفر ہنوز جاری ہے۔ آپ کی ادبی رفتار مختلف منزلیں طے کر رہی ہے۔ اگر نثری و شعری میدان میں آپ کی تیز گامی اسی طرح برقرار رہی تو آپ اپنے نام کے اعتبار سے اسمِ بامسمیٰ ثابت ہوں گے۔

ڈاکٹر الف انصاری

ثنائے مالکِ جہاں

لیتے ہی نام رب کا ہوئی تیرگی تمام
ہر سمت جگمگانے لگی روشنی تمام

دنیا کی بادشاہتِ عظمیٰ کا ذکر کیا
ربِّ قدیر تجھ پہ ہر اک خسروی تمام

جنّ و بشر ، ملائکہ ، غلمان و حور کیا
ان سب کی تیرے آگے خدا برتری تمام

پھر بھی نہ ہوسکا تری رحمت کا حق ادا
حالانکہ بندگی میں ہوئی زندگی تمام

تاروں کی ، کہکشاں کی کہ خورشید و ماہ کی
نورِ خدا کے آگے ہر اک روشنی تمام

ہم چاند پر پہنچ کے بھی بے بس ہیں آج بھی
تجھ پر خدائے دہر ہر اک آگہی تمام

کبر و غرور رکھا ہے اپنے لئے خدا
رکھی ہے ہر بشر کے لئے عاجزی تمام

بندوں سے اپنے اُس کی محبت کی حد نہیں
رب کی وفا کے آگے ہر اک عاشقی تمام

تکلیف دور کرتا ہے بس ایک آن میں
آگے خدا کے ، دہر کی دلبستگی تمام

دیکھے ہیں ہم نے خوب زمانے کے فیصلے
پر سامنے خدا کے ہر اک منصفی تمام

اللہ! صرف تیری ہی ہستی ہے لازوال
ہر چیز کائنات کی ہوجائے گی تمام

کرتا عطا نہ تجھ کو خدا گر شعور و عقل
ہوجاتی پھر تو شمسؔ تری شاعری تمام

نعتِ پاک

سب پر لٹانے رحمت و انوار آئے ہیں
تیرہ شبی مٹانے کو سرکار آئے ہیں

صف میں کھڑے ہوئے ہیں سبھی انبیاء کرام
بن کے امام سید ابرار آئے ہیں

دائی حلیمہ! دن ترے اب پھر ہی جائیں گے
دونوں جہاں کے مالک و مختار آئے ہیں

نکہت سی بس گئی ہے ہر اک سمت بزم میں
محسوس ہو رہا ہے کہ سرکار آئے ہیں

خاکی بدن کو چھوڑ کے برزخ میں ہم نشیں!
کرنے رسول پاکؐ کا دیدار آئے ہیں

سر کو جھکا کے حضرت صدیقؓ نے کہا
خدمت میں آپ کی لئے گھر بار آئے ہیں

بخشش کی اک نظر شہِ ابرار ڈالئے
چوکھٹ پہ اشک بار گنہگار آئے ہیں

کیا لطف ہم بتائیں دیارِ رسولؐ کا
اے شمسؔ! بن کے ہم مہِ ضو بار آئے ہیں

نعتِ رسول

جو غلامِ شہِ دو جہاں ہوگیا
اُس بشر پر خدا مہرباں ہوگیا

آفتابِ رسالت کی آمد ہوئی
گھر حلیمہ ترا ضو فشاں ہوگیا

ایک صحرا کی مانند تھا یہ جہاں
آپ آئے جہاں گلستاں ہوگیا

قتل کرنے چلا تھا جو سرکار کو
اُن کی باتیں سنیں مدح خواں ہوگیا

نام اُن کا لیا جب بڑھا دردِ جاں
ختم اک آن میں دردِ جاں ہوگیا

کتنی تاثیر تھی آپ کی بات میں
حاملِ دینِ حق کل جہاں ہوگیا

نعتِ سرکار کا یہ اثر دیکھیے
شمسؔ! اک ذرّہ تھا کہکشاں ہوگیا

مصطفیٰ سے حیات روشن ہے

ذرّے ذرّے کی ذات روشن ہے
مصطفیٰ سے حیات روشن ہے

نورِ محبوبِ خالقِ کل سے
دہر کیا، کائنات روشن ہے

ہے کلامِ خدا کلامِ نبیؐ
اس لئے ان کی بات روشن ہے

پیروی جس نے کی محمدؐ کی
اُس بشر کی حیات روشن ہے

خاتمہ کیوں نہ ہو شبِ غم کا
سر پہ اُن کا جو ہاتھ روشن ہے

اپنی اوقات کیا ہے فیض ان کا
ہستیِ بے ثبات روشن ہے

ہے کرشمہ یہ نورِ احمد کا
دن بھی روشن ہے رات روشن ہے

عشق جس کو ہے مصطفیٰ سے شمسؔ!
اس کی راہِ نجات روشن ہے

نعتِ شہِ لولاک

ارض روشن ہے آسماں روشن
نورِ احمد سے کل جہاں روشن

ایک اک پھول مشک بار اُن سے
اور اُن سے ہی کہکشاں روشن

ہے گواہ آج بھی کلامِ خدا
مصطفیٰ کا ہر اک بیاں روشن

جو کہا ہوگیا شہاً نے مرے
میرے آقا کی ہے زباں روشن

آپؐ کو نورِ حق سے ہے نسبت
آپؐ کی ذات بے گماں روشن

ہے یہ تاثیر ذکرِ احمد کی
دل بھی روشن ہے اور زباں روشن

اُمتی کیوں رہیں پرے جنت
جبکہ اُن سے ہی ہے جناں روشن

دیکھئے مدحتِ نبیؐ کا اثر
ہوگیا اسمِ نعت خواں روشن

ذرّہ ذرّہ ہے آپ کے دم سے
آپ سے بحرِ بے کراں روشن

ہے عنایت شہِ مدینہ کی
خامۂ شمسِ ناتواں روشن

نعتِ فخرِ موجودات

جو ہوا آپ کا نہیں آقا
اس سے راضی نہیں خدا آقا

ہم نے مانا خدا نہیں ''آقا''
پر خدا سے جدا نہیں آقا

سامنے آپ کی صداقت کے
آئینہ آئینہ نہیں آقا

ایک اک گل چمن میں دیکھا ہے
آپ سا خوشنما نہیں آقا

آپؐ اوّل ہیں آپؐ آخر ہیں
کوئی اور دوسرا نہیں آقا

ہیں بزرگ آپ بعد از اللہ!
اس میں شک اک ذرا نہیں آقا

بندۂ رب وہ کون ہے جس کو
آپ کا آسرا نہیں آقا

اُس کی قسمت خراب ہے جس کا
آپ سے واسطہ نہیں آقا

نوح ہوں، لوط ہوں کہ موسیٰ ہوں
کوئی بھی آپ سا نہیں آقا

اپنی چوکھٹ پہ اس کو ''جا'' دیجے
کوئی بھی شمس کا نہیں آقا

نعتِ سید الابرار

طیبہ کی جسے راس ہوائیں آئیں
راس اُس کو ہی جنت کی فضائیں آئیں

سب کا ہے فقط "ایک خدا ایک خدا"!
فاران کی چوٹی سے صدائیں آئیں

الحاد ہی چھایا تھا زمانے بھر میں
وہ آئے تو ایماں کی ہوائیں آئیں

تاثیر یہ ہے ذکرِ شہِ بطحا کی
ٹل سر سے گئیں جب بھی بلائیں آئیں

اصرارِ ابوجہل بہ حکمِ نبیؐ سے
ہر کنکری سے حق کی صدائیں آئیں

جتنا بھی کریں ناز وہ خود پر کم ہے
جس جس کو مدینے میں قضائیں آئیں

سرکار کے آتے ہی زمانے بھر میں
انوار کی رحمت کی گھٹائیں آئیں

نعتِ فخرِ موجودات

ہر اک لب پر ترانہ ہے شہِ بطحا کی عظمت کا
جہاں قائل ہے سرکارِ دو عالم کی رسالت کا
مجھے خوفِ جہنم ہے نہ ڈر مجھ کو قیامت کا
سہارا مجھ کو حاصل ہے مرے آقا کی رحمت کا
خدارا! درگزر کردے، مری امّت کے عصیاں کو
رہا وقتِ تولد بھی، خیال اُن کو تو امّت کا
پرایا ہو کہ اپنا ہو، کرم کرتے رہیں یکساں
انہیں بخشا گیا یارو! لقب عالم کی رحمت کا
ہوا حکمِ شہِ طیبہ، ہوا شق چاند کا سینہ
یہ ادنیٰ معجزہ ہے یار! میرے جانِ رحمت کا
جبیں سجدے میں تھی آنکھوں سے جاری اشک تھے یارو!
یہ عالم تھا مرے پیارے محمدؐ کی عبادت کا
کہا بابِ علوم و فن، علیؓ کو آپؐ نے آقا!
لقب بخشا گیا صدیقِ اکبرؓ کو صداقت کا
محمدؐ نے تدبر سے مسائل حل کئے سارے
جہاں لوہا نہ مانے کیوں رسولِ رب کی حکمت کا
انہیں حاجت روا کہنا، سراسر حق بجانب ہے
"درِ دولت پہ اک میلہ لگا ہے اہلِ حاجت کا"
نہ دولت کی تمنا ہے نہ حشمت کی تمنا ہے
سوالی شمسؔ ہے بس آپ کی چشمِ عنایت کا

نعتِ رسول

ہے یہی میری تمنا یا نبیؐ
دیکھ لوں آنکھوں سے روضہ یا نبیؐ
آپ کے صدقے میں محبوبِ خدا!
رب نے کی تخلیق دنیا یا نبیؐ
آپؐ کا ہمسر نہیں ثانی نہیں
آپؐ ارفع آپؐ اعلیٰ یا نبیؐ
ہر گھڑی پڑھتا رہوں صلِّ علا
ہو یہی میرا وظیفہ یا نبیؐ
آپؐ کی صورت نظر آئے شہا
جب بھی نکلے دم ہمارا یا نبیؐ
رات دن رحمت جہاں برسا کیے
شہر وہ ہے شہرِ طیبہ یا نبیؐ
ڈوبتا سورج ہوا واپس حضور!
آپؐ کا پاکر اشارا یا نبیؐ
آپؐ کی آمد پہ قصرِ باطلہ
ہوگیا ہے پارہ پارہ یا نبیؐ
آپؐ ہی کے نور سے روشن ہیں سب
چاند ، سورج اور تارا یا نبیؐ
ہیں معطر آپؐ سے اہلِ چمن
گل ، کلی ، غنچہ ، شگوفہ یا نبیؐ
کیوں نہ دنیا آپؐ ہی پر ہو فدا
ہیں چہیتا آپؐ رب کا یا نبیؐ
ہے اثر نعتِ شہِ لولاک کا
ہوگیا ہے شمسؔ اعلا یا نبیؐ

قاصدِ رب آپؐ سا کوئی نہیں

انبیاء میں دوسرا کوئی نہیں
قاصدِ رب آپؐ سا کوئی نہیں

شاہِ بطحا کے سوا کوئی نہیں
عرش پر رب سے ملا کوئی نہیں

لب پہ ہے صلّے علا صلّے علا
اور میرا مشغلہ کوئی نہیں

راز ہائے زیست سے واقف کیا
اُن سے بہتر پیشوا کوئی نہیں

جن کے صدقے میں بنی ہے کائنات
مصطفےٰ ہیں دوسرا کوئی نہیں

دو جہاں میں آپؐ جیسا مصطفےٰ
حاملِ جود و سخا کوئی نہیں

متفق ہے کل جہاں اس بات پر
آپؐ جیسا رہنما کوئی نہیں

ہم کو ہے جن کی شفاعت پر یقیں
آپؐ ہی ہیں دوسرا کوئی نہیں

بخش دشمن کو دیا ہے آپؐ نے
آپؐ نے کی بد دعا کوئی نہیں

آپؐ کے دیں پر چلا پائی نجات
اس سے بہتر سلسلہ کوئی نہیں

کشتیِ دیں پار کی ہے آپؐ نے
آپؐ جیسا ناخدا کوئی نہیں

رب نے اُنؐ کی ہر دعا منظور کی
رد ہوئی اُنؐ کی دعا کوئی نہیں

ماہ و انجم ، کہکشاں ، قوسِ قزح
آپؐ سا تو خوشنما کوئی نہیں

چھوڑ کر در آپؐ کا جائے کہاں
شمسؔ کا تو آسرا کوئی نہیں

نعتِ رسولِ خدا

کر اس سے تعین مقامِ محمدؐ
کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ
وہ رکھتا ہے دنیا کو ٹھوکر میں اپنی
حقیقت میں جو ہے غلامِ محمدؐ
ہے گر آپ کو امنِ عالم کی خواہش
کریں آپ قائم نظامِ محمدؐ
اویسؓ! آپ نے دانت سب توڑ ڈالے
ہے کون؟ آپ جیسا غلامِ محمدؐ
تمنا، کی دل میں، بنا کعبہ قبلہ
جہاں! دیکھ لے احتشامِ محمدؐ
یہ دولت ، یہ بنگلہ کی کیا ہے حقیقت
فدا جان بھی ہے بنامِ محمدؐ
جو کہتے ہیں اُن کو بشر اپنے جیسا
کریں گے وہ کیا احترامِ محمدؐ
تمنا یہی ہے مروں پڑھتے پڑھتے
درودِ محمدؐ سلامِ محمدؐ
مرا دل کبھی شمسؔ! مردہ نہ ہوگا
مرے دل پہ لکھا ہے نامِ محمدؐ
تو چل شمسؔ ایسے ، رہِ مصطفٰےؐ پر
جو دیکھے ، وہ بولے غلامِ محمدؐ

نعتِ سرکارِ مدینہ

آپ سے بہتر انتخاب نہیں
یا نبیؐ آپ کا جواب نہیں
مصطفٰے کے پسینے سے بڑھ کر
نرگس و موگرا گلاب نہیں
ہے سفر آخری بھرم رکھنا
اے شہا! کوئی ہم رکاب نہیں
ان کے اقوال سامنے رکھیے
ان سے بہتر کوئی نصاب نہیں
جتنا روشن نبیؐ کا چہرہ ہے
اتنا روشن تو آفتاب نہیں
آپؐ کی پیروی جو کرتا ہے
اُس کے حق میں کوئی عذاب نہیں
مہر و الفت ، وفا ، سخاوت کا
آپ سے بڑھ کے کوئی باب نہیں
قبر میں آپؐ کا رخِ انور
کیسے دیکھوں کہ اتنی تاب نہیں
رب نے نازل کی آپ پر جو شہا!
اس سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں
جب سے دیکھا ہے خواب میں ان کو
دل کو راحت ہے اضطراب نہیں
در پہ آقا کے دم نکل جائے
اور کچھ چاہیئے جناب نہیں
شمسؔ کے بخت میں شہا کہیئے!
صبحِ طیبہ کا آفتاب نہیں؟

نعتِ شہِ دیں

اسی سے روشن رخِ قمر ہے
"چمک جو روئے رسولؐ پر ہے"
گزر ہوا ہے ادھر سے اُن کا
جبھی معطر یہ رہ گزر ہے
مدینے کی سمت خواب ہی میں
ہمارا دل مائلِ سفر ہے
نبیؐ کو رب نے نوازا کتنا
جہاں کی تخلیق اُن کے سر ہے
خدیجہؓ، صدیقؓ سب نے مانا
نبیؐ کی ہر بات پُر اثر ہے
کروں بیاں ذاتِ مصطفےٰ کیا
بہت معظم ہے معتبر ہے
بتا کہ پیکر ہے نور کا کون؟
نبیؐ کا پیکر ہی سربسر ہے
نبیؐ کے رستے پہ چل رہا ہوں
نہ خوفِ محشر نہ کوئی ڈر ہے
خبر نہیں ہے تجھے وہابی!
ہمارے دل کی انہیں خبر ہے
نبیؐ سے روشن اے شمس صاحب!
جگر جگر ہے نظر نظر ہے

توصیف شہِ والا کی

کُل دہر کا والی ہے شہِ والا کا
رتبہ بہت عالی ہے شہِ والا کا

دنیا کی ہے حسرت نہ ارم کی خواہش
دل میرا سوالی ہے شہِ والا کا

آنکھیں نہیں ہٹتی ہیں رخِ انور سے
یوں چہرہ ہلالی ہے شہِ والا کا

ہر تارہ ہے روشن رخِ شاہ دیں سے
رخ کتنا جمالی ہے شہِ والا کا

شق چاند ہوا اور پلٹ شمس آیا
ہر قول کمالی ہے شہِ والا کا

انداز بڑا دلکش و دل آساں ہے
کب طرز جلالی ہے شہِ والا کا

بخشا جو سراقہ کو طلائی کنگن
تحفہ وہ حلالی ہے شہِ والا کا

صدیق کو بخشا ہے صداقت کا علَم
کب ہاتھ وہ خالی ہے شہِ والا کا

دشمن بھی کہے اُن کو امین و صادق
کردار مثالی ہے شہِ والا کا

ذکر اُن کا خدا شمسؔ! کرے گا اکثر
کب ذکر زوالی ہے شہِ والا کا

نعتِ محبوبِ خدائے جہاں

اک پل کے لئے ہٹتی نہیں اس سے نظر ہے
یہ گنبدِ خضریٰ ہے محمدؐ کا یہ در ہے

دن رات جہاں بارشِ رحمت ہے برستی
وہ طیبہ نگر طیبہ نگر طیبہ نگر ہے

اے گردشِ دوراں میں ڈروں تجھ سے بھلا کیوں؟
حالت پہ مری شاہِ مدینہ کی نظر ہے

اصحابِ شہِ طیبہ کا کیا ذکر کریں ہم
ہے لعل بدخشاں کوئی تو کوئی گہر ہے

دنیا کے نظارے ہوں مبارک تمہیں لوگو!
بس گنبدِ خضریٰ پہ ٹکی میری نظر ہے

انوارِ شہِ کون و مکاں ہی کی بدولت
خورشید بھی روشن ہے ضیا بار قمر ہے

جنت کے تمنائی چلو ساتھ ہمارے
یہ راہ مدینہ ہے یہی تو وہ ڈگر ہے

اے طالبِ دنیا! تجھے دنیا ہو مبارک
مطلوب مجھے احمدِ مختار کا در ہے

کچھ اپنی خبر ہے نہ زمانے کی خبر ہے
"تصویرِ مدینہ پہ ابھی میری نظر ہے"

اک شمسؔ طلب گار شفاعت نہیں تنہا
آقا کی شفاعت پہ دو عالم کی نظر ہے

نعتِ نازشِ انبیاءؐ

ہو نظر ہم پہ بھی سر تا بہ قدم آئے ہیں
''در پہ ہم آپ کے با دیدۂ نم آئے ہیں''

کس قدر شان سے شاہِ ذی حشم آئے ہیں
توڑنے دیکھئے! باطل کا بھرم آئے ہیں

دیکھ کر آتشِ دوزخ کو ہراساں کیوں ہو؟
عاصیو! دیکھو، شہنشاہِ اُمم آئے ہیں

ظلمتِ رنج و الم اب نہ رہے گی باقی
دیکھئے! لے کے وہ انوارِ کرم آئے ہیں

اہلِ عصیاں سے یہ کہہ دو! کہ محمدؐ میرے
رکھنے ہم سب کا زمانے میں بھرم آئے ہیں

عاصیو! غم نہ کرو، گرمیِ محشر کا ذرا
بن کے سرکار مرے ابرِ کرم آئے ہیں

درِ رحمت پہ قضا آئے تو قسمت جاگے
لے کے حسرت درِ سرکار پہ ہم آئے ہیں

دیجئے! مجھ کو بھی خوشیوں کا خزانہ آقا!
کیف کے لمحے مری زیست میں کم آئے ہیں

خاک سمجھیں گے وہ محبوبِ خدا کا رتبہ
جس کے حصے میں پرستش کو صنم آئے ہیں

شمسؔ ہم ناز کریں جتنا بھی اُن پر کم ہے
بانٹنے ہم میں وہ توقیر و حشم آئے ہیں

نعتِ رسول

صحرا کو ایک آن میں گلشن بنا دیا
اُن کے قدم نے خاک کو کندن بنا دیا

دستِ تہی کو دستِ عنایت سے آپؐ نے
خوشیاں بھری ہوں جن میں وہ دامن بنا دیا

آلودہ میرا دل تھا کدورت کی دھول سے
اُن کی نگاہِ ناز نے درپن بنا دیا

ہم گرمیِ الم سے جھلسنے لگے تھے جب
گرمی کی رُت کو آپؐ نے ساون بنا دیا

اُن کو بشر نہ کہہ سکے اپنی طرح کوئی
سرکارؐ کے پسینے کو چندن بنا دیا

اہلِ جہاں ہیں دنگ کرشمہ یہ دیکھ کر
خارِ جہاں کو آپؐ نے سوسن بنا دیا

آقاؐ کے اختیار کا عالم نہ پوچھئے
دشمن کے دل کو پیار کا درپن بنا دیا

خواہش کرے ہیں جس کی گنہگار و متقی
ماں کے قدم کے نیچے وہ مسکن بنا دیا

اخلاق کے ذریعہ ہوئے دل پہ فتح یاب
اخلاق کو حضورؐ نے اک فن بنا دیا

بخشا اثر دوا کا لعابِ نبیؐ کو شمسؔ!
نابینا کو بھی دیدۂ روشن بنا دیا

نعتِ شہِ لولاک

چلنا رہِ حیات پہ آسان ہوگیا
حاصل نبی کا جب مجھے فیضان ہوگیا

کتنا عظیم خلق پہ احسان ہوگیا
آپ آئے دل جہاں کا مسلمان ہوگیا

آئے نظر ہیں خواب میں سرکارِ دو جہاں
پورا ہمارے دل کا بھی ارمان ہوگیا

کشتی بھنور سے آئی نکل ایک آن میں
سرکارؐ کا خیال نگہبان ہوگیا

ادنیٰ بشر تھا عزت و توقیر کچھ نہ تھی
سرکارؐ کی نظر پڑی سلطان ہوگیا

اللہ کا کلام ہے سرکارؐ کا کلام
اس بات کا گواہ تو قرآن ہوگیا

آمد ہوئی حضورؐ کی جس وقت دہر میں
صحرا نما جہان ، گلستان ہوگیا

اپنے عدو کو آپؐ نے دیکھا جو پیار سے
پڑتے نظر ہی صاحبِ ایمان ہوگیا

صلّے علیٰ کے ورد کا کیا ذکر ہم کریں
مشکل ہر ایک راستہ آسان ہوگیا

اُن پر درود پڑھنے کا ایسا ہوا اثر
ضو بار شمسؔ اپنا بھی ایمان ہوگیا

نعتِ رسول

سرکار سے بھی بڑھ کے بتا کوئی حسیں ہے
بولا یہ فلک کوئی نہیں کوئی نہیں ہے
ابدال، قطب، شاہ، گدا یا کہ ولی ہوں
در پر مرے آقا کے جھکی سب کی جبیں ہے
اللہ کو محبوب ہیں کس درجہ محمدؐ
ان کے ہی لئے خلق کیا عرشِ بریں ہے
دیکھا جو مدینہ تو کہا دل نے چہک کر
یہ خلدِ بریں خلدِ بریں خلدِ بریں ہے
عاصی ہیں، خطا کار ہیں تسلیم ہے ہم کو
پھر بھی ہمیں آقا کی شفاعت پہ یقیں ہے
اس بات سے ظاہر ہے مقامِ شہِ والا
قاصد مرے سرکار کا جبریلِ امیں ہے
طیبہ میں ہوا کرتی ہے بارانِ تجلّی
دنیا میں یہ پُرکیف سماں اور کہیں ہے؟
سرکار کو کہتے ہیں بشر اپنی طرح کیوں؟
ثانی بھی نہیں اُن کا ہے سایہ بھی نہیں ہے
جنت کے تمنائی چلو طیبہ دکھائیں
"جنت بھی یہیں مالکِ جنت بھی یہیں ہے"
اے شمسؔ جہنم نہ جلا پائے گا مجھ کو
یادِ شہِ لولاک مرے دل میں مکیں ہے
اے شمسؔ درود اُن پہ جو پڑھتا ہے مسلسل
قسمت کا دھنی ہے وہ، وہ آقا کے قریں ہے

ثنائے محبوبِ ربِّ کائنات

لاکھ دھڑکے وہ اپنی بلا سے ، اُس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے
خاک دل ہے وہ دل جس میں یارو! شاہِ دیں کی محبت نہیں ہے
چاند، سورج، زمیں آسماں ہو ، کنکری ہو ، شجر ہو ، حجر ہو
کہیئے! وہ کون سی شے ہے جس پر مصطفیٰ کی حکومت نہیں ہے
ہر عبادت میں رو رو کے رب سے اپنی امت کی بخشش ہی چاہی
انبیاء میں شہِ دیں کی جیسی ہاں! کسی کی عبادت نہیں ہے
کوئی جبریل سے جاکے پوچھے مصطفیٰ جانِ رحمت کی رفعت
سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے بولیئے! اُن کی رفعت نہیں ہے؟
اک بھی سائل درِ مصطفیٰ سے ہاتھ خالی کبھی بھی نہ لوٹا
اُن سا دنیا نے دانی نہ دیکھا اُن کی جیسی سخاوت نہیں ہے
بعد رب کے ہمارے نبی ہی سب سے افضل ہیں اعلیٰ ہیں بے شک
سارے عالم میں حاصل کسی کو ایسی قدر و فضیلت نہیں ہے
اک ضعیفہ بدن پر نبیؐ کے ڈال دیتی تھی نفرت سے کوڑا
مصطفیٰ جانِ رحمت کے دل میں اُس کی خاطر بھی نفرت نہیں ہے
بخشی معراج آقا کو رب نے یہ شرف ہے بہت ہی فزوں تر
عرشِ اعظم پہ جانا پھر آنا کیا نبی کی عظمت نہیں ہے؟
اہلِ طائف نے ڈھائے مظالم مصطفیٰ پر مگر مصطفیٰ نے
اُن کی خاطر دعا کی خدا سے دل میں رکھتے عداوت نہیں ہے
چاند چمکے نبیؐ کی ضیا سے، شمسؔ روشن رخِ مصطفیٰ سے
جو بھی دیکھے ہٹائے نہ نظریں اُن کی جیسی شباہت نہیں ہے
شمسؔ دیکھے نگاہوں سے طیبہ ، ہو اگر اک نظر شاہِ بطحا
آرزو ہے زمانے سے لیکن شمسؔ کے پاس دولت نہیں ہے

نعتِ شافعِ محشر

نظر میں اُن کا در ہے
تڑپتا دل ، جگر ہے

بر آئیں گی مرادیں
نبیؐ کو سب خبر ہے

کروں کیا ذکرِ طیبہ
حسیں شام و سحر ہے

سنا ہے خاکِ بطحا
دوائے پُر اثر ہے

محمدؐ کو خدا نے
کہا خیر البشر ہے

نبیؐ کے نام سے روشن
ستارے ہیں قمر ہے

نبی کے دم سے قائم
فلک ہے ، بحر و بر ہے

برستی رحمتیں ہیں
مدینہ وہ نگر ہے

شفاعت کیوں نہ ہوگی
محمدؐ پر نظر ہے

عنایت ہے نبیؐ کی
جو اونچا شمسؔ سر ہے

نعتِ رسول

جوں ہی نظر سے گنبدِ خضریٰ نکل گیا
احساس یوں ہوا کہ کلیجہ نکل گیا
گھِر کر بھنور میں جیسے ہی آواز دی اُنہیں
بچھڑے ہوئے بھنور ہی میں رستہ نکل گیا
انگلی کے اک اشارے سے مہتاب شق ہوا
حکمِ نبیؐ سے شمسؔ دوبارہ نکل گیا
ہر پل درود پڑھنے کا ایسا ہوا اثر
دل میرا خواب ہی میں مدینہ نکل گیا
ڈالی نظر رسولؐ نے حضرت عمرؓ پہ جوں
اسلام کے تئیں تھا جو خدشہ نکل گیا
دیکھا مدینہ دل کو ملا چین ، ہم نشیں!
دل میں چبھا تھا ہجر کا کانٹا نکل گیا
مکّہ سے شاہِ دیں چلے بطحا کی سمت جب
ایسا لگا کہ جیسے اجالا نکل گیا
سمجھا ضعیفہ نے تھا عدو جس کو جان کا
وہ شخصِ معتبر تو مسیحا نکل گیا
اسلام لانے والے کا زندہ ہے معجزہ
گردن اڑانے آیا تھا اپنا نکل گیا
رستہ نظر نہ آتا تھا ظلمت تھی اس قدر
لیتے ہی نام اُن کا ستارہ نکل گیا
طیبہ کو دیکھا خواب میں ایسا لگا ہمیں
ارمان شمسؔ دل کا ہمارا نکل گیا

☆☆

بھروسہ کب رہا اہلِ دول کی دولت پر
"گدائے در کو ہے تکیہ تمہاری رحمت پر"

وہی ہے آخر و اوّل تمام نبیوں میں
ہر اک نبی کا ہے سر خم نبی کی عظمت پر

ہمارے مال کی ، املاک کی حقیقت کیا
ہماری جان بھی قرباں ہے جانِ رحمت پر

گئے وہ عرش پہ ملنے خدائے عالم سے
نگاہِ دہر ہے حیراں نبی کی رفعت پر

بتائیں کیا تجھے بطحا کی ہم اہمیت
نگاہ عشق میں سبقت ہے اُس کو جنت پر

گناہ گار ہوں مانا ، ہوں مطمئن پھر بھی
بھروسہ ہے مجھے سرکار کی شفاعت پر

اُمم کے واسطے اُن کا نماز میں رونا
اُمم کو ناز ہے سرکار کی عبادت پر

لٹائیں الفتیں دشمن پہ شاہِ بطحا نے
جہاں کی الفتیں قرباں نبیؐ کی الفت پر

عطا کیا ہے سراقہ کو سونے کا کنگن
زمانہ دنگ ہے آقا کی اس عنایت پر

خدارا تجھ سے یہی شمسؔ کی گزارش ہے
رہے یہ شمسؔ بھی قائم نبی کی سنّت پر

نعتِ شہِ لولاک

بر حلیمہ کی کاوشیں آئیں
مصطفٰے آئے بخششیں آئیں

کاش! ہوتا سگِ درِ احمدؐ
بارہا دل میں خواہشیں آئیں

جو سدا راہِ مصطفٰے پہ رہے
اُن پہ رب کی نوازشیں آئیں

کیں خطائیں معاف دشمن کی
دل میں کب اُن کی رنجشیں آئیں

عاشقِ مصطفٰے کا کیا کہنا!
اُن کے حصّے میں نازشیں آئیں

منہ کی کھانی پڑی، تجھے بوجہل!
کام تیرے نہ سازشیں آئیں

کامرانی نبیؐ کے ہاتھ آئی
بن کے فتح اُن کی کوششیں آئیں

پڑھ کے قرآن دیکھ لے دنیا!
مصطفٰے پر نگارشیں آئیں

آپؐ آئے تو عالمِ کُل میں
"رحمتِ رب کی بارشیں آئیں"

نعتِ سرکار کا اثر ہے یہ
شمسؔ چل کر ستائشیں آئیں

نعتِ شہِ انبیاء

معبود بس وہی ہے ، مرے مصطفٰے نہیں
لیکن خدا کے نور سے آقا جدا نہیں
سنتے نبیؐ ہیں کب مرے دل کی صدا نہیں
رحمت کا ختم ہوگا کبھی سلسلہ نہیں
صدقے میں جس کے رب نے بنائی ہے کائنات
لاریب مصطفٰے ہیں ، کوئی دوسرا نہیں
کردار بے مثال ہے اخلاق لاجواب
کوئی بھی کائنات میں سرکار سا نہیں
ہیں انبیاء میں افضل و اعلیٰ مرے نبیؐ
اُن کے سوا کسی کو یہ رتبہ ملا نہیں
انگلی سے اک اشارہ کیا چاند شق ہوا
بوجہل! بول کیا یہ کھلا معجزہ نہیں؟
رب نے بلا کے عرش پہ کی اُن سے گفتگو
ایسا شرف کسی کو بھی حاصل ہوا نہیں
سرکار ہی کے نور سے ہر شے ہے ضوفشاں
وہ کون شے ہے جس میں نبیؐ کی ضیا نہیں؟
آقا کی معرفت ہی کلام خدا ملا
کہیے! نبیؐ کا ہم پہ یہ احساں بڑا نہیں؟
اے شاتمِ رسولؐ! تو انجام سوچ لے
میرے نبی کا جو نہیں اُس کا خدا نہیں
عشقِ رسول پاک ہے جس دل میں جاگزیں
روزِ جزا کا خوف اُسے اک ذرا نہیں
اتنی سی آرزو ہے دلِ شمس میں خدا
جب تک نبی کو دیکھوں نہ ، آئے قضا نہیں

نعتِ پاک

سچ ہے کہ کائنات کی ہر چیز بے ثبات ہے
حاصل جسے ثبات ہے وہ تو نبی کی ذات ہے

سورج، قمر، ستارہ کیا، کیا صبح کیا یہ رات ہے
میرے نبیؐ کے نور سے روشن یہ کائنات ہے

جسمِ رسولِ پاک کاؐ سایہ عبث ہے ڈھونڈتا
محبوبِ نورِ حق ہیں وہ، نوری نبی کی ذات ہے

سرکار نے زبان سے جو کچھ کہا وہ ہوگیا
شاہد کلام پاک ہے، روشن نبی کی بات ہے

سب کچھ فنا ہوجائے گا ذکرِ نبی کرے گا رب
ذکرِ نبیؐ کو دائمی رب نے کہا ثبات ہے

ذکرِ خدا کے ساتھ ہی، ذکرِ نبی ہے دم بہ دم
ہیں رنج وغم فنا سبھی روشن مری حیات ہے

دوزخ کی کیا مجال ہے، دامانِ شمسؔ چھو وہ لے
عشقِ نبیؐ میں ڈوب کر، کرتا رقم وہ نعت ہے

راحت ملی، قرار بھی، عزت ملی، مقام بھی
میرے رسولِ پاک کی اے شمسؔ! التفات ہے

نعتِ سید ابرار

نبیؐ کے صدقے میں قائم جہان سارا ہے
"نبیؐ کے نور سے روشن ہر اک ستارہ ہے"

اسی سے تم عَظَمت جان لو محمدؐ کی
کیا اشارہ ہوا چاند پارہ پارہ ہے

نظر کے سامنے کردار ہے محمدؐ کا
یہی تو رشد و ہدایت کا استعارہ ہے

نبیؐ کا سایہ ہے کوئی نہ کوئی ثانی ہے
بڑے سلیقے سے رب نے انہیں سنوارا ہے

گِھری ہے جب بھی تلاطم میں زیست کی کشتی
لیا ہے نامِ نبیؐ ، سامنے کنارہ ہے

خدائے پاک کو کتنا عزیز ہیں آقا!
خدا نے اُن پہ کلام خدا اتارا ہے

کرے وہ ناز مقدر پہ جس قدر کم ہے
درِ رسول پہ جس نے بھی "پل" گزارا ہے

ضعیفہ رو پڑی ، جس دم گئے عیادت کو
شہِ مدینہ کا انداز کتنا پیارا ہے

خدا نے کس کو بنایا ہے ، نور سے اپنے؟
سراپا نور مجسم نبیؐ ہمارا ہے

نفس نفس ہے ہراساں ، سماں ہے محشر کا
حضور! شمس کو بس آپ کا سہارا ہے

☆☆

کلامِ الٰہی یہی کہہ رہا ہے
"ثنائے محمدؐ ثنائے خدا ہے"

چلو اے مریضو! درِ مصطفیٰ پر
سنا ہے وہاں کی ہوا میں شفا ہے

ملی سروری ہے زمانے میں اُس کو
رہِ مصطفیٰ پر بشر جو چلا ہے

جو کرتا ہے دل سے نبیؐ سے محبت
زمانے میں اُس کا بھلا ہی بھلا ہے

گلوں میں بھی ایسی نہیں ملتی خوشبو
پسینے میں اُن کے وہ عنبر بسا ہے

ہوا چاند شق اور سورج بھی پلٹا
کہا جو نبی نے وہی ہوگیا ہے

ابھی مجھ کو للہ! چھیڑو نہ لوگو!
تصور میں میرے رخِ مصطفیٰ ہے

کرم کی نظر شمسؔ پر بھی ذرا ہو
فقط آپ کا مصطفیٰ آسرا ہے

نعتِ محبوبِ خدا

نایاب اک کتاب دیارِ رسول ہے
جنت کا ایک باب دیارِ رسول ہے

شہرِ نبیؐ میں جا کے کریں ناز کیوں نہ ہم
الطاف کا سحاب دیارِ رسول ہے

ہو جائے کیوں نہ پل میں معطر مشامِ جاں
کِھلتا ہوا گلاب دیارِ رسول ہے

ہر ذرّہ کائنات کا جس سے ہے ضوفشاں
ہاں ہاں! وہ آفتاب دیارِ رسول ہے

شہرِ نبیؐ اِدھر ہے ، اُدھر نعمتِ جہاں
میرا تو انتخاب دیارِ رسول ہے

ہر پل تجلیات کی ہوتی ہیں بارشیں
ضو بار اک سحاب دیارِ رسول ہے

ہوتا ہے نیکیوں میں ہر اک لمحہ ہی شمار
وہ جائے پُر ثواب دیارِ رسول ہے

کہیے، جناب! کون ہے شہروں میں بے مثال
کہنے لگے جناب دیارِ رسول ہے

راحت ملے گی دل کو دیارِ رسول میں
"رحمت کا ماہتاب دیارِ رسول ہے"

تقدیر سب کی شمسؔ سنورتی ہے جس جگہ
وہ جائے آب و تاب دیارِ رسول ہے

نعتِ محبوبِ خدا

اک نظر بس اک نظر یا مصطفیٰ
آپ ہیں خیر البشر یا مصطفیٰ

پھر رہا ہوں در بہ در یا مصطفیٰ
لیجئے میری خبر یا مصطفیٰ

بس زمینِ طیبہ کی مٹی ملے
چاہئے مجھ کو نہ زر یا مصطفیٰ

میں چلوں چلتا رہوں اس پر سدا
آپ کی جو ہے ڈگر یا مصطفیٰ

غم کی تپتی دھوپ سے راحت ملے
ہو عنایت کی نظر یا مصطفیٰ

خواب میں قسمت سے آجائے کبھی
آپ کا چہرہ نظر یا مصطفیٰ

ہے یہی دل میں مرے اک آرزو
ہو مدینے کا سفر یا مصطفیٰ

لے کے جنت کیا کروں گا بولئے
بس ملے طیبہ میں گھر یا مصطفیٰ

دینِ برحق پر لٹا دوں جان میں
دیجئے ایسا جگر یا مصطفیٰ

بیٹھ کر طیبہ کی ٹھنڈی چھاؤں میں
دل کہے آٹھوں پہر یا مصطفیٰ

خواہشِ جنت نہیں مجھ کو ذرا
آپ کا مل جائے در یا مصطفیٰ

آرزوئیں آپ کے دیدار کی
ہم کہیں جائیں نہ مر یا مصطفیٰ

دل مرا اب ہند میں لگتا نہیں
دیجئے طیبہ میں گھر یا مصطفیٰ

آپ کا چہرہ رہے پیشِ نظر
آخری جب ہو سفر یا مصطفیٰ

کیوں نہ ہم امید باندھیں آپ سے
آپ ہیں خیر البشر یا مصطفیٰ

حکم سنتے ہی شہا! بس آپ کا
پڑھ اٹھا کلمہ شجر یا مصطفیٰ

اک اشارے پر فلک نے دیکھا ہے
ہوگیا ٹکڑا قمر یا مصطفیٰ

قتل کرنے آیا تھا دل دے گیا
قول کا ایسا اثر یا مصطفیٰ

بس ثنائے مصطفیٰ میں شمسؔ کی
گزرے ہے شام و سحر یا مصطفیٰ

گنبدِ خضریٰ رہے وقتِ قضا
شمسؔ کے پیشِ نظر یا مصطفیٰ

مٹھی بھر نعتیہ رباعیات

سرکارِ دو عالم کی شباہت روشن
عادات ضیا بار تو سیرت روشن
صدقے میں بنی اُن کے ہی دنیا ساری
اس بات سے آقا کی ہے عظمت روشن

☆

باطل کا اندھیرا تھا زمانے بھر میں
ایمان پہ پہرہ تھا زمانے بھر میں
آتے ہی سہِ دیں کے یوں کرنیں پھوٹیں
پُرنور سویرا تھا زمانے بھر میں

☆

جبریلِ امیں ٹھہرے پیمبر اُنؐ کا
سارا یہ زمانہ ہے گداگر اُنؐ کا
کس درجہ عظیم ہیں وہ اللہ، اللہ!
کرتا ہے خدا ذکر فلک پر اُنؐ کا

☆

آقا سا جہاں میں نہیں آیا کوئی
رُتبہ بھی نبیؐ سا نہیں پایا کوئی
کیسے کوئی سمجھے انہیں اپنے جیسا
ثانی نہیں اُنؐ کا نہیں سایہ کوئی

☆

ہر سمت تھا بکھرا ہوا حق کا درپن
ایمان سے خالی تھا جہاں کا گلشن
ہر سمت تھی الحاد کی ظلمت چھائی
سرکار کے آتے ہی ہوا حق روشن

نعتیہ شاعری بنیادی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف پر مبنی ہوتی ہے اور شعراء سرورِ کائنات سے اپنی ارادت و محبت کے مختلف جذبات کا اظہار اپنے اشعار میں کرتے ہیں۔ شاعر کے سینے میں حضورؐ سے محبت جتنی روشن ہوتی ہے، اتنے ہی روشن اُس کے جذبات و محسوسات ہوتے ہیں اور اس کی شاعری قلب و ذہن کو منور کرنے میں ناکام نہیں ہوتی۔ ایک عاشقِ رسول کو جب رسول اللہؐ کی یاد آتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ حضور کی سیرتِ طیبہ، اُن کا اسوۂ حسنہ، نیز اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات کی مختلف قدریں لامحالہ یاد آجاتی ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ شاعر کی نظر میں اُس کے اپنے زمانے کے مسائل اور تقاضے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام باتیں اس کے جذبات و خیالات کو متاثر کرتی ہیں اور اس کی شاعری میں رسول کریمؐ کی تعریف وتوصیف کے ساتھ ساتھ اسلامیات و اخلاقیات کی گوناگوں قدروں کی ترجمانی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا 'تجلیاتِ حسنِ ازل' کے پانچوں شاعروں نے کم و بیش اسی قبیل کے کلام کی مثال پیش کی ہے۔

قیصر شمیم

۱۵رنومبر ۲۱۰۵ء

مغربی بنگال کے ادبی افق پر حلقۂ سخنوراں ایک درخشندہ ستارہ کی طرح روشن ہے۔اس کے معتمد جناب شمس افتخاری اپنی صلاحیت اور مخلصانہ کاوشوں سے اس کے فروغ کے لیے ہمیشہ سرگرداں نظر آتے ہیں۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ اُنہوں نے پانچ شعراء کے کلام پر مشتمل ایک خوبصورت نعتیہ انتخاب ترتیب دیا ہے۔ (۱) مرحوم اصغر ندیم (۲) مرحوم جابر حسین حبیبی (۳) وفا صدیقی (۴) ذیشان متھراوی (۵) شمس افتخاری (معتمد ادارہ ہذا) یہ نام ایسے ہیں جن کی نعتوں کی خوشبو ہماری سماعتوں کو مہکاتی رہی ہے۔

نعت ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس کے اسلوب کو برتنے اور مضامین پیش کرنے میں ہر فن کار کو ذخیرۂ الفاظ میں کھو جانا پڑتا ہے۔ تمام تر وسعتوں کے باوجود عرصۂ اظہار تنگ معلوم ہوتا ہے۔ الفاظ، سرورِ کائینات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات بیان کرنے کے متحمل نظر نہیں آتے۔ مگر نعت کے سانچے میں ڈھلنے کے بعد ہر لفظ نکھر کر شاعر کے عشقِ رسول کا آئینہ ہو جاتا ہے۔ خدا جس مبارک ہستی پر درود بھیجتا ہے اُس کے اخلاقِ حمیدہ اور اوصاف برگزیدہ کا ذکر کوئی انسان کیا کر سکتا ہے۔ نعت گوئی کے محدود دائرے میں رہ کر بے احتیاطی سے بچتے ہوئے ہر شاعر نے اسلامی تصورات میں ڈوب کر سہل ترین الفاظ میں بارگاہِ رسالت میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ جناب حلیم صابر، ڈاکٹر الف انصاری، جناب ایم نصر اللہ نصر، جناب اسماعیل پرواز اور جناب شمس افتخاری کے مضامین نے کتاب کی رونق میں اضافہ کر کے اس کی پیشکش کو حسین بنا دیا ہے۔ ''تجلیاتِ حسنِ ازل'' میں عقیدت ومحبت کے یہ گل بوٹے قاری کے دل ودماغ کو اپنی روح پرور خوشبو سے تازگی بخشتے ہیں۔ یقین ہے کہ محبانِ پنجتن اور عاشقانِ شعروسخن اس کتاب کو مقدس تحفہ سمجھ کر قبول کریں گے۔

مرتب نے ایک بڑی خدمت انجام دی ہے۔ جس کے لئے وہ لائق مبارکباد اور قابلِ ستائش ہیں۔

ڈاکٹر شبیر ابروی

۸؍نومبر ۲۰۱۵ء

ناشر : حلقۂ سخنوراں شیب پور، ہوڑہ